

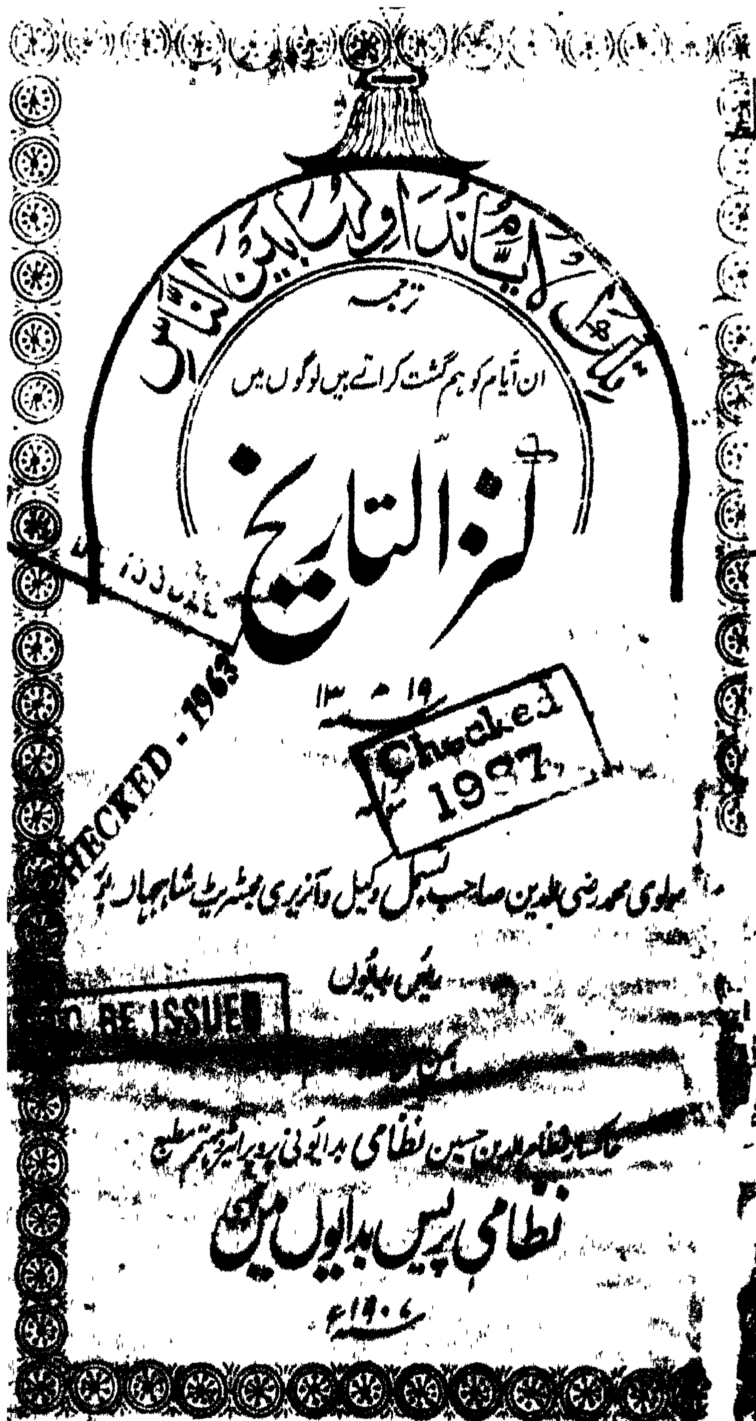
از حضور فیض گنجور سراپا نور علی اللہ نور جناب اعلیحضرت انانیت مآب

فرمانروا سید محمد یحییٰ خان عین اللہ لاؤ بالی شانہ

لیسنڈ لارڈ آف موضع یحییٰ پوسٹ آفس ... سی ضلع گیا

صوبہ بہار شاہی - آئی - آر

بدار الطبع سرکار جاوڈ دام اقبالہ از زیور طبع آر ... آراستہ گردید



و تلک الایام نداولها بین الناس

ترجمہ

ان ایام کو ہم گشت کراتے ہیں لوگوں میں

کنز التاریخ

مولوی محمد رضی الدین صاحب بسمل وکیل و آنریری مجسٹریٹ شاہجہانپور

نظام الدین حسین نظامی بدایونی پروپرائٹر و مہتمم مطبع

نظامی پریس بدایوں میں طبع

سنہ ۱۹۰۷ء

واقعات

خدا کو حاضر و ناظر جان کر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ماجرہ جس خامس تیسر انگلستان و ہندوستان

اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو ائتلاف ثلاثہ وار بع وغیرہ میں داخل ہیں۔ ولیم ثانی سابق قیصر جرمنی پر اُن کی قوم و رفقاء سمیت جو اتحاد ثلاثہ وار بع وغیرہ میں شامل نہیں اور ہمارے فریق و حریف تھے یا ہیں۔ نعرۂ داد و فریاد۔ دعویٰ و استغاثہ بدربارِ ربانی بسبیل سوعلی پیش کرتے ہیں کہ ان سبھوں نے سابق قیصر جرمنی کی تحت سیادت و قیادت میں ہو کر صرف ناجائز ملک گیری کی ہوس میں جبریہ خلاف معاہدہ بین الدول تیغ بے دریغ کھینچکر ہمارے متعلقین پر بتاریخ ۴ اگست ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء بماہ نومبر بتاریخ ۱۱ تا ۱۱ بجے بے گناہ و بے پناہ خلق خدا کی بے حد و بے حساب خونریزی و ایذارسانی کی اور کرائی ہے کہ بندے کو چار ناچار صمصام کار انجام اُٹھانی پڑی کہ۔ "دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست" جس سے آزادی و امن صلح زمن۔ اور راحت عامہ و نظامت تامہ میں من کل الوجوہ فرق عظیم واقع ہو گیا کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہا ہے۔ لہذا ما مدعیان متظلمین دربار خداوندیؐ و بارگاہ معلیٰ عدل و انصاف کے اُمیدوار ہیں کہ براہ فضل و کرم ما فدویان کی جرح و قدح پر رحم فرما کر عادلانہ جزا و سزا فرمائی جائے کہ ظالمین اپنے اپنے کیفر کردار کو پہونچیں آمین یارب العالمین ؛

رباعی

شاہا ز کرم بر من درویش نگر! | بر حال من خستۂ دل ریش نگر!
ہر چند نیم لائق بخشایش تو۔ | بر من منگر بر کرم خویش نگر!

دستخط جارج پنجم شہنشاہ انگلستان۔ بہمراہی سرکار خود

حلفیہ گزارش بہ اُلوف نیازش ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا پایندگان۔ مع حکومت و دولت و ملک
و ملت پھر وہ کسی کے قبضے میں ہو اُس پر نسلاً بعد نسلٍ۔ بطناً بعد بطنٍ قایم رہیں گے۔ مگر
آیندہ نسل میں بھی اس معاہدے کا اعادہ ہو جایا کرے۔

دستخطہائے۔ شاہِ جاپان۔ شاہِ بلجیم۔ پریسیڈنٹ فرانس۔ عمانوئیل شاہِ اٹلی۔ وغیرہ وغیرہ
جرجیس پنجم ضیغمِ انگلستان۔

العـــــــــــبد

(۲) محضر علیہ عامہ ۔ ولیم ثانی قیصرِ جرمنی مع اہلِ جرمنی کا عذر و دعوے بارِ استغاثہ مافوق
خدا کو حاضر و ناظر مان کر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما ولیم ثانی۔ قیصرِ جرمنی۔ اپنی قوم و حلیف
کے ساتھ جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ جرجیس خامس ضیغمِ انگلستان پر اُن کی
قوم و رفقا سمیت جو ائتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل ہیں اور ہمارے فریقِ حریف
ٹھیریا ہیں۔ خلائقِ عامہ کو گواہ رکھ کر۔ بہ نعرۂ داد و فریاد۔ دعوے بارگاہِ جنابِ حضرت رب العزت
پیش کرتے ہیں کہ ہمارے رفیق و حلیف شہنشاہِ اسٹریا کے راستباز و برگزیدہ عالی العظیم
(۵۰) سالہ آرک ڈیوک فرانسیس فرڈی نینڈ۔ ولی عہد اور ولی عہد بیگم جو سازشِ مخالفین انگریز
و سربیا سے بمقام سرجیو۔ علاقۂ بوسنیا میں بتاریخ ۲۸ جون سنہ ۱۹۱۴ء ہم سے ضبط و ربط
رکھنے کے سبب سے شہید ہوئے۔ اور فدوی سے عداوت بوجہ ترقی تجارت

حلفیہ گذارش بہ الوف نیازش ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا ہائیدگان۔ مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کسی کے قبضے میں ہو اُس پر نسلاً بعد نسل۔ بطناً بعد بطن قایم رہیں گے مگر آیندہ نسل میں بھی اس معاہدے کا اعادہ ہوجایا کرے۔

دستخطہائے۔ شاہ جاپان۔ شاہ بلجیم۔ پریسیڈنٹ فرانس۔ عمانیل شاہ اٹلی۔ وغیرہ وغیرہ

جرجیس پنجم ضیغم انگلستان۔

العـــــــبد

(۳) محضر عامہ علیہ۔ ولیم ثانی قیصر جرمنی مع اہل جرمنی کا عُذر و دعوےٰ بارِ دِ استغاثہ مافوق

خدا کو حاضر و ناظر مانکر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما ولیم ثانی۔ قیصر جرمنی۔ اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ جرجیس خامس ضیغم انگلستان بر اُن کی قوم و رفقا سمیت جو ائتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل ہیں اور ہمارے فریق و حریف تھے یا ہیں۔ خلائقِ عامہ کو گواہ رکھ کر۔ بہ نعرۂ داد و فریاد۔ دعوےٰ بہ بارگاہ جناب حضرت ربّ العزت العظیم پیش کرتے ہیں کہ ہمارے رفیق و حلیف شہنشاہِ آسٹریا کے راستباز و برگزیدہ عالی (۵۰) سالہ ارک ڈیوک فرانسیس فرڈی نینڈ۔ ولی عہد اور ولی عہد بیگم جو سازشِ مخالفین انگریز و سرویا سے بمقام سرجیو۔ علاقۂ بوسینیا میں بتاریخ ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۴ء ہم سے ضبط و ربط رکھنے کے سبب سے شہید ہوئے۔ اور فدوی سے عداوت بوجہ ترقی تجارت

دستخط۔ ولیم ثانی سابق قیصر جرمنی۔ بہ ہمراہِ رفقائے خود۔ حلفیہ گذارش بہ صنوف گرامیش
ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا مابندگان مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کبھی قبضہ میں
ہو آسی سے صلب بعد صلب رحم بعد رحم قایم رہیں گے۔ لیکن آیندہ نسلوں سے بھی معاہدہ کی تمازگی ہوتی رہے

دستخطہائے شاہِ اسطریا۔ سلطانِ ترکی۔ وشاہِ بلغاریہ وغیرہ وغیرہ۔

ولیم ثانی۔ سابق قیصر جرمنی

العــــــــــــــــــبد

(۳) شہادت نامہ خلایق عامۃ وخاصۃ مع مدیرانِ صحائف واخباراتِ عالم

شہادت

نحمدہٗ ونصلّی لہٗ من یّہدی العینؔ[1] فلا مضل لہٗ ومن یّضلل لہٗ فلا ہادی لہ۔ خدا کو حاضر وناظر
گرد انکر حقاً وایماناً حلفیہ سچے دل سے تخاضع وتخاشع کے ساتھ خلایق عامۃ وخاصۃ
شہادتِ ہذا بجمیع لبِّ لبابِ بحث وجرح پیشکش کرتے ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں باہم
تجارت وخوش نظمی کے سبب سے محاسدانہ نزاعِ خانگی مدتہا مدت سے بحال سازش
جانبین آرہی ہے۔ مگر موجودہ جنگ کی بناء کو البتہ اسطریا کے ولی عہد وولی عہد بیگم کی شہادت
پر حیلہ وحوالہ کا اچھا خاصہ ظاہراً ناممکن الاعتراض وغیر سریع الحل موقع ملگیا ہے کہ گویا ؎

مارا بغمزہ کشت وقضا را بہانہ ساخت

کا مضمون ہے۔ لیکن یہ البتہ کہ مقتولینِ مذکورین بیشک مظلوماً قتل ہوتے گئے ہیں تحقیقاتی

(۱) اپنی ذات۔

الوجوہ
کمیٹی نے اس کا ارتکاب بہ سازش انگریز۔ سروپا کے سر تھوپا۔ اس لئے کام ناکام من جمیع
وقت
قیصر جرمنی کے ہم سنگ و ہم آہنگ ہونا پڑتا ہے کہ اگر یہ صحیح ہے تو بے چون وچرا اس
قیصر ہی حق پر ہیں تو حق بحقدار رسا ناد! رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَاِنَّکَ
اَنْتَ خَیْرُ الْعَادِلِیْنَ۔ آمین یا رَبَّ الْعَالَمِیْن اور از بہر خداوند دعا و ثنا مبارکباد اکہ ۹

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت (۱) یارب اندر ہر دو گیتی برقرار و بردوام
سال خرم۔ فال نیکو۔ مال وافر۔ حال خوش ہما اصل ثابت۔ نسل باقی تخت عالی بخت رام

دستخطہائے خلائق عامۃً و خاصۃً۔ مع شہادت ہائے تحریرات اخباریہ۔ کذالک۔
(دستخط) ولسن (۲) پریسیڈنٹ ممالک متحدہ امریکہ۔ شاہ اسفانیہ۔ شاہ پرتگیز۔ شاہ ہولینڈ شاہ
سوئزرلینڈ۔ شاہ یونان۔ شاہ سوئیڈن۔ شاہ ناروے۔ شاہ ایران۔ شاہ حبشہ شاہ
رومانیہ۔ پریسیڈنٹ چین۔ شاہ سیام۔ وغیرہ وغیرہ۔
حلفیہ خواہش بصد ہا سپوزش ہے کہ عالم میں من کل الوجوہ صلح و امن ہو۔ یہی ٹراٹسکی لینن
زاغلول۔ گاندہی وغیرہ وغیرہ بھی چاہتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے حق کو پہونچتے جائیں۔
خدا ہمچو کناد!

الحــــــمد

(۱) کون وتکوین (۲) اب حال میں جو پریسیڈنٹ ہو۔

پیشئ عدالت

بیارگاہِ عادلِ حقّانی ماحضرت یحییٰ

حضورالدّہر بعینِ اللہ تعالیٰ و اعلیٰ و اولیٰ و اعزّ و اجلّ و اہم و اکبر۔ نحمدہٗ و نشکرہٗ و نصلّی لہٗ و نومن بہٖ و نتوکّل علیہ و ننتہی الیہ الخیر ثمّ بعد ذالک ماجناب اعلیحضرت مسیحیّت مآب فرمانروا سید محمد یحییٰ ولی عالم و عین اللہ جو منجانب اللہ۔ بالتخصیص مبعوثِ عام ہونے کی وجہ سے و نیز سلاطین زمن مع خلائقِ عامّہ و خاصّہ کے مقدّمات جامعہ کو فیصل کرنے کی جہت سے سلطان السّلاطین خاقان الخواقین و احکم الحاکمین کہے جانے اور تسلیم کئے جانے کے لئے مسلّم النّبوت ثنایاں ہوچکے ہیں جو ازلاً ایسا ہی مامون و موٗدع تھا اس لئے مرشد ارشاد بذاہیں کہ ماحضرت انانیّت مآب نے مقدّمۂ حاضرہ کو پوری طرح سماعت فرمایا ۵

پائے رفعت بر آسماں دارم سرِ خدمت بر آستاں دارم

اس لئے آں حضور اینر مستعال جلّ مُلا کو یقیناً ثمّ یقیناً بلا یہ بکرّات و مرّات ثمّ یقیناً۔ قادر و نادر۔ حاضر و ناظر۔ داناء و بیناء۔ راناؤ توانا جانکر یا معنی کہ بالکل اپنی ذاتِ اصلیہ کا جزوِ اعظم لاینفک بلا وصل بلا فصل و بلا قرب و بلا بعد مانکر اور اچھی طرح سے پہچان کر تم کو (حضراتِ مخاصمین کو) خلوصاً و اخلاصاً۔ ہدایت و نصیحت۔ تنبیہہ و استبداد فرماتے ہوئے مقدّمۂ مذکورہ کو حقّاً و ایماناً تواضع و تورّع کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں جس پر حسب تعہد و پیماں قبضاً و بسطاً کسی طرح سے بھی ہو بلا تفریقِ احدے سب کو راضی برضا و شاکر بقضا ہونا پڑیگا

ورنہ خیر نہیں اب وہ یہاں سے یوں شروع ہوتا ہے۔

رُباعی

نازم بچشم خود کہ جمالش بدیدہ است — اُفتم بپائے خود کہ بکویش رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ دہم دستِ خویش را — کو دامنش گرفتہ بسویم کشیدہ است

حمد و نعت

بعون اللہ العلی العظیم

تمامی تہلیل و توحید۔ تسبیح و تحمید۔ تقدیس و تمجید۔ تصلیہ و ترضیہ زیبا و سزاوار ہے حضرت اُس ایک ایسی بری عن الوجود۔ زبردست و ذی جبروت و ذی رحموت ہستی غیب کے لئے جو محض بے چون و چرا یا بامفہوم اضطرار و اختیار۔ قادر علی الاطلاق موصل الی المطلق ہے جس کو لوگ جوہر کل۔ اثیر الآثار و علت العلل جمع الجمع روح الارواح جانِ جاناں اصل الاصول خداوند فرمانروا خواہ بیک لفظ یحییٰ کہتے ہیں۔ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ جس کی ایک ادنیٰ جنبش مشیت کے زور پر تمام عناصر و آثار کا مجسم و مکمل مجموعہ بشکل انسان بنامِ ما سید محمد یحییٰ بعینہٖ و بادنہٖ ایک برگزیدہ محبوبیت مآب فوق البشر اس وجہ سے بنایا گیا کہ ازل سے ابد تک کے ضروری و اہم مقدمات مع مقدمۂ موجودہ کو ایک عالمگیر شہ نشین کے اسٹیج پر عرش و کرسی لوح و قلم۔ پرچم و علم۔ جمبر و محراب کے ساتھ بالتجلیل والجلال اورنگ زیب و جلوہ گر ہو کے فیصل کرتا ہوا رفاہِ عام کے واسطے نظامِ عالم کی باگ اپنے روحانی چنگالِ قوی میں

سے مضبوط پکڑے ہوئے لوگوں کو اپنے فرزند ارجمند کی طرح ایک قدرتی مفید۔ سیدھے اور سڈول راستے پر لاکر اس عالم سے عالم بالا کی طرف درجہ بدرجہ علی حسب استحقاق بذرا بعد بذر۔ وپھر ابعد دہر ترقی کے لئے بگ ٹوٹ ہانکتا ہوا سرپٹ لیجائے کہ بخیر وخوبی منزل مقصود کو پہونچیں۔ خدا ہیجوں کُناد۔ فَرَبَّنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مؤیدًا منصورًا۔ جس کا ظہور آج روز مبارک سے شروع ہوتا ہے یہی یوم الفصل ویوم المیثاق ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ قربان جائے اُس کی کبریائی پر۔ دعا وثنا شکر وسپاس بہ ہموں لازم بواد! اس لئے یہ دعا وثنا ہوں کہ

دعا وثنا شکر وسپاس

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَخْفِضُ مَنْ تَشَاءُ وَتُعَلِّیْ مَنْ تَشَاءُ تَخْفِضُ مَنْ تَشَاءُ تُعَلِّیْ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا معلوم ہو کہ تعظیم وتکریم۔ آداب وتسلیم۔ دعا وثنا۔ بیم ورجا۔ نذر ونیاز۔ سوز وگداز۔ صلوٰۃ وسلام۔ عجز واحترام ازبہر مرسلین وذوبانزوا مبارکباشا و! حالانکہ

تمہید مقدمہ

اس کے بعد واضح ولائح ہو کہ جس قدر مخلوقات کے سلسلے کا درکہ بدرکہ۔ درجہ بدرجہ مختلف دایرہ ہے

ہر ایک دایرہ والی مخلوق اپنی حیثیت میں اُس دایرے کے اندر ملاک مُشترک رکھتی ہے۔ اور عناصر و مآثر کے ظاہری و باطنی اثر کو اپنی حقیقی صلیت کے قالب میں وصل و فصل مکان و زمان و سریان و ثقل و خف کی مُناسبت سے ڈھالتی ہے۔ مگر جسقدر اپنے ظہور کی سابقیت و اوّلیّت میں سبقت و تفوّق لے جانے کے سبب سے استحقاقاً اپنے نیچے والے ہمجنس سے زیادہ تر قوی حاصل کر چکی ہے اُسی قدر اُسکے حاجات وسیعہ ہوتے گئے ہیں کہ ودیعۃً وہ خود میں لے کر ترک و اخذ کے قانون کے مطابق آگے بڑھتی جائے اور اسی سلسلے پر قُدرتاً عادلانہ ترقّی ہوتی رہے۔ اس لئے وہ ترقّی یافتہ مخلوق یا ارتقاء رُس خلقت اُس دائرے کی ملاک مُشترک سے فرورت بھر حصّہ لیتی ہوئی چلی گئی ہے۔ اور رنگ و شکل سے خواص و قویٰ وصفات وغیرہا بدلتی ہوئی شکل انسانی کے درجے تک ترقّی کر کے پہونچی ہے جس میں جملہ عناصر ہونے کے علاوہ تمام کائنات کی تھوڑی تھوڑی سب چیزیں ملاک مُشترک سے اُس کی عمر و قیام و درجے کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ عام ازیں کہ کسی خاندان میں میں خزاں و سنراء جنم لی ہو سمجھے کہ اُس میں لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ سب پائے جاتے ہیں کہ گویا وہ چیز عالم اکبر کا نمونہ بنی ہے جس وجہ سے وہ مخلوق افضل و ممتاز۔ اشرف و بالادست کہی جس کو آگے بھی درجہ بدرجہ بڑھنا ہے کہ جہاں سے چلی ہے وہیں پر انا الھو کا نعرہ مارتی ہوئی پہونچے اور خاموش ہو جائے۔ اور وہ مقام بری عن المقامیت ہمیشہ سے ہے اور رہیگا اُس کے اختیاری بود و نمود کے اختیاری اثر سے یہ سب مادّی عالم عدلاً و قانوناً قائم ہوا جس کا رگڑ کھاتے کھاتے بشدّت حرکت بھڑام سے ٹوٹ جانا۔ یا دوسرے کُرہ عالم سے ٹکرا جانا

یا ساکن(۳) ہوجانا۔ یا فقید الحرکت(۴) ہوجانا۔ خواہ فنا(۵) ہوجانا۔ اور بعد از فنا دوبارہ(۶) ہوجانا۔
اور ہمیشہ یہی سب(۷) ہوتے رہنا بھی نظیراً ممکن ہوگا۔ کہ جب ایک بار ہوا تو بہت بار بھی ہوتے
رہنا بعید از قیاس نہیں۔ گویا حادث ہوتے رہنا ایک قدیم بات ہے۔ سب کا جوہر
اختیار و راحت ہے۔ اور اس سے بھی بالا ہوجانا ہے۔ جو کلیتہً خدا کے ساتھ ہے اور ہر ایک
زندہ یہی چاہتا ہے کہ اسکو جہاں تک ممکن ہو خوشی و راحت حاصل ہو۔ پس قوائے جامعہ یعنی
خدا اثر (روح)، حرکت۔ مادّہ اور قدامت۔ (ہیولیٰ) یہ سب قدیم کے ساتھ قدیم ہیں۔ چاہے
ظاہر میں ہوں یا باطن میں ہوں (ولیاور انسان اور خدا کے درمیان محض مشترک ہے)
گویا مٹی(۱) سے سب ہے۔ اور سب مٹی(۲) کے ساتھ ہے۔ پھر سب مٹی(۳) ہے۔ اور پھانسکر از جانے
پر مٹی ہونے سے بھی نکیر و پاک ہے۔ مگر کچھ ہو جب تک زندگی ہے ہر ایک زندہ کو عالم محسوسات
کے قانون کی رو سے آرام و راحت کی سخت ضرورت ہے (اس لئے مادّیات یا دنیا
یا تمدن بالکل مقدّم ہے۔ خدا تک کے نام و نشان اسی مادّہ کے خلق و تخلیق۔ و ہیجا
وترقی سے ہوئے) جسکو حاصل کرنے کے لئے قوائے عامّہ میں اتفاق مفید یک زبانی
و بیک قومی وغیرہ ہونے کی حاجت ہے جسکے لئے پنچایت وغیرہ کی بنا پڑکر سلطنت عادلہ
وغیر عادلہ کی صورت قرار پکڑی۔ تو اس زمانہ کے لحاظ سے پھر ایک روح جامع وحقیقی جو ایک
تہ بہ تہ معیّن بالائی نوکیلے نقطے پر پہونچ کے مادیانہ رنگ میں بہت بار مختلف ممالک
میں واپس آکے بتدریج مسیحائی درجے کو پہونچکر عین اللہی درجہ تک پہونچگئی اور پہونچتی رہتی
ہے اور پہونچتی رہےگی۔ وہ آئی اور راحت رسانی کے لئے ہدایت کرنے لگی۔ اپنی پرکھارت

یا ساکن[3] ہو جانا۔ یا فقید الحرکت[4] ہو جانا۔ خواہ فنا[5] ہو جانا۔ اور بعد از فنا دوبارہ[6] ہو جانا۔ اور ہمیشہ یہی سب[7] ہوتے رہنا بھی نظیراً ممکن ہوگا۔ کہ جب ایک بار ہوا تو بہت بار بھی ہوتے رہنا بعید از قیاس نہیں۔ گویا حادث ہوتے رہنا ایک قدیم بات ہے۔ سب کا جوہر اختیار و راحت ہے۔ اور اس سے بھی بالا ہو جانا ہے۔ جو کُلّیتہً خدا کے ساتھ ہے اور ہر ایک زندہ یہی چاہتا ہے کہ اُسکو جہاں تک ممکن ہو خوشی و راحت حاصل ہو۔ پس قوائے جامعہ یعنی خدا اثر (روح)، حرکت۔ مادّہ اور قدامت۔ (ہیولیٰ) یہ سب قدیم کے ساتھ قدیم ہیں۔ چاہے ظاہر میں ہوں یا باطن میں ہوں (ولیاور انسان اور خدا کے درمیان محض مشترک ہی) گویا مٹی[1] سے سب ہے۔ اور سب مٹی[2] کے ساتھ ہے۔ پھر سب[3] مٹی ہے۔ اور ہوا بنکر اُڑجانے پر مٹی ہو جیسے بھی نکیر و پاک ہی۔ مگر کچھ ہو جب تک زندگی ہے ہر ایک زندہ کو عالم محسوسات کے قانون کی رو سے آرام و راحت کی سخت ضرورت ہے (اس لئے مادّیات یا دُنیا یا تمدّن بالکل مقدّم ہے۔ خدا تک کے نام و نشان اسی مادّہ کے خلق و تخلیق ہیتی و ترقی سے ہوئے) جسکو حاصل کرنے کے لئے قوائے عامّہ میں اتفاق مُفید یک زبانی و یک قومی وغیرہ ہونے کی حاجت ہے جسکے لئے پنچایت وغیرہ کی بناء پڑکر سلطنت عادل و غیر عادل کی صورت قرار پکڑی۔ تو اُس زمانہ کے لحاظ سے ہر ایک روحِ جامع وحقیقی جو ایک تہ بہ تہ معیّن بالائی نوکیلے نقطے پر پہونچ کے مادیانہ رنگ میں بہت بار مختلف ممالک میں واپس آکے بتدریج مسیحائی درجے کو پہونچکر عین اللہی درجہ تک پہونچگئی اور پہونچتی رہتی ہے اور پہونچتی رہے گی۔ وہ آئی اور راحت رسانی کے لئے ہدایت کرنے لگی۔ اپنی پرکھارت

کہیں گے۔ اسی طرح اُس صحیح القُویٰ اور قوی القُویٰ اور خالص قوی افسر کو گزیرو ناگز تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ افسری کے کام کو انجام دے اور اپنے ماتحتین میں اُسکی اشتغ اور اشاعت کرے کہ شہود و غیوب۔ تابع و متبوع دونوں طرف اُس کے اثر کا احساس ہو۔ چاہے بالعلم ہو یا بالجہل۔ یا بالخواص اور قدرت کا محکمہ انفعالاً اس کا گواہ رہے اس سے معلوم ہوگا کہ اِس قدرتی محکمہ کا کوئی غیبی افسر ہے جب ہی سب کو اُسکے سامنے تاثیر عمل چار ناچار پیش کرنا پڑتا ہے اور اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ پانا پڑتا ہے۔ گویا تحتانی طبقے پر فوقانی طبقے کا اثر کشا کشی کے ساتھ عادلاً اعمال کے مطابق پڑ رہا ہے جسکو حکمتہً و نظاماً او مصلحتاً و ضرورتاً تسلیم کر لینا بھی خالی از فوائد نہیں ہے کہ اِس تسلیم و اِسلام کے مطابق اثر پڑے چہ جائیکہ درحقیقت وہ قادر مطلق افسر ہی ہے (جیسے سلطان النجوم۔ نیر اکبر و نیر اصغر بنام آفتاب و ماہتاب ہیں۔ سلطان الاحجار ہے سو سنگ اکبر ال ہے سلطان الجبال جو ہے سو البتیا ہے۔ سلطان العناصر آگ ہے۔ سلطان المائز حرکت ہے سلطان جو ہے سو ہمالیہ ہے۔ سلطان الجواہرات جو ہے سو ہیرا ہے۔ سلطان الاشجار جو ہے سو سیب یا بڑ کا درخت ہے۔ اگرچہ فنِ طب میں سرس کے درخت کو کہتے ہیں جیسے جن الاشجار دیودار کے درخت کو کہتے ہیں۔ اسی طرح سلطان المعرشات انگور کی بیل ہے۔ سلطان الحیات جو ہے سو سانپ ہے۔ سلطان الوحوش جو ہے سو شیر ہے سلطان البہایم والغنایم بقر ہے۔ سلطان الطیور مرغ اتشخوار اور چکور یا دیگ دو خاص ہیں۔ سلطان القرود جو ہے سو لنگور ہے۔ سلطان الاہال جو ہے سو انگوٹھا ہے

جب ہی اسی سے اپریشن لیا جاتا ہے۔ سلطان النّاس۔ ربّ النّاس و الٰہ النّاس ہادیٔ برحق و امام مطلق ہے۔ سلطان القویٰ و سلطان القدرت و سلطان الکائنات جو ہے سو عین اللہ تعالیٰ ہے۔ اب اس لفظ سلطان کو اگر شاہ کے لفظ سے یاد کرو جیسا بھی تم کو بولنا پڑے گا کہ شاہراہ۔ شاہ گام۔ شاہ سوار۔ شاہ مور۔ شاہ درہ۔ شاہ رگ۔ شاہ مکتب۔ شاہ بیت۔ شاہ توت۔ شاہ بلوط۔ شاہترہ۔ شاہ تیر۔ شاہ دانہ۔ شاہ لال۔ شاہ نخل شاہ پر۔ شاہ عالم و غیرہ وغیرہ میں قاعدہ ہذا کے مطابق خدا تعالےٰ ضرور افسر ہے۔ اسلئے اِس دائرہ انسانیت کے قدرتی قوانین جملہ ماتحت دوائر سے درجہ بدرجہ تھوڑا تھوڑا ترقیاً و تنزلاً مختلف ہوتے ہوئے نیچی والی مخلوق سے بہت بالائی فاصلے پر آگے وسیع پیمانہ کے رنگ میں کچھ کچھ تشابہ نمائی کے ساتھ متنوع ہو گئے ہیں۔ اسی طرح آگے بھی ہے۔ گو نیچے پر پیچھے ہے۔ یا تحت اسفل السّافلین میں (یعنی جو سب سے نیچا طبقہ ہے) گویا کہ سگِ گنگ وسگِ گونگا کی حالت ہے کہ بدیر ہو یا بزود مگر اُس کو مکرّر مکرّر ٹکسال کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ پس سب کے لئے ایک ہی قسم کا قانون علیٰ حسب الزمان ہے جو ہنگامی و مقامی و دوامی کر کے تین قسموں میں منقسم ہے وہ اپنے اثرات میں درجہ بدرجہ بلا مفہومِ عام و خاص و مشترک و مستثنےٰ ایکساں ہے۔ بلکہ جو آخرش اور مستثنےٰ ہوتا بھی ہے تو وہ قانون ہی کی رو سے ہوتا ہے۔ نہیں معلوم ہونا ایک دوسری بات ہے۔ اب جس قسم کی اُسکی ہستی استحقاقاً پیدا ہوئی ہو۔ اِس واسطے اِس دائرہ انسانیت کے اندر بھی جس قدر اشیاء مافی السّمٰوات و مافی الارض بتدریج یا دفعتہً کسی طرح سے ہو لوگوں کے قبضے میں آچکی ہیں اور آئیں گی وہ

سب ایک دوسرے کے لئے بلکہ مشترک ہیں۔ بناءً علیہ سب کے اغراض اصولاً بالاتفاق مشترک ہیں۔ چنانچہ اس دائرہ کے ہر ایک ممبر کی غرض علماً ہو یا جہلاً ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے

قانون

اولاً یہ کہ جس عالم میں ہے بلا ہم و رجا بے خلل و غش آرام و راحت سے رہے۔ فطری مجبوری کے جس حصہ یا شاخ میں کاروبار ہے اسکے اصول کے مطابق کام کرے۔ اگرچہ دوسری شاخ کے اصول سے متضاد یا مخالف ہو۔

دوسرے یہ کہ یادگار قائم کر چھوڑے کہ مرنے کے بعد یعنی انتقال کے بعد اس کا نام رہے اسی خیالی حصے کا نام دنیا ہے۔

تیسرے اگر اسکے علم کے مطابق خدا کی ہستی ہے تو اس سے جس طرح چاہے لو لگائے کہ بہ آسانی کامیاب ہو۔ یہی دنیاوی دین ہے۔

تشریحات

یعنی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا دل و جان سے قدرتاً مشتاق ہو۔ اور یہ سب خیالات بلا کوشش اس کے دل و دماغ میں کثرت سے گشت لگاتے رہیں اور ایک دوسرے کی خدمتگزاری و کاربرآری کو روح الدارین سمجھے بلکہ مبالغہ یہ ہے کہ لوگوں کی کاربرآری کے لئے تہ دل سے جستجو میں رہے اور اس کے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑے۔ جلد سے جلد نکالنے کی کوشش

سب ایک دوسرے کے لئے ملک مشترک ہیں۔ بنا برعلیہ سب کے اغراض اصولاً بالاتفاق مشترک ہیں۔ چنانچہ اس دائرہ کے ہر ایک ممبر کی غرض علماً ہو یا جہلاً ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے

قانون

اوّلاً یہ کہ جس عالم میں ہے بلا ہم و ہراس عقل و عیش آرام و راحت سے رہے۔ فطرت کے جس حصہ یا شاخ میں کارپرداز ہے اسکے اصول کے مطابق کام کرے۔ اگرچہ دوسری شاخ کے اصول سے متضاد یا مخالف ہو۔

دوسرے یہ کہ یادگار قایم کر چھوڑے کہ مرنے کے بعد یعنی انتقال کے بعد اس کا نام رہے اسی خیالی حصے کا نام دنیا ہے۔

تیسرے اگر اسکے علم کے مطابق خدا کی ہستی ہے تو اس سے جس طرح چاہے لو لگائے کہ بہ آسانی کامیاب ہو۔ یہی دنیاوی دین ہے۔

تشریحات

یعنی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا دل و جان سے قدرتاً مشتاق ہو۔ اور یہ سب خیالات بلا کوشش اس کے دل و دماغ میں کثرت سے گشت لگاتے رہیں اور ایک دوسرے کی خدمتگزاری و کاربرآری کو روح الدارین سمجھے بلکہ مبالغہ یہ ہے کہ لوگوں کی کاربرآری کے لئے تہہ دل سے جستجو میں رہے اور اس کے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑے۔ جلد سے جلد نکالنے کی کوشش

جار بلجار۔ طوعاً و کرہاً۔ نفسا نفسی و کشا کشی کے ساتھ علماً و جہلاً سر گرداں ہیں۔ اُس کی ابتدا
افزایش و حصول میں جو اشیاء یا لوگ مزاحم ہوتے ہیں۔ یا اُسکے آگے سے اُس کے حصول
ہونے کے ذرائع کو منافقانہ برتاؤ کر کے کیداً و مکراً غضب و غبن کر لیتے ہیں۔ یا ضرورت
سے زیادہ ترظلماً بدنظمی کے طور پر ہل من مزید کہہ کر چھین لیتے ہیں کہ اُسکو کمی پڑتی ہے۔
جس وجہ کر غم و غصّے میں پڑ کے گھلتا جاتا ہے یا گھٹتا جاتا ہے کہ اُسکی ساری خوبی اور نعمتیں سلب
ہوتی جاتی ہیں۔ دُکھ سے مُکھ بگڑنے لگتا ہے حتّیٰ کہ یہہ غصّہ حد سے زیادہ عبور کر جاتا ہے
تو مُنقاد و مصداق چوں تنگ آید بجنگ آید وہ بر سر پیکار و مخالفت آمادہ ہو جاتا ہے جسکا
آخری و فوری نتیجہ ابتری و بدتری۔ فتنہ انگیزی و خونریزی۔ ناشادی و بربادی۔ حیرانی و ویرانی
جدائی و تنہائی۔ تباہی و جانکاہی وغیرہا وغیرہا ہیں۔ تو جس مُعین و مُعان کے سبب سے ایسا
واقعہ پیش آئے وہی ظالم ہے وہی واجب اللّعن و اللّعان ہے منحوس الاسم و الشّہرت ہے
اگرچہ وہ بادشاہ ہو یا غیر از بادشاہ ہو۔ کسے باشد۔ کیونکہ بادشاہ کا کام من جانب مالک السمٰوات
و الارض حق رسائی و آرام رسانی۔ نگہبانی و حکمرانی حقیقت دانی و قدر دانی۔ جان پروری و
عدل گستری۔ نظم و ترقّی ہے کہ لوگ گنوارے۔ بھکاری۔ نکمّے۔ لوطی جبلیہ وغیرہ وغیرہ
نہ ہونے پائیں۔ حاجت روائی ہو۔ نہ کہ مکر و ظلم قزّاقی و سرّاقی ٹھگیاری اور ریاکاری دجّالی
اور چنڈالی۔ خودغرضی و خودمرضی۔ بدظنیتی و بدنیتی۔ دشمنی و بدظنی۔ کذب و فریب بصد تا عیب
وغیرہا وغیرہا ہے کہ ع درلباسِ دوستی صد کارِ دشمنہا کند کا مصداق ہو۔ خاصکر عدلاً
جہاں ضرورت بھی نہیں ہو۔ لہذا قانونِ فطری و وضعی اُس کی پاسداری نہیں کر سکتا۔

وہ جنگ اور ساحتِ سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے بیڑا بھی لے جائے لیکن بالآخر وہ نیست ہوجائے گا اس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ آثر وغیرہا وغیرہا بلکہ اسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتراز بدترین ہے۔ حتّٰی کہ اسکی اپنی ذات بھی جب ہی اُلٹی سوجھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذر نہیں۔ اور باہم شیر و شکر ہوجانے پر خوش تراز خوش ترین نتیجہ ہے۔ بس اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اسکے ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا بزود) بہرحال بہتراز بہترین ہے جو دائمی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور آثارِ قدیمہ و احداثات الام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بیّن نتیجہ ہے ۔ ایسوں کے لیے پس حق العباد کے واسطے جو کوئی للہ وخیرا۔ یا للخیر۔ جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکروفریب و طمع دہی میں نہیں آتا اسکے پھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور جنگی مرنے والے جو ہیں سو ہستی ازل کے بلاکمی و بیشی جزولاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اس میں کمی بیشی نہیں واقع ہوسکتی۔ یہی اس کی فطرت ہے۔ پس اس جنگی عبادتِ مقبولہ کا اثر بہت انتشار اور زور رس ہے۔ چنانچہ علمِ تواریخ کی رو سے اس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی فاتر العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے مابدولت انانیت مآب بمصداق

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ حکم دیتے ہیں کہ۔

وہ جنگ اور ساعتِ سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے بیڑا بھی لے جائے
لیکن بالآخر وہ نیست ہو جائے گا اُس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ آثر و غیرہا و غیرہا
بلکہ اُسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتراز بدترین ہے۔ حتّٰے کہ اُسکی اپنی ذات
بھی جب ہی اُلٹی سو جھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذر نہیں۔ اور باہم شیر و شکر ہو جانے پر
خوش تراز خوش ترین نتیجہ ہے۔ بس اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اُسکے
ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا بزود) بہر حال بہتر از بہترین ہے جو دائمی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور
آثار قدیمہ و احداثات الامر سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یقینی نتیجہ ہے ایسوں کے لئے۔ پس
حق العباد کے واسطے جو کوئی لِلّٰہ و خیرًا۔ یا للخیر جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکر و فریب و
طمع دہی میں نہیں آیا اُسکے پھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور
جنگی مرنے والے جو ہیں سو ہستی ازل کے بلاکمی و بیشی جُزولاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔
کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اُسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اُس میں کمی بیشی نہیں واقع
ہو سکتی۔ یہی اُس کی فطرت ہے۔ پس اِس جنگی عبادتِ مقبولہ کا اثر بہت انتہارش اور
زور دِش ہے۔ چنانچہ علم تواریخ کی رُو سے اِس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا
ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی قاتر العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے
مابدولت انانیت مآب بمصداق
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ حکم دیتے ہیں کہ۔

وہ جنگ اور ساحتِ سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے بیڑا بھی لے جائے لیکن بالآخر وہ نیست ہو جائے گا اُس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ آثر و غیرہا وغیرہا بلکہ اُسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتراز بدترین ہے۔ حتّٰے کہ اُسکی اپنی ذات بھی جب ہی اُلٹی سوجھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذر نہیں۔ اور باہم شیر و شکر ہو جانے پر خوش تر از خوش ترین نتیجہ ہے۔ بِسْ اللّٰھُم زِدْ فَزِدْ۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اُسکے ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا بزود) بہرحال بہتر از بہترین ہے جو دائمی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور آثارِ قدیمہ و احداثات الاء سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یقینی نتیجہ ہے۔ ایسوں کے لیے۔ پس حق العباد کے واسطے جو کوئی لِلّٰہ خیراً۔ یا للخیر جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکر و فریب و طمع دہی میں نہیں آتا اُسکے پھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور جنگی مرنے والے جو ہیں سو ہستیٔ ازل کے بلاکمی و بیشی جز و لاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اُسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اُس میں کمی بیشی نہیں واقع ہو سکتی۔ یہی اُس کی فطرت ہے۔ پس اس جنگی عبادتِ مقبولہ کا اثر بہت انتشارش اور زور و رش ہے۔ چنانچہ علمِ تواریخ کی رو سے اس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی فاتر العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے ما بدولت انانیت مآب بمصداق

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ حکم دیتے ہیں کہ۔

وہ جنگ اور ساحتِ سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے بیڑا بھی لے جائے لیکن بالآخر وہ نیست ہوجائے گا اُس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ آثر وغیرہا وغیرہا بلکہ اُسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتر از بدترین ہے۔ حتّٰے کہ اُسکی اپنی ذات بھی جب ہی اُلٹی سوجھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذر نہیں۔ اور باہم تیر و تسکر ہو جانے پر خوش تر از خوش ترین نتیجہ ہے۔ پس اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اُسکے ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا بزود) بہرحال بہتر از بہترین ہے جو دائمی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور آثارِ قدیمہ و احداثِ الاٰن سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یقینی نتیجہ ہے۔ ایسوں کے لیے۔ پس یا حق العباد کے واسطے جو کوئی لِلّٰہ وخیرًا۔ یا للخیر۔ جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکر و فریب و طمع دہی میں نہیں آتا اُسکے پھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور جنگی مرنے والے جو ہیں سو ہستی ازل کے بلائی و بنتی جُزِ لاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اُسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اُس میں کمی بیشی نہیں واقع ہوسکتی۔ یہی اُس کی فطرت ہے۔ پس اِس جنگی عبادتِ مقبولہ کا اثر بہت انتشار اور زور و رس ہے۔ چنانچہ علمِ تواریخ کی رُو سے اِس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی قاصر العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے ما بدولت انانیت مآب بمصداق

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ حکم دیتے ہیں کہ۔

مخالفین دنیا کے بارے میں اعلان کردہ وغیرہ اعلان کردہ شکایات
وشدائد وشداوت اس قسم کی پیش کرے جس سے پورا پورا
پتا چلے کہ بیشک اُسکے مخالف نے پیشتر ہی سے خلافِ دنیا
وآئین ومذہب وتعلیمات حضرت عیسیٰ مخالف پارٹی کا کلمہ گو ہوکر
عام خونریزی کا ارادہ کرلیا تھا خاصکر نصرانیوں کے لئے جب ہی(۲)
بلا(۳) بین الاقوامی پنچایت کئے ہوئے عین عالم(۴) غفلت میں کمزور
وزور آور سب پر بقصد نرغہ ویلغار دھاوا کردیا۔ کیونکہ(۵) وہ صرف کوئی
پہلو ڈھونڈھتا تھا؛ جیسا کہ(۶) برن ہارڈی کی کتاب سے ثابت ہے
جس(۷) پر اُسکے فرمانروا کی طرف سے بجائے کچھ پرسش ہونیکے
اور فوج میں تقسیم کرائی گئی۔ اور مقتول اس میں معاون رہا اور یہ
دنیا کو معلوم ہے تو اُس وقت اس نام نہادی مفسد یعنی انگریز کو
حفظ ماتقدم کے لحاظ سے کیا کرنا چاہئے تھا؟ غالباً یہی کرنا چاہئے تھا

مجبان ملت کے بارے میں اعلان کردہ وغیر اعلان کردہ گفتگویات وسندات وشہادت اس قسم کے پیش کرے جس سے پورا پورا پتا چلے کہ بیشک اُسکے مخالف نے پیشتر ہی سے خلاف دین وآئین ومذہب وتعلیمات حضرت عیسیٰ مخالف پارٹی کا کلمہ گو ہوکر عام خونریزی کا ارادہ کر لیا تھا خاصکر نصرانیوں کے لئے جب ہی (۲) بلا بین الاقوامی پنچایت کئے ہوئے عین عالم غفلت میں (۳) کمزور (۴) وزور آور سب پر بقصد نرغہ ویلغار دھاوا کر دیا۔ کیونکہ وہ صرف (۵) کوئی پہلو ڈھونڈھتا تھا؟ جیسا کہ برن (۶) ہارڈی کی کتاب سے ثابت ہے جس پر اُسکے فرمانروا کی طرف سے بجائے کچھ پرسش ہونیکے (۷) اور فوج میں تقسیم کرائی گئی۔ اور مقتول اس میں معاون رہا اور یہ دنیا کو معلوم ہے تو اس وقت اس نام نہاد مفسد یعنی انگریز کو حفظ ما تقدم کے لحاظ سے کیا کرنا چاہیے تھا؟ غالباً یہی کرنا چاہیے تھا

مُجانین وغیرہ کے بارے میں اعلان کر دو وغیرہ اعلان کر دو کہ نشریات
و سندات و شہادت اس قسم کی پیش کرے جس سے پورا پورا
پتا چلے کہ بیشک اُسکے مخالف نے پیشتر ہی سے خلافِ دنیا
و آئین و مذہب و تعلیمات حضرت عیسیٰ مخالف پارٹی کا کلمہ گو ہو کر
عام خونریزی کا ارادہ کر لیا تھا خاصکر نصرانیوں کے لئے جب ہی (۲)
بلا بین الاقوامی پنچایت کئے ہوئے عین عالم (۳) غفلت میں کمزور (۴)
و زور آور سب پر بصد نرغہ و یلغار دھاوا کر دیا۔ کیونکہ وہ صرف (۵) کوئی
پہلو ڈھونڈھتا تھا۔ جیسا کہ برن (۶) ہارڈی کی کتاب سے ثابت ہے
جس (۷) پر اُسکے فرمانروا کی طرف سے بجائے کچھ پرسش ہونیکے
اور فوج میں تقسیم کرائی گئی۔ اور مقتول اس میں معاون رہا اور یہ
دُنیا کو معلوم ہے تو اُس وقت اُس نام نہادی مُفسد یعنی انگریز کو
حفظِ ما تقدم کے لحاظ سے کیا کرنا چاہیے تھا؟ غالباً یہی کرنا چاہیے تھا

قطعہ

باد ہن در دہن ہمہ نواب ہند و سند　　در پیش فوج مہدی بیا بیند نیم جاں
بہیم ضیغم است نوائے فرو نشیں　　بر جانیہ بگشت۔ ابو ضیغم جہاں
۱۸/۱۹۱۶ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اُسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہو اگر کسی اور سب کی یہی ہونا چاہیئے کہ قدرتی طور پر از روئے علم جغرافیہ۔ اختلافِ آب و ہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہ عامہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریق عراً و تکیفاً ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اُس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمالِ تہذیب و آداب۔ صبر و سکون۔ عقل و استقلال۔ و کثرتِ رائے سے جانچ پرتال کر ایک لایق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کر لیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم **بارگاہِ معلی** دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلائے والوباء والقحط والمرض والالم انتظام ہو چنانچہ اُن انتظامات کا۔ فوری و فطرتی نتیجہ و عظیم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے الٰہ یہہ ہوگا کہ بالعموم ہم زبانی و ہم مذہبی و ہم قومی کا حکم نافذ ہوئے کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہ عامہ کے۔ کس لئے کہ یہہ مواکلت

قطعہ

بادہن در دہن ہمہ نواب ہند وسند — درپیش فوج مہدی بیا پیند نیم جاں
کہ ہیچم ضیغم است فرائے فرو نشیں — برطانیہ بگشت۔ ابو ضیغم جہاں
۱۸/۱۹ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اُسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہوا کرگی اور سب کی یہی ہونا چاہیئے کہ قدرتی طور پر از روئے علمِ جغرافیہ۔ اختلافِ آب و ہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہِ عامہ اللہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریقِ عرا و تعفیفا ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اُس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمالِ تہذیب و آداب۔ صبر و سکونِ عقل و استقلال۔ و کثرتِ رائے سے جانچ پرتال کر ایک لایق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کر لیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم بارگاہِ معلّیٰ دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلاءِ والوباءِ والقحطِ والمرضِ والالم انتظام ہو چنانچہ اُن انتظامات کا۔ فوری و ضروری چیز و اعظم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے الئے یہہ ہوگا کہ بالعموم ہم زبانی و ہم مذہبی و ہم قومی کا حکم نافذ ہو۔ کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہِ عامہ اللہ کے۔ کس لئے کہ یہہ مواکلت

قطعہ

بادہن در دہن ہمہ نواب ہند و سند | در پیش فوج مہدی بیاپند نیم جاں
گر ہیم ضیغم است نوائے فرو نشیں | برطانیہ نگشت۔ ابو ضیغم جہاں
۱۴/۱/۱۹۱۸ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اُسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہوگی اگر کوئی اور سب کی یہی ہونا چاہئے کہ قدرتی طور پر از روئے علم جغرافیہ۔ اختلافِ آب وہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہ عامہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریق عراً و تخفیفاً ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اُس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمالِ تہذیب و آداب۔ صبر و سکون۔ عقل و استقلال۔ و کثرتِ رائے سے جانچ پرتال کر ایک لایق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کر لیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم بارگاہِ معلیٰ دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلائے والوباءِ والقحطِ والمرضِ والالم انتظام ہو چنانچہ اُن انتظامات کا۔ فوری و نتیجہ ہی چیز و اعظم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے الۓ یہہ ہوگا کہ بالعموم ہم زبانی و ہم مذہبی و ہم قومی کا حکم نافذ ہوئے کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہ عامہ کے۔ کس لئے کہ یہہ مواکلت

قطعہ

بادہن دردہن ہمہ نواب ہند وسند ۔۔۔ درپیش فوج مہدی بیایند نیم جاں
تہیم ضیغم است نوائے فرونشیں ۔۔۔ برطانیہ بگشت۔ ابوضیغم جہاں
۱۴/۱۹۱۶ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہوگی اگر کوئی اور سب کی یہی ہونا چاہیئے کہ قدرتی طور پر از روئے علم جغرافیہ۔ اختلافِ آب وہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہ عامۃ اللہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریقِ عزا وعقیدہ ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمالِ تہذیب وآداب۔ صبر و سکون۔ عقل و استقلال۔ وکثرتِ رائے سے جانچ پرتال کر ایک لائق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کر لیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم **بارگاہِ معلیٰ** دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلائے والوباء والقحط والمرض والالم انتظام ہو چنانچہ ان انتظامات کا۔ فوری و فطرۃً دی پچرو عظم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے الا یہہ ہوگا کہ بالعموم ہم زبانی و ہم مذہبی وہم قومی کا حکم نافذ ہوئے کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہ عامۃ اللہ کے۔ کس لئے کہ یہ مواکلت

دارالامارت قسطنطنیہ ہو۔ کہ جب کوئی ایک اہل ملک دوسرے اہل ملک پر زیادتی کرے یا بارگاہ معلّی کے کسی پاس شدہ قانون و حکم جاریہ سے انحراف کرے۔ یا زیر لوا ہونے سے گریز کرے۔ یا باہر ہونے لگے۔ یا فوج معینہ کی تعداد کو ظاہراً یا باطناً کسی طرح بڑھانا چاہے خواہ کوئی ایسی نئی بات پیدا کرنا چاہے جسکا نتیجہ آئندہ چل کر خراب ہونے والا ہو۔ یا کوئی سی بھی ایسی حرکت جو قرینے سے بدنیتی ثابت کر رہی ہو۔ غرّہ پایا جا رہا ہو۔ ترقی کے خلاف ہو۔ یا اس کا گمان و اندیشہ ہو۔ یا باور کرنے کی کافی وجہ ہو۔ یا اسکے امکان کا احتمال ہو جو کسی وقت امن میں خلل ڈالنے والی ہو جو صحیح منطق سے ثابت ہو تو بارگاہ معلّے اسکی سرکوبی کر سکے کہ یہ کچھ طوائف الملوکی نہیں ہے بلکہ ملک مشترک کی طرح یہ ایک عالمگیر سلطنت ہی۔ جس کا ایک ایک ملک۔ یا ہر ایک ملک ایک ایک حصہ ہے جس پر رزیڈنٹ من غیر ذوی القربی[1] مع قلعہ و افواج کافیہ نگران حال ہے کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے سایہ کی طرح ساتھ رہے اس لئے سب جگہ کے بنی نوع انسان ملکر اس کی سرکوبی کریں بعد از سرکوبی اس وقت کے لحاظ سے جو بات قرار پائے اس پر عمل کیا جائے کیونکہ سنساری چکّر یا گردش زمانہ۔ اور دورکی رگڑ۔ اور حرارت سے نئے نئے قسم کے تبدیلات و تغیرات کی پیدا ہوتی رہتی ہے جنکے اثرات کی یکجائی فراہمی اور دفعات و تکرار کی عملی اجتماعی حیثیت و کیفیت میں دبازت پیدا ہونے سے فرق نمایاں ہونے لگتا ہے کہ اسی کی مناسبت سے کام کرنے کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ اگر حسب دور زمن کام نہ کیا جائے

(۱) یعنی رزیڈنٹ کا وطن وہ نہ ہو جہاں کا وہ رزیڈنٹ مقرر ہوا ہے بلکہ بالکل غیر شخص ہونا چاہیے۔

تو سراسر نقصان و فنا کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے ہر وقت موقع و محل و وقت اور جلب فائدہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے مگر توحید عام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برپا رہنا کسی وقت بھی مضر ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے اس پر ہمیشہ قایم رہنا چاہیئے اور سردست تھوڑے عرصہ کے لئے جو جس حالت میں ہے اسی حالت میں رہکر ایک منسٹر کی زیر نگرانی حسب ضرورت بندوبست کرے (چاہے وہ کوئی ادنیٰ رئیس ہو یا رئیس الروس ہو یا اس سے بھی اعلیٰ ہو کوئی ہو اور کچھ ہو) اور جیسے جیسے عدالت مذکورہ یا بارگاہ معلیٰ سے جن جن باتوں کی اجازت ملتی جائے اس کو عمل میں لایا جائے۔ سرتابی حکم کا الزام لے کر خود کو قصوروار نہ ٹھہرائے جس کا نتیجہ خراب ہو۔ اور یہہ عدالت مذکورہ فوراً کا فوراً قایم ہو یعنی بارگاہ معلیٰ جسکی چار پانچ شاخیں اور ہونی چاہئیں۔ ایک[1] دار الموافقین کی جو مدلل موافقت میں بات کرے۔ دوسرے[2] دار المخالفین کی جو مصنوعی خصومت کے ساتھ مدلل مخالفت کرے۔ تیسرے[3] دار المبحثین کی جو دونوں باتوں پر مدلل بحث کرے۔ چوتھے[4] دار المحققین و منصفین کی جو دونوں باتوں کو چھان بین کرے۔ اس پر بارگاہ معلےٰ دستخط کرے۔ اگر قابل اعتراض ہو تو اعتراض کرے۔ بارگاہ معلےٰ میں تمام جہان کے سربرآوردہ عقلا اور حکما امین و دیانت دار لوگ جانچ پڑتال کر ارکان دولت اور اعیان حضرت۔ اصحاب الشوریٰ۔ اور ارباب النجویٰ۔ خواہ ممبر بنائے جائیں۔ اور ہر ایک ملک کے ہر ایک صوبہ میں سے ووٹ یافتہ حضرات اولیا رہوں۔ جو اس ملک کے نمایندہ شمار کئے جائیں گے۔ اب وقت کے لحاظ سے جسقدر انکی ضرورتیں ہوں کمی و بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ جو ہر ایک محکمہ کا کستوری

تو سراسر نقصان و فنا کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے ہر وقت موقع و محل و وقت اور جلب فائدہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے مگر توحیدِ عام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برپا رہنا کسی وقت بھی مُضر ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے اس پر ہمیشہ قایم رہنا چاہیئے اور سردست تھوڑے عرصہ کے لئے جو جس حالت میں ہے اسی حالت میں رہکر ایک منسٹر کی زیر نگرانی حسب ضرورت بندوبست کرے (چاہے وہ کوئی ادنیٰ رئیس ہو یا رئیس الروس ہو یا اس سے بھی اعلیٰ ہو کوئی ہو اور کچھ ہو) اور جیسے جیسے عدالتِ مذکورہ یا بارگاہِ معلیٰ سے جن جن باتوں کی اجازت ملتی جائے اس کو عمل میں لایا جائے۔ سرتابی حکم کا الزام لے کر خود کو قصور وار نہ ٹھہرائے جس کا نتیجہ خراب ہو۔ اور یہ عدالت مذکورہ فوراً کا فوراً قایم ہو یعنی بارگاہ معلی جسکی چار پانچ شاخیں اور ہونی چاہئیں۔ ایک[1] دار الموافقین کی جو مُدلّل موافقت میں بات کرے۔ دوسرے[2] دار المخالفین کی جو مصنوعی خصومت کے ساتھ مُدلّل مخالفت کرے۔ تیسرے[3] دار المبحثین کی جو دونوں باتوں پر مُدلّل بحث کرے۔ چوتھے[4] دار المحققین و منصفین کی جو دونوں باتوں کو چھان بین کرے۔ اس پر بارگاہ معلے دستخط کرے۔ اگر قابلِ اعتراض ہو تو اعتراض کرے۔ بارگاہِ معلے میں تمام جہان کے سرآوردہ عقلا اور حکما امین و دیانت دار لوگ جانچ پرتال کر ارکانِ دولت اور اعیانِ حضرت۔ اصحابُ الشوریٰ۔ اور اربابُ النجویٰ۔ خواہ ممبر بنائے جائیں۔ اور ہر ایک ملک کے ہر ایک صوبہ میں سے ووٹ یافتہ حضرات اولیا رہوں۔ جو اس مُلک کے نمایندہ شمار کئے جائیں گے۔ اب وقت کے لحاظ سے جسقدر انکی ضرورتیں ہوں کمی و بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ جو ہر ایک محکمہ کا کستوری

تو گویا اسی طرح ہر ایک جگہ کا پھریرا جدا ہو۔ اور اُس پر جو مناسب نشان معلوم ہو۔ تا کہ مکان ڈھونڈنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ فوراً اُس پتے پر چلا جائے۔ بلکہ مکان کی پیشانی پر بھی نشان ہو۔ کہ شناختہ ہونے پائے۔ اور ہر ملک کا پھریرا اُسی کے ملک تک محدود رہے گا۔ بخلاف بیرق بارگاہِ معلّٰے کے۔ کہ یہ ہر جگہ اُڑ سکے گا۔ ان سب الوان واشکال کی قدردانی وشکرگزاری کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ مگر بُوٹ یا جوتا ہمیشہ نیچا رہا کرتا ہے بُوٹ کی نشانی کا پھریرا رذالت وسفلہ پن سے یہ نہ استعمال ہو۔

ترویج اللُّغات

(۳۴) بارگاہِ معلّٰی کی زبان راگ بھاشا ہونا چاہیئے (Musical language) جو موجودہ حکمرانوں کی نہ ہو جو اب گذشتہ میں داخل ہیں۔ نہ وہ زبان۔ جاریہ مذہبی زبان سے ہو۔ جو مذاہب فائل کئے جا رہے ہیں۔ وہ زبان آسان ترین ہو۔ پھر بھی جہاں تک ممکن ہو آسان بنائی جائے۔ اُس میں ہر کام کے لئے ضرب المثل ہو جسکے معنی میں سالہا سال کے تجربے پوشیدہ ہوں۔ اُس میں سب قسم کے تلفظ ادا کرنے والے حروف ہوں۔ وہی زبان سب میں رائج الوقت ہو کہ جہاں بھر میں بجمیع امور آسانی ہو۔ غالباً وہ زبان توفی البدیہی وہی ہے جس میں یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے یعنی اُردو جو ہندوستانی زبان ہے۔ اور بقولِ عوام النّاس ہندوستان ہی جُملہ بنی نوعہٗ انسان کا پہلا وطن ہے تو زمانہ ہمیشہ درپئے ترقّی ہے اور متداول ہے۔ ترقّی کے بعد تنزّلی ہے یا نتیجے

دوسری قسم کی ترقی کے لئے۔ یا آرام محض کے لئے۔ یا پھٹکار کے لئے۔ اب جیسے عُمّال کے اعمال ہوں۔ اس لئے بھولے بھٹکے پھر ہندوستان کو سرفراز کر دینا چاہئے کیونکہ سب کا اصلی وطن ہے۔

(۴) بارگاہِ مُعلّیٰ کا کام ہمیشہ باہمی اتحاد و ترقی اندرونی و بیرونی۔ ظاہری و باطنی۔ وجمیع اقسام کی ترقی و رفاہِ عام کے لئے کوشاں ہوتے رہنا ہوگا۔ اور اسکو عملی جامہ پنہاتے رہنا ہوگا کہ سب کو آرام پہونچے۔ زندگانی اچھی بسر ہو۔ کوئی دُکھی نہ ہو۔

تفتیش الاحوال

محققینِ خلیق و باتہذیب دریافت حال کے لئے مقرر ہیں کہ غلط خبر نہ پہونچے۔ اور بدیر نہ پہونچے کہ صاحبِ حاجت کو شدّتِ انتظار سے گھلنا پڑے۔ مگر صاحبِ احتیاج و اغراض و ملتجئین اس امر کا بخوبی خیال رکھیں کہ نہایت عمدہ کاغذ پر عرض حال ما قلّ و دلّ پر عمل کریں کہ محققین کو تکلیف ناجائز نہ ہو۔ اور زیادہ وقت نہ صرف ہو۔ ورنہ آخر میں یہہ بھی جرم قرار دیدیا جائے گا۔ اگر اسکے خلاف کیا تو۔ کیونکہ یہاں خود آرام رسانی کا بندوبست کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اچھے اچھے کام کریں۔ یادگاری چھوڑنے والوں کو موقع ملے کہ یادگاری چھوڑ جائیں کہ دوسروں کو فائدہ پہونچے۔ اور باقیات الصالحات اُن کی روح کے ساتھ جائے۔ بس جتنی بڑی نام آوری اُتنا ہی بڑا عُمدہ جنم۔ اب فرشتہ بننے چاہے اور کچھ۔ یہہ کام محکمہ خلق و تخلیق۔ صیغہ کون و فساد کے متعلّق ہے جسکی

تم کو ضرورت نہیں۔ تم کو صرف خوش اعمال ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا
پاؤ گے۔ یہہ اصول ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی سلسلے میں نجات بالذات
و دوامی بھی پا سکتا ہے۔ وہ سب اعمال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ اس بناء پر ہر کوئی اپنے خیال و
اعمال کے بموجب اپنے حشر کے بارے میں حکم لگا سکتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دل
و دماغ فکرِ معاش سے ماؤف ہو کر بیکار نہ ہو جائے۔ کہ لوگوں کو آیندہ والی ہر قسم کی زندگی
سے نفرت ہو جائے۔ اور خدائے پاک کو ظالم سمجھنے لگیں۔ اور زندگی ہی کو جہنم یا دکھ
سمجھنے لگیں۔ اور آہ کا نالہ منہ سے نکلتا رہے۔ بلکہ آرام پا کر خوشی خوشی بلا جبر و اکراہ
اپنے دل سے چیزوں کی تحقیقات و اصلیت کی طرف مائل ہوں۔ اور خدا کی اندرونی
ڈھونڈہ اور اُس سے لَو لگانے کا اندرونی مزہ چکھیں۔ اور کامیاب ہُوِیّت ہوں۔ یہی اسکا
اصول ہے۔ مگر چونکہ سب چیزیں افسری ضرور ہے۔ کیونکہ سب چیز بایکدیگر تابع و متبوع۔ و
عبد و معبود ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً پروں میں تہیر۔ کائنات میں خدا
خدائی کے اندر حضورِ خداوند یعنی مہبطِ خدائے عز و جل جسکو اصل معنی میں بادشاہ۔ اور
افسر خواہ اوتار کہتے ہیں۔ کہ اُس افسر کی مستقل ذات سے مفید رعب و داب و جمیع اقسام
کے مستقل و دوامی فیض و برکت کا نزول و صدور یا بامحکمہ قدرت نے امانت رکھا ہے۔ کہ
خدمت و محبت و اطاعت۔ عقیدت و نسبت کے وسیلے سے اس کا ظہور ہوا کرے
اس لئے اُس کا ایک جائز جانشین مستقل افسر کی طرح خون در خون ہوتے رہنا چاہئے
کہ اُس میں خاندانی و موروثی اثر ہو جسے خاندانِ انبیا کہتے ہیں۔ یا خاندانِ اولیا کہینگے

تم کو ضرورت نہیں۔ تم کو صرف خوش اعمال ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ یہہ اصول ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی سلسلے میں نجات بالذّات دوامی بھی پا سکتا ہے۔ وہ سب اعمال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ اس بناء پر ہر کوئی اپنے خیال و اعمال کے بموجب اپنے حشر کے بارے میں حکم لگا سکتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دل و دماغ فکرِ معاش سے ماؤف ہو کر بیکار نہ ہو جائے۔ کہ لوگوں کو آیندہ والی ہر قسم کی زندگی سے نفرت ہو جائے۔ اور خدائے پاک کو ظالم سمجھنے لگیں۔ اور زندگی ہی کو جہنّم یا دوزخ سمجھنے لگیں۔ اور آہ کا نالہ منہ سے نکلتا رہے۔ بلکہ آرام پا کر خوشی خوشی بلا جبر و اکراہ اپنے دل سے چیزوں کی تحقیقات و اصلیت کی طرف مائل ہوں۔ اور خدا کی اندرونی ڈھونڈھ اور اس سے لَو لگانے کا اندرونی مزہ چکھیں۔ اور کامیاب ہویّت ہوں۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر چونکہ سب چیزیں افسری ضرور ہے۔ کیونکہ سب چیز یا یکدیگر تابع و متبوع۔ و عبد و معبود ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً پروں میں تسخیر۔ کائنات میں خدا خدائی کے اندر حضورِ خداوند یعنی مہبطِ خدائے عزوجل جسکو اصل معنی میں بادشاہ۔ اور افسر خواہ اوتار کہتے ہیں۔ کہ اس افسر کی مستقل ذات سے مفید رعب و داب و جمیع اقسام کے مستقل دوامی فیض و برکت کا نزول و صدور یا بحکمہ قدرت نے امانت رکھا ہے۔ کہ خدمت و محبت و اطاعت۔ عقیدت و نسبت کے وسیلے سے اس کا ظہور ہوا کرے اس لئے اس کا ایک جائز جانشین مستقل افسر کی طرح خون در خون ہوتے رہنا چاہئے کہ اس میں خاندانی و موروثی اثر ہو جسے خاندانِ انبیا کہتے ہیں۔ یا خاندانِ اَولیا کہینگے

تم کو ضرورت نہیں۔ تم کو صرف خوش اعمال ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ یہہ اصول ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی سلسلے میں نجات بالذات و دوامی بھی پا سکتا ہے۔ وہ سب اعمال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ اس بناء پر ہر کوئی اپنے خیال و اعمال کے بموجب اپنے حشر کے بارے میں حکم لگا سکتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دل و دماغ فکرِ معاش سے ماؤف ہو کر بیکار نہ ہو جائے۔ کہ لوگوں کو آیندہ والی ہر قسم کی زندگی سے نفرت ہو جائے۔ اور خدائے پاک کو ظالم سمجھنے لگیں۔ اور زندگی ہی کو جہنم یا دوزخ سمجھنے لگیں۔ اور آہ کا نالہ منہ سے نکلتا رہے۔ بلکہ آرام پا کر خوشی خوشی بلا جبر و اکراہ اپنے دل سے چیزوں کی تحقیقات و اصلیت کی طرف مائل ہوں۔ اور خدا کی اندرونی ڈھونڈھ اور اس سے لو لگانے کا اندرونی مزہ چکھیں۔ اور کامیاب ہوتے ہوں۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر چونکہ سب چیزیں افسری ضرور ہے۔ کیونکہ سب چیز با یکدگر تابع و متبوع۔ و عبد و معبود ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً پروں میں تسخیر۔ کائنات میں خدا خدائی کے اندر حضورِ خداوند یعنی مہبطِ خدائے عزوجل جسکو اصل معنی میں بادشاہ۔ اور افسر خواہ اوتار کہتے ہیں۔ کہ اس افسر کی متقل ذات سے مفید رعب و داب و جمیع اقسام کے متقل و دوامی فیض و برکت کا نزول و صدور یا بحکمہ قدرت نے امانت رکھا ہے۔ کہ خدمت و محبت و اطاعت۔ عقیدت و نسبت کے وسیلے سے اس کا ظہور ہوا کرے اس لئے اس کا ایک جائز جانشین متقل افسر کی طرح خون در خون ہوتے رہنا چاہئے کہ اس میں خاندانی و موروثی اثر ہو جسے خاندانِ انبیا کہتے ہیں۔ یا خاندانِ اولیا کہینگے

نہیں رہے گا۔ اور نگرانی کا فریضہ نہیں ادا کریگا نہیں نہیں ضرور رہیگا۔ اس ہر بنسی خاندان کی گدی نشین
کا کورٹ درگاہِ مُصلّٰی و عرشِ اعلٰے کہا جائے گا۔ جیسے کبھی برے معنی میں استعمال نہ ہوا ہوگا
اور یہہ خاندان ہمیشہ اولادِ ذکور سے لایق و فایق رہا کرے گا۔ جو معین تنخواہ کے ساتھ حقنویس
کہا جائے گا۔ یا خدیو۔ یا ولی اللہ۔ یا فرمانروا۔ اور اس کی بیگم۔ خدیجہ۔ اور ولی عہدِ خواجہ
اور بارگاہِ معلّٰے کا سرورِ انجمن اسباط و اناث سے اولادِ نرینہ لایق و فایق ہو۔ اس لئے اُسکو
رگھو بنسی خاندان کہیں گے۔ اس کی تنخواہ معین ہونا چاہئے تاکہ خزانہ دست بُرد نہ ہو۔ دونوں
کے لباسی نشانی میں سبز و سُرخ رنگ سے کچھ فرق ڈالدینا چاہئے جو بدنما طریقے سے
مستعمل ہو۔ بلکہ نہایت خوش نما ہو کہ دیکھ کر نینے سُکھ کلیجے ٹھنڈک ہو۔ اگرچہ وہ کلغی
یا طرہ کچھ ہو۔ مگر یہہ نشانی محض سے محض قرابت دار استعمال کریں جنکے ساتھ بار بار قرابت
در قرابت کی نوبت نہ پہونچی ہو۔ یہہ نوبت پہونچتے ہی اُس رنگ کے ساتھ ایک دوسر
رنگ کی بھی آمیزش کردیں کہ خاندانی پہچان باطرافِ امتیاز تو رہے۔ مگر قریبہ و بعیدہ
کا تمیز صاف آشکارا ہو جائے۔ اور بارگاہِ معلّٰے و درگاہِ مُصلّٰی ایک دوسرے کے
ماتحت شمار کئے جائیں۔ دونوں جگہوں پر سفیر رہیں کہ دونوں کو کھٹکا لگا رہے تاکہ ظلم
و حق تلفی و غفلت و عدم ادائے فریضہ پر فوراً ایک دوسرے کو پرستش کرنے کا حق رہے
جسکے ہست و نیست کے بارے میں بکمالِ اختصار مدلل تائید با تردید پیش ہو۔ اگر نقصِ
عظیم تر اہمیت عود کرے۔ جس سے انتظام میں ورہمی پھیلنے کا گمان واثق ہو تو دربار سلاطین
مع الشریک ثالث بنکر اُس کا فیصلہ کرے جو کچھ عادلانہ فیصلہ ہو جائے اُس پر فوراً عمل

عملدرآمد ہو۔ ذرا چون وچرا کی حاجت نہیں۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو امور سلطنت و دربار سے متعلق ہو اُسکو سورج بنسی خاندان کہا جائے گا۔ جب تک تعلق رکھے۔ اگرچہ اُسکے ذمہ کتنا ہی ادنے سے ادنے کام سپرد ہو۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو پیشہ ور ہوگا اُس کو چندر بنسی خاندان کہیں گے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ چھوٹا پیشہ ہو۔ تم پبلک کا وہ حصہ جو فوج اور پولس اور کراماً کاتبین یعنی خفیہ پولس کا کام انجام دے گا اُسکو جدو بنسی خاندان کہیں گے مگر ان پانچوں خاندانوں میں سے کسی خاندان کو ذرا سا بھی مجاز نہ ہوگا۔ کہ ایک دوسرے پر مُنہ آئے یا ایک دوسرے کے سامنے فخر و مباہات بیجا کرے۔ یہہ ایک طرز امتیاز صرف اس واسطے ہے کہ مشاغل و تعلقات کے حالات بآسانی معلوم ہوں۔ جیسے افواج کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اِس سے فوج کے درمیان کچھہ فرق نہیں ہوا کرتا۔ جو تفرق کرے وہ پھوٹ کا بانی ہے۔ وقت کے لحاظ سے اُسکی سزا کرو۔ کبھی مخالف فرقہ قایم نہ ہونے پائے۔ اس لئے ہر ایک خاندان میں شادی بیاہ کرتے رہنا ہوگا۔ کہ مُطلق جدائی کا نام نہ آئے۔ خاندان بدلتا رہے۔ صرف عہدے و شرافت طبعی و علمی و عقلی و خصائل حمیدہ ہونے پر اعزاز و احترام کا استعمال بطریق اختصاص قایم کیا جائے۔ یہہ سب نکاحی و انسانی و عقلی مصلحت ہے کہ رعب و داب جو جزو انتظام ہے اُس میں فرق نہ آئے۔ سب لوگ مناسب مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی حد پر قدرتی فریقے کے طور پر رہو۔ اور سب خلقت انسانیہ کو ملا کر آل یحیی یا آل العین کہو۔ جب بارگاہ معلے اور درگاہ مصلّٰی میں بئیں مستقل نسلاً بعد نسل خواہ بطریق صدر الصدور جیسا موقع ہو

جو پانچ سال کے لئے ہوا کرے۔ مقرر کیا جانے لگے۔ تو بارگاہِ مُعلّٰی کا رئیس یا خاقان المعظم درگاہِ مُصلّٰی کے رئیس کے سر پر تاج رکھے۔ اور اگر بارگاہ مُعلّٰی کا رئیس گدی نشین ہونے لگے یا چارج لینے لگے تو درگاہِ مُصلّٰی کا رئیس اُس کے سر پر تاج رکھے۔ اور سب لوگ آکر مبارکباد دیں اور کہیں کہ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ عَلٰی اٰلِ العِین جَلَّ جلالہٗ و عَمَّ نوالہٗ۔ دربارین اور دربار مبارک یا دربار عام جسکو دربار مُجلّٰی کہیں گے۔ تینوں برابر ہیں۔ یہہ کیسا کتنی توازن و مساوات کے لئے رہے جو عین خوش نظمی ہے۔ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ عَلٰی عَینِ المُصطفٰے وصلوۃ و السلام بغایت الاکرام و الانعام علٰی الہ الامجاد دایماً ابداً۔ پس جس طرح جمہوری نیچرل گورنمنٹ کے تین بڑے بڑے دربار ہیں ایک عناصر کا۔ دوسرے ماثر کا۔ تیسرے حیوانی عالم کا۔ جن پر خدا فرمانروا ہے۔ اسی طرح یہہ گورنمنٹ ہوگی۔ اس نظم و انتظام کی روحانی و مذہبی شاخ ایک دھرم لگان کی ہوگی اور وہ یہ ہے۔

جملہ معترضہ

دھرم لگان (۱)

جس قدر روئے زمین پر معابد و مراجیم علٰی قدرِ ضرورت ہوا کرینگے سب کا سید المعابد یا سید المراجیم درگاہِ مُصلّٰی کی قیام گاہ کا معبد و مرجام ہوگا جیسے آجکل امن گاہ و راحت رساں صوبہ بہار ہے۔ یا بننے والا ہے۔ جس میں قزاق و بدو و مطوف و غاباز جیسی خلقت نہیں رہا کرے گی اور کہیں بھی نہیں رہنا چاہئے۔ چہ جائیکہ بیت مقدس میں۔ اس امن مقدس میں جس قدر

(۱) [illegible]

شکر و سپاس کے طور پر پبلک اور گورنمنٹ کی طرف سے نیچرل گورنمنٹ کے لئے نذر و
تمام دنیا کے مقامی معابد کی معرفت پیشکش کئے جائیں گے وہ سب ایک جگہ جمع
ہوکر دربار مصلّٰے و عرش اعلٰے کے ماتحت رہیں گے کہ تمامی نواحیم (معابد) کی مرمت
و زیبائش اور ملازمین کی تنخواہ میں صرف ہوں کہ نذر دہندہ کو ثواب پہونچے۔ جیسے دنیا کی
ملک مشترک کے لئے سب سے ٹیکس لیا جانا فرض ہے اسی طرح دینی و دنیوی فلاح
وبہبودی و برکت و خرسندی کے لئے نذر اللہ لیا جانا فرض ہے کیونکہ دین و دنیا۔ یا
آئین و سلطنت دونوں سب کے لئے ملک مشترک ہے اور فائدہ بخش ہونا چاہیئے
اس واسطے درستگی بالاشتراک ہونی چاہیئے ... [illegible] ... قیمتہ الثنی ... [illegible]
کے طور پر مطبوخات سے حصہ لے لیتی ہے۔ کچھ دیکھ بھی چیکا چیکا یا ہوا حصہ لے لیتا
ہے تب برکت ہوتی ہے۔ سب چیز کی قیمت زر ہے۔ زر کی قیمت نور ہے۔ نور کی
قیمت نورٌ علی النور ہے اسلئے نذرانہ فرض ہے۔ چنانچہ اسمائے نذرانہ حیات یہ ہیں۔
(۱) نذرِ پیدائشِ اولاد (۲) نذرِ صحت و تندرستی (۳) نذرِ غسلِ اوّل (۴) نذرِ نام زدگی
(نام رکھائی) (۵) نذرِ سالگرہ و دنداں برآری۔ (۶) نذرِ نمک چشانی (۷) نذرِ عقیقہ
و گوشوارہ جو پانچ سال کے بعد ہو یعنی عقیقہ۔ اور اگر جلد ہو تو غیر مضر ادویات کے ذریعہ
سے ہو۔ اِس خردسالی میں سر پر اُسترہ نہ پھیرا جائے۔ اور گوشوارہ جو صرف لولکِ گوش تک
محدود رہے وہ بھی بسبیلِ ادویات ہو کہ بچے کو تکلیف نہ ہو (۸) نذرِ ٹیکا دہانی مع غسلِ صحت
(۹) نذرِ ترکِ شیر خوارگی (۱۰) نذرِ ابتدائی تعلیم (۱۱) نذرِ فراغتِ تعلیم (۱۲) نذرِ سفرِ اول

شکر و سپاس کے طور پر پبلک اور گورنمنٹ کی طرف سے نیچرل گورنمنٹ کے لئے نذرُ اللّٰہ
تمام دنیا کے مقامی معابد کی معرفت پیشکش کئے جائیں گے وہ سب ایک جگہ جمع
ہوکر دربارِ مصلےٰ و عرشِ اعلےٰ کے ماتحت رہیں گے کہ تمامی نوآحیم (معابد) کی مرمت
و زیبائش اور ملازمین کی تنخواہ میں صرف ہوں کہ نذر دہندہ کو ثواب پہونچے۔ جیسے دنیاوی
ملکِ مشترک کے لئے سب سے ٹیکس لیا جانا فرض ہے اسی طرح دینی و دنیوی فلاح
و بہبودی و برکت و خرسندی کے لئے نذرُ اللّٰہ لیا جانا فرض ہے کیونکہ دین و دنیا۔ یا
آئین و سلطنت دونوں سب کے لئے ملکِ مشترک ہے اور فائدہ بخش ہونا چاہیے
اِس واسطے درستگی بالاشتراک ہونی چاہئے چنانچہ [illegible] قسمت [illegible] اور پہلے
کے طور پر مطبوخات سے حصہ لے لیتی ہے۔ کچھ دیگچی بھی چپکا چپکا یا ہوا حصہ لے لیتا
ہے تب برکت ہوتی ہے۔ سب چیز کی قیمت زر ہے۔ زر کی قیمت نور ہے۔ نور کی
قیمت نورٌ علی النُّور ہے اسلئے نذرانہ فرض ہے۔ چنانچہ اسمائے نذرانۂ حیات یہ ہیں۔
(۱) نذرِ پیدائشِ اولاد (۲) نذرِ صحت و تندرستی (۳) نذرِ غسلِ اوّل (۴) نذرِ نام زدگی
(نام رکھائی) (۵) نذرِ سالگرہ و دنداں برآری (۶) نذرِ نمک چشانی (۷) نذرِ عقیقہ
و گوشوارہ جو پانچ سال کے بعد ہو یعنی عقیقہ۔ اور اگر جلد ہو تو غیر مضر ادویات کے ذریعہ
سے ہو۔ اِس خردسالی میں سر پر اُسترہ نہ پھیرا جائے۔ اور گوشوارہ جو صرف لولکِ گوش تک
محدود رہے وہ بھی بسبیلِ ادویات ہو کہ بچے کو تکلیف نہ ہو (۸) نذرِ ٹیکا دہانی مع غسلِ صحت
(۹) نذرِ ترکِ شیرخوارگی (۱۰) نذرِ ابتدائی تعلیم (۱۱) نذرِ فراغتِ تعلیم (۱۲) نذرِ سفرِ اول

موجودہ روپیہ کے ساڑھے بارہ روپیہ کے برابر ہونگے اور روپیہ ہمیشہ دس آنہ کا ہوا کرے گا اور اشرفی دس روپیہ کی کہ یہ آسانی حساب تمام ہو کیونکہ سولہ آنہ کا روپیہ بالکل خلاف قاعدہ ہے۔ اور سکہ سوائے گول شکل کے کسی اور شکل کا نہیں ہونا چاہئے کس لئے کہ خدائی خدائی کا سکہ جو قدرت کی شکل میں ہے وہ گول ہے۔ اور سکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی قسم کا رہا کرے گا۔ اُس میں جدت و بدعت۔ تبدیل و تغیر نہیں ہونا چاہئے جس پر طغرائے تحادی[1] مع الرسم ہوا کرے گا۔ یہہ سب نذرانے۔ یا جب کبھی نذرانہ دینا ہو۔ اور دینا ہی چاہئے۔ کیونکہ مراسلات و تحفہ و تحائف سلامی پیامی سے تعلقات قایم رہتے ہیں ورنہ منقطع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نذرانۂ مذکورہ گویا بطور تشکر تسخیر دل گورنمنٹ کے سامنے ربانی خاندان کے ذریعہ سے احترامًا پیش کئے جارہے ہیں۔ ہرگز ہرگز بھولے چوکے بھی اس زر مقدس کو زر حقیر نہیں سمجھنا چاہئے ورنہ جھوٹوں کی طرح حقیر ہو جاؤ گے۔ اس زر کو درگاہِ مصلّٰی اپنے کام میں ضرورتاً بے تکلف لا سکتا ہے۔ اور جب پبلک پر کسی قسم کی مصیبت پڑے یا روپئے کی ضرورت آن پڑے تو پبلک دربار معلّٰی میں درخواست دے کر لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ زر کافی موجود ہو۔ مگر بارگاہِ معلّٰی کی معرفت بکمالِ صراحت بیانی ضروریات بتلائی جائیں کہ مطلق غبن نہ ہو۔ غبن کرنے والے کی ہرگز ہرگز رُو رعایت نہ کی جائے ضرور ضرور سزا کیجائے۔ ایسے موقع پر معافی گناہ ہے۔ اسلئے کوئی شخص حساب طلبی و حساب فہمی پر بُرا نہ مانا کرے۔ اور خزانہ جہانتک پُر رہے بہتر ہے

(1) جیسا عالمگیر سلطنت کے پھریرے پر نشان بتلایا گیا ہے اسکے ایک طرف ہو گا دوسری طرف حلقہ تجی کے اندر رسم۔ اس لئے اس سکہ کا نام تحادی ہو گا۔

کفایت شعاری سے خرچ و امداد رسانی ہو۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے حکام کی کسی طرح مذمت نہ کریں اُن کے لئے سرگوشی نہ کریں۔ نہ کسی قسم کا الزام ناگفتہ بہ بلا ثبوت اُن کے سر تھوپیں بلکہ اُن کی جز تعریف کریں اور معزز الفاظ سے مخاطب کریں۔ خوش آئند باتیں ہوں۔ روح فرسانہ ہوں۔ اور حکام و حاکم وقت کو بھی چاہئے کہ اپنے کردار و رویہ وغیرہ کو درست و شایستہ رکھتے جائیں کہ صحیح معنی میں ممدوح ہوں۔ ضابطہ و اصول کے پابند ہوں لوگوں کو چاہئے کہ وہ صرف یہ دیکھا کریں کہ اُن کا اولی الامر پنجاہ سالہ تک آٹھ گھنٹے برابر بنیاد الٰہی فریضے ادا کرتا ہے یا نہیں؟ اور باقی تقاوا یومیہ کام اسی روز ادا کروالیتا ہے یا نہیں؟۔ کسی طرح کا ہرج تو نہیں واقع ہوتا ہے؟ اگر بہر طور ادا کرتا ہے۔ ادا کرواتا ہے تو کسی ناضر رساں مشغلے پر اُسکی نکتہ چینی نہیں کیجا سکتی۔ اُس کی ٹوہ میں لوگوں کو نہیں لگنا چاہئے۔ نہ بدظن ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ خیراً و شراً کہدیتا کافی ہے۔ پس ٹوہ میں رہنے اور عیب کرنے کو گناہ سمجھو۔ اس پر لوگ واجب التعذیر والعذاب قرار دئے جا سکتے ہیں۔ پس لئے اُس کے جلال و جمال۔ قہر و مہر۔ رحمت و زحمت کی تعریف کرتے رہنا چاہئے کہ خلایق بیم و رجا کے درمیان رہے جس سے انتظام چل سکے۔ پس ایجاب و قبول خواہ عہد و اثق کی کوئی محبوب و برگزیدہ و معنی خیز ایسی نشانی مقرر کردینی چاہئے کہ اس چکرورتی مہابھارت (جنگ عالمگیر) اور نظم جدید کے لئے یادگار زمانہ رہے کہ یہہ خاص قسم کی خاتم النبوت یعنی امن و ترقی و بلندی کی انگشتری ہاتھ میں ہے۔ اس لئے انگلی پکڑ کر پہنچا پکڑا ہے۔ کہ امن سے رہنا چاہئے۔ ہماری ہستی ایک خزانہ الٰہی ہے جو بیہودہ طریقہ

نہیں خرچ کرنا چاہیے اسلئے اس پر مارنما انگشتری بنام اپیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے
اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات
کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمایش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی
ہیں جسکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت
کی یادگاری میں بنیا سکہ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہیے جیسا کہ اوپر
بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے۔ اور
مابدولت جناب ہادی خودسر و خودمختار وعدہ واثق فرماتے ہیں کہ تاصین حیاتِ بشریہ
و نیز غیر بشریہ و بری عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرطِ
فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوضی و خوش فکری عامیان و عالمیان۔ نسلًا بعد نسلٍ
مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی
مبذول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ
کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و جہر۔ اس لئے
ادبًا و شکرًا و ایمانًا دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق
عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو۔ اور سب کچھ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی
تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو+ اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا
اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ
دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے= ایمان عقبےٰ تک ہے اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

نہیں خرچ کرنا چاہیئے اسلئے اس پر مارُنما انگشتری بنام اِتیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے
اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات
کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمائش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی
ہیں جنکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت
کی یادگاری میں نیاسکہ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہئے جیسا کہ اوپر
بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے۔ اور
مابدولت جناب ہادی خودسر و خودمختار وعدہ واثق فرماتے ہیں کہ تاحین حیاتِ بشریہ
و نیز غیر بشریہ و بری عن الحیات مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرطِ
فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوضی و خوش فکری عامیان و عالمیان۔ نسل بعد نسل
مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کر کے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی
مبذول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ
کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و جہر۔ اس لئے
ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق
عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو۔ اور سب کچھ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی
تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو + اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا
اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ
دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقبےٰ تک ہے۔ اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

نہیں خرچ کرنا چاہیئے اسلئے اس پر مارُنما انگشتری بنام اِتیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے
اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات
کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمائش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی
ہیں جسکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت
کی یادگاری میں نیا سکہ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہئے جیسا کہ اوپر
بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزوِ فیضان ہے۔ اور
بادولت جناب ہادی خودسر وخودمختار وعدۂ واثق فرماتے ہیں کہ تاحینِ حیاتِ بشریہ
و نیز غیر بشریہ و بریٔ عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرطِ
فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوضی و خوش فکری عامیان و عالمیان۔ نسلً بعد نسل
مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی
مبذول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھہ
کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و قہر۔ اس لئے
ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق
عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھہ نہ کرو۔ اور سب کچھہ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی
تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا
اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ
دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقلے تک ہے اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

نہیں خرچ کرنا چاہئے اسلئے اس پر ماُنما انگشتری بنام اِتیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمائش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی ہیں جنکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت کی یادگاری میں نہیا سنگ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزوِ فیضان ہے۔ اور مابدولت جناب ہادی خودسر و خودمختار وعدہ واثق فرماتے ہیں کہ تاحین حیاتِ بشریہ و نیز غیر بشریہ و بری عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرطِ فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوضی و خوش فکری عامیان و عالمیان۔ نسلًا بعد نسلٍ مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی منیدول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و قہر۔ اس لئے ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو۔ اور سب کچھ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقبیٰ تک ہے اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

نہیں خرچ کرنا چاہیئے اِسلئے اس پر مارُنما انگشتری بنام اِتیل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمایش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی ہیں جسکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت کی یادگاری میں نیاسکہ تمام جہاں میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہیئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزوِ فیضان ہے۔ اور بدولت جناب ہادئی خودسر و خودمختار و عدہٗ واثق فرماتے ہیں کہ تاحینِ حیاتِ بشریہ ونیز غیر بشریہ و بریٔ عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرطِ فرمانبرداری وخوش عملیٔ وخوش خوضیٔ وخوش فکریٔ عامیان و عالمیان۔ نسلً بعد نسل مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی مبذول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و جبر۔ اس لئے ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداریٔ وخوش عملیٔ و کامیابی کی توفیق عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھہ نکرو۔ اور سب کچھہ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو+ اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقبےٰ تک ہے اِسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

نصیحت کو + اِس لئے تم سب کچھ ہو۔ تم میں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے + مثال میں باہر سے کیڑے نہیں آتے۔ بلکہ اُسی میں پیدا ہو جاتے ہیں + جیسے مسمریزم کا عمل دیکھ لو + اسکے خلاف ایمان رکھنا گناہ ہے۔ بڑا گھاٹا ہے۔ اپنے ایمان کے مطابق ڈھلجاؤ گے + جس سے محدود ترقی تمہاری عین تنزلی ہو جائے گی + اگر سپوت ہو تو ترقی مفید کرتے چلے جاؤ کہ پھر ایسی نجات ہو کہ نجات بخشندہ بنجاؤ + اس پر ایمان رکھو صحیح ایمان بڑی زور آور چیز ہے۔ یہی ایمان سب کچھ کر سکتا ہے + خدا کو بھی تو اپنی ذات پر ایمان ہی ہے اُسکو خود شک ہو تو خدا نہ رہے + چنانچہ تم ہماری طاقت وجبروت کو دیکھ رہے ہو۔ صرف حکم سے پہاڑ ٹل سکتے ہیں۔ اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہلکے پھلکے بنے ہوئے بے تکلف میدانِ خلا سے عبور کر کے کسی اور مقام میں قایم ہو جا سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اور ہوئے ہیں۔ پس ایماندار بنو۔ بے ایمان رہکر انعام اقتدار کی خواہش پاگل پن ہے۔ بے ایمان و نالائق کو زیبا نہیں۔ کیونکہ

نظم

زینت و ناز و تجمل ہیچ را بیجا بود
چوں اشارہ از بریدہ دستہا نا زیبا بود

دورہ ہر چیز بپا شد۔ ببیں از غور و فکر
ہر کہ برگردیدہ۔ از دورِ من۔ رسوا بود

ہمچو ہر دورۂ نو۔ ہادیٔ نو مے شود
ظاہراً نو مے شود۔ لیکن بباطن نا بود

چوں توجہ کرد۔ ہر دیروز تو۔ امروز شد
یوم عز و جاہِ تو۔ از روئے او پیدا بود

نصیحت کو + اس لئے تم سب کچھ ہو۔ تم میں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے + مثال ہیں باہر سے
کیڑے نہیں آتے۔ بلکہ اسی میں پیدا ہو جاتے ہیں + جیسے مسمرزیم کا عمل دیکھ لو + اسکے
خلاف ایمان رکھنا گناہ ہے۔ بڑا گھاٹا ہے۔ اپنے ایمان کے مطابق ڈھلجاؤ گے +
جس سے محدود ترقی تمہاری عین تنزلی ہو جائے گی + اگر سپوت ہو تو ترقی مفید کرتے
چلے جاؤ کہ پھر ایسی نجات ہو کہ نجات بخشندہ بنجاؤ + اس پر ایمان رکھو صحیح ایمان بڑی زور آور
چیز ہے۔ یہی ایمان سب کچھ کر سکتا ہے + خدا کو بھی تو اپنی ذات پر ایمان ہی ہے
اسکو خود شک ہو تو خدا نہ رہے + چنانچہ تم ہماری طاقت و جبروت کو دیکھ رہے ہو۔
صرف حکم سے پہاڑ ٹل سکتے ہیں۔ اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہلکے پھلکے بنے ہوئے
بے تکلف میدانِ خلا سے عبور کر کے کسی اور مقام میں قایم ہو جا سکتے ہیں اور ہو رہے
ہیں۔ اور ہوئے ہیں۔ پس ایماندار بنو۔ بے ایمان رہکر انعام اقتدار کی خواہش پاگل پن
ہے۔ بے ایمان و نالائق کو زیبا نہیں۔ کیونکہ

نظم

زینت و ناز و تبختر پیر را بیجا بود	چوں اشارہ نزد برید ودشتہ نازیبا بود
دورۂ ہر چیز بیباشد۔ ببیں از غور و فکر	ہر کہ برگردیدہ۔ از دورِ زمن۔ رسوا بود
ہر بہر ہر دورۂ نو۔ بادی نو مے شود	ظاہرا نو مے شود۔ لیکن بباطن نا بود
چوں توجہ کرد۔ ہر دیروزِ تو۔ امروز شد	یوم عز و جاہِ تو۔ از روئے او پیدا بود

نصیحت کو + اِس لئے تم سب کچھ ہو۔ تم میں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے + مثال میں باہر سے کیڑے نہیں آتے۔ بلکہ اُسی میں پیدا ہو جاتے ہیں + جیسے مسمریزم کا عمل دیکھ لو + اسکے خلاف ایمان رکھتا گناہ ہے۔ بڑا گھاٹا ہے۔ اپنے ایمان کے مطابق ڈھلجاؤ گے + جس سے محدود ترقی تمہاری عین تنزّلی ہو جائے گی + اگر سپوت ہو تو ترقی مفید کرتے چلے جاؤ کہ پھر ایسی نجات ہو کہ نجات بخشندہ بنجاؤ + اس پر ایمان رکھو صحیح ایمان بڑی زور آور چیز ہے۔ یہی ایمان سب کچھ کر سکتا ہے + خدا کو بھی تو اپنی ذات پر ایمان ہی ہے اُسکو خود شک ہو تو خدا نہ رہے + چنانچہ تم ہماری طاقت و جبروت کو دیکھ رہے ہو۔ صرف حکم سے پہاڑ ٹل سکتے ہیں۔ اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہلکے پھلکے بنے ہوئے بے تکلف میدانِ خلا سے عبور کر کے کسی اور مقام میں قایم ہو جا سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اور ہوئے ہیں۔ پس ایماندار بنو۔ بے ایمان رہکر انعام اقتدار کی خواہش پاگل پن ہے۔ بے ایمان و نالایق کو زیبا نہیں۔ کیونکہ

نظم

زینت و ناز و تبختر پیر را بیجا بود | چوں اشارہ زبرید ۂ دستہ نازیبا بود
دورہ ہر چیز بیباشد۔ ببیں از غور و فکر | ہر کہ برگردیدہ۔ از دورِ زمن۔ رسوا بود
ہر سحر ہر دورۂ نو۔ ہادیٔ نو مے شود | ظاہراً نو مے شود۔ لیکن بباطن نا بود
چوں توجہ کرد۔ ہر دیروزِ تو۔ امروز شد | یومِ عزو جاہِ تو۔ از روئے او پیدا بود

ہر کہ اندر چیزہائے این و آن فانی شدہ　　　مے رہد از کارہائے خود ثبوت ہر نفش

آزمایش کن اگر تو ہم نگوئی این چنیں　　　کذب و مالیخولیا باشد خیال و فحش بش

اے تو خلق اللہ بر تلقین یحییٰ کن عمل

ہرچہ بادا باد شو پروانہ جان و تنش

حکم چہارم

جو حکم ہوگا ہمیشہ رفاہِ عام ہی کے لئے ہوا کرے گا۔ اگرچہ اُس کا اثر اور نتیجہ بدیہ ہو نیوالا ہو۔ اور اُسکے گہرے مطالب کو عام و ماغ والی خلایق نہ سمجھ سکتی ہو مگر جسکے پاس بیرِ و میٹر ہوگا وہی طوفان کی آمد سے خبردار ہو سکتا ہے کہ قانون قدرتی و مصنوعی و وقتی تو ضروری ہے لیکن جیسی مصلحت ہو۔ اور جسکی ضرورت ہو وہ جاری ہوگا) بریں ہمہ ہر ایک ایسا حکم جسکو احمقوں کے سبب سے حکم اسراری ہونے کا حق حاصل نہ ہو وہ بارِ عام شائع کردیا جائے کہ ایسا ویسا حکم دیا جانے والا ہے۔ جمیع خلایق کی اس میں کیا رائے ہے۔ بے باک ہو کر اعتراض کرے۔ اور اپنی اپنی رائے ظاہر کرے۔ کیونکہ مشورہ بھی نتیجۂ پوشیدہ یا علم غیب کا ایک شعبہ ہے۔ جیسے جیسے علی حسبِ استحقاق یہ نورانی تجربۂ و طاقت بڑہتے جاتے ہیں۔ رائے اور مشورے کی حاجت کم ہوتی جاتی ہے۔ گویا قوائے شاہانہ و شہوانیہ۔ خواہ قوائے سلطانیہ و ربانیہ کا ظہور بالکل آخر میں ہوتا ہے۔ جب اُسکے اسٹاف تیار ہو چکتے ہیں۔ کیونکہ تینتیس خیمۂ و

مقدمہ سب کا ضرور ہے + پس درجہ بدرجہ پورا علم غیب ہونے پر یقین کامل ہو جاتا ہے
کہ سر مو رائے گیری کی حاجت نہیں رہتی جو اس عالم میں رہکر مختلف آب و ہوا و غذا و اشخاص
سے ہمہ آن ایسا ہوتے رہنا محال اندر محال۔ اگر نہیں تو سر دست مشکل بالائے مشکل تصور ہے
اسلئے رائے و مشورہ یعنی علم غیب کا بہت سا شعبہ و ذخیرہ من حیث الآرا ایک جا جمع کرکے
عمدہ و مفید نتیجہ نکالکر کام کرنا چاہئے۔ یہی حق ہوگا۔ پس یہہ کہنا کہ کوئی علم غیب نہیں جان سکتا
تو یہہ کہنا بھی غیب دانی میں داخل ہے۔ ورنہ اسکو کیونکر معلوم ؟ کہ کوئی نہیں جان سکتا
پس تجربے۔ قیاس[1] و قرینے[2] و آثار[3] و اجتہاد[4] ۔ فکر[5] و غور[6] ۔ حساب[7] و شمار[8] و اصول[9] و نسبت[10]
و تعلقات[11] و واقعات[12] و شہادت[13] و نظائر[14] وغیرہا[15] کی مدد سے کسی بات کو تاڑ جانا۔ یا
نتیجے کو اندھیرے سے اُجالے میں لانا اور اسکے بارے میں پیشینگوئی کردینا۔ مقدمہ
فیصل کردینا۔ ایجاد کرنا۔ تاثیرات دریافت کرنا۔ یہہ تمام غیب دانی کا اصول ہے۔ تو
نبوت یا پیشین گوئی و غیب دانی و قدرت وغیرہا اقسام علوم و فنون و قواے میں سے
یہہ بھی ایک علم و فن اور قواے ہے۔ علے حسب استحقاق اسکی طاقت کا حصول
تھوڑا بہت ہوتا یہ دوسری بات ہے۔ اور یہی قانوناً ہونا چاہئے جو جاری ہے۔ پس
جو کچھ علم و فن و ایجادات و تحقیقات و تاثیرات۔ رائے۔ تدبیر ظاہر ہوے اور
ہوتے جارہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تمام عالم ہی جو پہلے علم غیب
میں تھا۔ جس علم غیب کا ظاہر ہونا ہی قدرتی قانون ہے۔ پھر یہ سب علم غیب نہیں تو
اور کیا ہے ؟ ضرور علم غیب ہے۔ مگر ظاہر ہو جانے پر اسکا نام علم غیب نہیں رہتا

ایسے ممکن ہے۔ اس واسطے رائے ومشورہ لینا سختی سے فرض ہوگا + پھر جس طرح
اصول گورنمنٹ یا حقیقی سلطنت بہتیری باتیں خلایق سے تقیہ و مصلحتاً چھپائے رکھتی
ہے۔ جب تک وقت نہیں آتا ظاہر نہیں کرتی۔ اسی طرح دنیاوی و انسانی سلطنت الٰہی
میں بھی دو امور مصلحتہً و استحقاقاً و ضرورتاً کہیں کہیں اخفائے راز کی ضرورت پڑے گی۔
جیسے پھلنے تک بیج مخفی رہتا ہے پھر ظاہر ہوتا ہے ؎

جب تلک خاک میں دانہ تو شگوفہ نکلے

اس لئے پبلک کے اصرار سے قبل از وقت سیاسی و روحانی باتیں نہیں ظاہر کیجا سکتیں
کیا بچوں کے اصرار سے انکو زہر دیدیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ نادان ہیں۔ اور
بے محل مٹھائی دینے میں بھی عذر نہیں ہوسکتا۔ اسی کا نام حکمت اور حکمت مدنی ہے۔ الا
اینکہ ہر وقت فائدہ عام کو نصب العین رکھنا ہوگا۔ سب بات کو علے قدر ضرورت
انجمن معارف و دار الشوریٰ میں جانچا جائے۔ و تصنیف و اخبار و مشورے کو بھی کہ
کہ معقول و مفید اعتراض و رائے و نکتہ چینی ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو اصلاح کرنیکے
بعد بارگاہِ معلےٰ میں (شاہی دربار) پیش ہوکر وہ اسکو جانچکر حکم دے۔ اگر نقص معلوم
ہو تو اصلاح کردے اور نقص کو سمجھادے۔ اگر مضر پڑے تو منسوخ کردے۔ بشرطیکہ
دایمی مضر نہ ہو۔ ہنگامی و مقامی و دوامی قانون و حکم کا خیال رہے۔ تاکہ خلایق
کو اپنے پادشاہ یا صدر الصدور سے مطلق شکایت کی جگہہ نہ باقی رہے۔ اور
یہ سرورِ انجمن یا پادشاہ کی کمال عقلمندی و حکمت آرائی ہے۔ کہ تمام اہل و ذی ع سے

فوقیت رکھنے یا نہ رکھنے پر۔ بہر دو حالت سب سے رائے لے لیا کرتا ہے کہ اور
اُسکے دل و دماغ میں طاقت پہونچے۔ اُسکے بال بچے (رعایا برایا) خوش رہیں۔ دلوں
پر حکومت کرے۔ اُسکے جاں نثار دوست بنے رہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں

بغلط بر ہدف زند تیرے

کا مصداق ہو (چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایک خشک درخت تھا۔ لوگوں کی خواہش ہوئی
کہ یہہ سرسبز ہوتا تو اُسکے سایہ سے فائدہ اُٹھاتے۔ ایک محض کم عمر بچے نے رائے
دی کہ اُسکے نیچے بیلدار نباتات نصب کردو۔ وہ اُس پر پھیلجائیگا تو کامیابی ہوجائیگی+
اب دیکھو کہ اس رائے کو چار ناچار تسلیم کرنا ہی ہوگا+ بیشک یہاں اعتراض و تردید
کی گنجایش نہیں۔ لہذا ممکن ہے کہ بچے سے بھی اچھی رائے مل جائے۔ خیر باینہمہ لیکن
اگر رعایا سے رائے لینے کا موقع نہیں ہے تو سرورِ انجمن عارضی خواہ دایمی طور پر بھی
حکم دیسے سکتا ہے۔ کیونکہ ناگہانی واقعات کے لئے ناگہانی قانون ہے۔ اور
وقت کے لحاظ سے جیسی مصلحت وحکمت ہو۔ پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ کس کس مقام
پر رائے لینے کی ضرورت ہے؟ بات پیچھے رائے لینے والا بھی اچھا نہیں۔ بالکل
کند ہے۔ شاہی کے قابل نہیں۔ چونکہ قطعی ناشُدنی ہے۔ اُسے شاہی سیکھنی چاہئے
خدا نشاہِ حقیقی ہے+ اوتار خداوند وروح اللہ ہے۔ بادشاہ خدیو ہے۔ یا خداوند
ظل اللہ بھی ہے۔ خلایق خداوندگار ہے۔ تباکی ومجنونی۔ واحمق وناتجربہ کار۔ و

ناقص الجسم و ناقص العقل و ناقص الروح۔ افیونی۔ جنیڈو یا نہ۔ ڈرپوک۔ مقربین ناہنجار کی
مغالطہ وہی ہیں آجانے والا عزاب مقربین کا رکھنے والا کہ اُسے غافل کریں۔ اور
بے حد نیک بے سود بے معنی یعنی ناقص القویٰ اور ناقص الصفات بلا
جمال و جلال محض ابلہ آدمی بادشاہی کے قابل نہیں۔ شاہی خاندان سے ولی عہد
یا غیر از ولی عہد دوسرا شخص چُنا جاتا ہے جو سلطنت آرائی کے لئے مِن کُلِّ الوجوہ
بصد خوبی و خوش اسلوبی سرفراز و ممتاز مشرف و متعرف ہو تو وہی ٹھیک معنی
میں نائب مسیح ہے۔ اور روحانیتِ معلومہ حاصل کرنے پر پورا مسیح اندرونی عالم
میں متصور ہے یہاں نہیں (سرحدِ حلقوم سے جو چیز زری سی بھی آگے بڑھی کہ غارِ
معدہ کی کشش نے اُسی طرح اپنی طرف کھینچا جیسے زمین سماوی چیز کو۔ گھوڑے کی
نال صاف و شفاف کرنے کی ضرورت نہیں اُس کی رفتار اُسکو صاف کر دے گی
اسی طرح اعمالی رفتار راستہ صاف کر دیتی ہے) اسلئے اُسکی نائب مسیحیت
ہی کافی ہے« اس عہدے پر پہونچا دینے کے لئے۔ مبارک ہو اُسکو جو خود کو
ایسا بنائے! آمین!! جو خود کو ایسا بنائے گا تو اُسکے افعال و صفات و خصائص
شاہد حال ہونگے جیسے سب چیزوں کے ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ دیکھنے میں وہ چیز
ناچیز سی معلوم ہو۔ مگر جس طرح اندرونی یا بیرونی نشانہ انداز نشانہ لگتے ہی اپنے
نشانے کا ٹھیک اندازہ کر لیتا ہے کہ نشانہ خطا نہیں ہوا۔ اسی طرح قیافہ و ضمیر شناس
پہچان لیتے ہیں کہ اُنکے منظور و مفہوم کا کیا صحیح انداز ہے؟ اسی مناسبت سے

برتاؤ کرتے ہیں۔ اگر خیال نہیں کرتے تو دھوکا کھاتے ہیں خبر! حالانکہ

جملہ معترضہ

لیکن اگر وہ سرورِ انجمن سبطِ رسول سے ہو یعنی خاندانِ یحیٰویہ کے بیٹی کی اولاد سے ہو تو اُسکو معزولی کا حکم سنانے کے لئے عام پبلک سامنانہ کرے بلکہ اُسی خاندان کا دوسرا شخص انتخاب کرنے کے بعد دربارِ حضوری (دربار مصلّٰی) سے دستخط کرا کر انتخاب کردہ شخص کو سامنے لاکر حکم نامہ پیش کرائے وہ بھی دربار میں نہیں یعنی بارگاہِ معلّٰی کے آفس میں نہیں بلکہ گھر میں + کیونکہ شاہی اور از خاندان مقدس و مجتبٰے ہونے کے سبب سے اُسکا ادب سخت سے سخت ضروری ہے + کیونکہ میرا آنا ہمیشہ پیغمبر کے خاندان سے آرہا ہے۔ عمرو بکر وغیرہ کے نہیں۔ ہاں اگر پبلک چاہے تو معزولی سنانیوالے ہی شخص کو جسے منتخب کر چکی ہے۔ بادشاہ یا سرورِ انجمن بنائے یا پبلک سے کسی لائق شخص کو بنائے وہ کسی خطۂ عالم کا رہنے والا ہو۔ لیکن یہ حکم اُسوقت ہے جبکہ نسلاً بعد نسلٍ سرورِ انجمن ہونے کی قید نہ ہو بلکہ صرف پنجسالہ ہو۔ اگر نسلاً بعد نسلٍ ہے تو اُسی خاندان سے کرنا چاہیے۔ اگر خاندان کا خاندان گُھنگی و دیرینگی خواہ کسی سبب سے گُنُد ہو گیا ہو تو تحت الحفاظت کردو۔ کورٹ آف وارڈس کردو کہ ہوش سنبھالتے جائیں اور خود کو اہل بناتے جائیں مصیبت اہل بنانے کے لئے آتی ہے لیکن اگر بیچ میں سدھر جائیں تو دیدو + محض قرابتِ قریبہ کو وظیفہ دیا جا سکتا ہے مگر کچھ نہ کچھ

قدم بہ نام کرنا ہوگا۔ خالی نہیں پایا جائے گا۔ پھر جیسا موقع۔ مگر دربارِ مصطفٰے کا حاکم جسکو حضور یا فرمانروا و تاجدار کہا کرینگے اُس کے سارے خاندان کے نام کے قبل حضرت کا لفظ رہا کرے گا۔ چاہے عورت ہو یا مرد۔ وہ کسی حالت میں غیر خاندان کا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جس طرح تم نے اپنی بھاشا میں سے ایک آدھ[1] لفظ یا دس پانچ الفاظ مختارِ محض یا اختیاراتِ قدیرہ کے مفہوم کو سمجھنے سمجھانے کے لئے مختص کر کے اس کا نام قرار دیدیا ہے جسکو نام کی ضرورت نہیں اور اس لفظ کو اُسی مفہوم کے ظاہر کرنے کے لئے وقف کر دیا ہے کہ دوسری چیز اس لفظ و مفہوم پر قابض نہ ہوسکے۔ اگر قابض رہے تو وہی مفہوم رہے۔ جیسے اللہ اور بھگوان وغیرہ کا لفظ ہے۔ اسی طرح وہ ارضِ مقدس۔ یا ملکِ مقدس۔ یا بیت المقدس۔ جہاں کا وہ حضور یا فرمانروا ہے خدا کے لئے جہان بھر کی طرف سے (وہ ارض چھوڑ دی گئی ہے) وقف ہے جس کتاب میں نباتات کا ذکر ہوگا تو اسکو کتاب النباتات کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا اسکو کتاب اللہ کہیں گے۔ اسی طرح جس مکان میں شفایابی کے سامان ہونگے تو اسکو دار الشفائ یا بیت الشفا کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا تو اسکو بیت اللہ کہیں گے۔ تو جس خاندان میں ہادی پیدا ہوتے ہیں تو اس کو خدائی خاندان کہتے ہیں۔ بس خدائی خاندان بنام ربانی یا ہرتیسی کا ارض اللہ پر حق ہے اسکو چھیننے چھاننے کا کوئی اور کچھ حق نہیں۔ باغِ فدک از بہرِ مدک نہ ہو۔ وہ مجتبےٰ خاندان کو عناصر و آثر

---

[1] آدھ کا لفظ صرف نسبت ہے جیسے پیادہ کے لفظ میں آدہ ہے۔

وقدرت کی طرف سے نذر و تحفہ ملا ہے تاکہ لوگوں کے دینی و دنیوی امور میں فیضان
جاری رہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اس خاندان میں جنم لے کر تاجدار
تاج محل بیگم بنکے نجات پائیں۔ جیسے حکومت کیواں یا صوبہ بہار کا مسلم حصہ ہوگا + جو
قانونًا باقاعدہ مساوی طریقے پر ملک قرار دینے کی حد بندی کی گئی ہے
اس لئے تنگ دلی کو راہ دے کر ہمیشہ کے لئے خود کو لاشئے نہیں بنوالینا۔ خدا
اور اسکے نام کی عزت کرو تو عزت کئے جاؤ گے[1]۔ ورنہ یاد یاد اکہ یوں تو سب اُسی کا
مالِ ممدودہ ہے۔ پس واضح رہے۔

نظم

آنکہ خود را۔ مضمحل گفتا و لاشئے داشتہ — دمبدم بینیم نزولش۔ در ترقی خستنش
آنکہ خود را گفت عالی ۔ می شود عالی ضرور — پس ہماں عالی نگشت و گشت عالی جستنش
خویش را مرکز بدان و احترامِ خویش کن — ہر کہ شد از بہر تجلی۔ واجب آمد رستنش

حکم پنجم

پس شاہی و ملکی اخبار و جریدہ و صحیفہ میں شاہ نامہ و رسالت نامہ۔ یا حکم شاہی شائع

---

(۱) اس سے یہ نہیں سمجھنا کہ اپنی خیر منائی جا رہی ہے لاحول و لاقوۃ۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حکم ہی ایسا
ہے کہ خدا کے نام سے ایک خطا نامزد ہو کہ نسبت قایم رہے تاکہ برکت ہو۔

ہوا کہ [illegible] اس حکم نامہ کی شان

[illegible] اور [illegible] پھیرا سے وسیع والا کوئی

[illegible] دیکھا [illegible] پر جھکا کر آسانی سے

[illegible] آسکتا تھا [illegible] چار پانچ سے برس کے

[illegible] نے یہ بات دی کہ [illegible] باندھ کر اس دور سے پھینک دو کہ کھنچا ہوا

دورا زرا نیچے لٹک جائے [illegible] الٹا کی شکل ہو جاوے پھر پکڑ کر کھینچ لو۔ اس وقت

لوگوں کو یہی کرنا پڑا۔ پس مشورہ لینا عقلمندی ہے۔ لیکن جہاں پر ضرورت ہو ہر جگہہ

نہیں ؎ نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ تکرار ہم نے اسواسطے کی کہ ضروری بات سمجھی جائے۔

حکم ششم

ہر دس برس کے بعد مردم شماری کا ہونا۔ اور ہر ایک پیشے اور فن کے اندر جدت و ترقی کا امتحان لینا فرض ہوگا۔ کہ کن کن باتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے امتداد زمانہ اور انقلاب ظاہری و باطنی سے فی جمیع الامور کیا فرق پڑا ہے؟ اس کا ریکارڈ تیار رہے کہ قرن در قرن کے بعد انقلابات کا بیّن فرق ظاہر ہو۔ اور اسی کے مطابق بندوبست ہو جسکو ہم رنگِ زمانہ ہونا کہیں گے۔

ہوا کہ [illegible] بنا لو [illegible] گاڑی [illegible] اور [illegible] بعد سے اس حکم نامہ کی شان

[illegible] کو ذکر کرتے [illegible] اور [illegible] پتھر راستے میں [illegible] والا کوئی

[illegible] ہو رہا تھا [illegible] دیکھو [illegible] کا ذرا [illegible] مقام کی بلندی پر پہنچا کر آسانی سے

[illegible] نہ آسکتا تھا اور اس [illegible] کوئی [illegible] تھا۔ مگر چار پانچ برس کے

[illegible] نے یہ بات دی کہ [illegible] ایک چکری باندھ کر اس دور سے پر پھینک دو کہ پھینکا ہوا

دوڑا اندر اس کے لگ جائے [illegible] کی شکل ہو جائے پھر پکڑ کر کھینچ لو۔ اسوقت

لوگوں کو یہی کرنا پڑا۔ پس مشورہ لینا عقلمندی ہے۔ لیکن جہاں پر ضرورت ہو۔ ہر جگہ

نہیں ؎ نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ تکرار ہم نے اسواسطے کی کہ ضروری بات سمجھی جائے۔

حکم ششم

ہر دس برس کے بعد مردم شماری کا ہونا۔ اور ہر ایک پیشے اور فن کے اندر جدت و ترقی کا امتحان لینا فرض ہوگا۔ کہ کن کن باتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے امتداد زمانہ اور انقلاب ظاہری و باطنی سے فی جمیع الامور کیا فرق پڑا ہے؟ اس کا ریکارڈ تیار رہے کہ قرن در قرن کے بعد انقلابات کا بیّن فرق ظاہر ہو۔ اور اسی کے مطابق بندوبست ہو جسکو ہم رنگِ زمانہ ہونا کہیں گے۔

وانسانی پیدائش تو دنیا کی حالت بھی ایسے ہوئے ہوں[1] پس عقل سے کچھ نہیں خبر ملتی ہے۔ ورنہ غیب الغیب کی خبر کیونکر ملتی ہے؟ الغرض وہ دوسرے قواعد یہ ہیں کہ

مردم شماری کے لئے ہر ایک تھانہ دار کے پاس پہلے ہی حکم بھیجدیا جائے کہ اپنے اپنے احاطہ یا سرکل میں ہر ایک آبادی کے کسی معتبر و مسلم الثبوت ہوشیار شخص کو حکماً کہلا بھیجے کہ وہ شخص اپنے علاقہ کی محدود آبادی یا محلہ میں مردم شماری کے متعلق مصرحۂ ذیل باتوں کی تحقیقات بالاجماع کر کے پہلے ہی مرتب کر چھوڑے (جو جو سربرآوردہ اس کام میں مدد دیں اُن کے نام ریپورٹ کے آخری حصّے میں لکھدئے جائیں کہ وہ سب اسمائے سربرآوردہ کسی خاص رجسٹر کے اندر درج کئے جائیں کہ جس جس موقع پر اُن کی ہوشیاری کی مناسبت سے ہوشیاری کا کام لینا ہو تو وہ یاد کئے جائیں۔ یہہ سب اُن کا شکریہ اور اُن کی قدر افزائی ہے۔ اسلئے اُن کا پتا اور نشان صاف لکھا جائے) تو اب وہ مردم شماری کے متعلق کی باتیں یہ ہیں۔

قواعد مردم شماری

(۱) کس کس بستی و آبادی کو عرض البلد[2]۔ طول البلد[3]۔ لیل و نہار۔ طول الایام و قصر الایام سے کیا تعلق ہے؟ (۲) سمندر سے کسقدر اونچان پر ہے؟ وہاں کے موسم[3] کا ٹمپرچر

---

(۱) جیسے سوال اَلَستُ کو (۲) انگریزی میں لیٹیچوڈ کہتے ہیں۔ (۳) انگریزی میں اسے لونجیٹوڈ بولتے ہیں۔

اکثر کیسا رہتا ہے ؟ وہاں(۴) کی آب و ہوا کیسی ہے ۔ مٹی(۵) کیسی ہے ۔ وہاں سے قمر اور خاص خاص ستاروں کی پستی و بلندی کتنی ہے اور(۶) وہ کس کس طرز و طریقے پر معلوم ہوتے ہیں ؟ اور ان(۷) کا کیسا اثر پڑتا ہے ؟ علاوہ ازیں ان(۸) کا جوتی اثر آفتاب کے ذریعے ارض و اہلِ ارض پر کیسا ہے ؟ تاکہ مخالف انقلاب کا زمانہ ٹھیک معلوم ہو کہ اسکے مطابق کام ہو ۔ جسکے اجرا و امتناع کے بارے میں عندالبیان متقین بہت دور بحث اسکی اس جگہہ یہہ بحث چھوڑ دیجاتی ہے ۔ کڑکا(۹) ۔ بجلی ۔ آندھی ۔ اولہ باری ۔ کہرا ۔ لاہی ۔ سرا غبار ۔ طوفان ۔ طغیانی ۔ سیلاب ۔ جزر و مد ۔ بیماری و اسباب بیماری ۔ سامانِ علاج و وغیرہ اور تحقیقاتِ موجب اموات کا کیا رنگ رہتا ہے ؟ کس تعداد و مقدار و پیمانے سے ہوتے ہیں ؟ وہاں(۱۰) کس قدر بارش ہوتی ہے ؟ ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے ۔ یا ضرورت سے کم ؟ کم و زیادہ(۱۱) ہونے کے کیا اسباب ہیں ؟ مختلف(۱۲) کاشتکاری کے لئے کس قدر بارش یا آب رسانی کی ضرورت پڑتی ہے ؟ وہاں(۱۳) کے عناصر و کرامًا کاتبین کائنات کیسے ہیں یعنی گرمی و سردی کیسی ہے ؟ کئے موسم ہوتے ہیں وہاں(۱۴) کا موسم بہار وغیرہ کیا ہے ؟ کب شروع ہوتا ہے ۔ کب ختم ہوتا ہے ؟ کیا کیا پھیر پڑتا ہے ؟ وہاں(۱۵) کا رسم و رواج کیا ہے ؟ سالانہ رسم و رواج و تقریب و درآمد و برآمد کیا ہے ؟ موسم(۱۶) کی آمد پر وہاں جشنِ شکریہ ۔ میلا جھمیلا دھوم دھام کے ساتھ ہوتا ہے یا نہیں ؟ کہ یہ چھل بل موجب خوشی و صحت ہو ۔ اور چیزوں کی بکری ہو ۔ ازروئے(۱۷) پوشاک و حرفت و پیشہ و پوشش وغیرہا قومی تفریق کی نشانی کیا ہے ؟ کیا کیا(۱۸) زبانیں بولتے ہیں ؟ کاشتکاری کے

[illegible] کی حاجت ہے۔ اور آن کو سہل و سہولت [illegible] کیا تدبیر
[illegible] جاتی ہے۔ یا گھٹتی ہے۔ اور کون کون چیز [illegible]
[illegible] کیا طریقہ ہے؟ وہاں پہاڑ(۲۱) کتنا اونچا۔ لمبا۔ اور چوڑا
کیسا پتھر ہے؟ کہاں(۲۲) کہاں کان ہے۔ اور کس کس چیز کی ہے اور کس مقدار سے
کس قدر نکالی جا چکی ہوگی؟ کہاں کہاں جنگل۔ ولدل۔ نخلستان۔ ریگستان۔ صحرا و
میدان۔ علف زار و چراگاہ۔ باغ و نخستا۔ غار و خندق۔ ٹیلا۔ ٹیکری۔ نشیب و فراز۔
گھاٹی اور پہاڑی مع بلندی و پستی۔ اور کہسار و کوہِ آتش فشاں روڑے۔ اور اُنکے
تخمینے۔ ندی نالے۔ آہر پوکھر۔ نہر۔ تالاب۔ گھاٹ۔ بندر۔ پل۔ کنواں۔ جنگلا اور
کھاڑی۔ باؤڑی۔ چھوٹے بڑے جزیرے۔ آبنائے۔ خاکنائے۔ طاس اور
اور جھیل مع عمق۔ و جانورانِ آبی۔ حمام و مقبرہ۔ امام باڑہ۔ اور دہرم سالہ۔ تکیہ اور
خانقاہ۔ زیارت گاہ اور مندل۔ مٹھ اور میدانِ پولو۔ کرکٹ۔ اور انجمن۔ اور وہ کس
کس غرض کے لئے ہے؟ مطبع و اخبار۔ بھٹی۔ کمپنی۔ بنک۔ کچہری۔ ناکہ اور معبد
کتب خانہ۔ یتیم خانہ۔ عجائب خانہ۔ اور نادر چیزیں۔ پرانی چیزیں۔ زندان۔ ہاسپٹل
ہوٹل۔ سرائے۔ عدالت۔ پوسٹ آفس۔ اسٹیشن۔ ریل۔ کالج۔ اسکول۔ مدرسہ۔ لشکرگاہ
کمین گاہ۔ قلعہ و حصنِ(۱) حصین۔ سامانِ حرب و ضرب و سلاح وغیرہ وغیرہ ہیں؟ اور
کس قدر رقبہ میں ہیں؟ باموقع ہیں۔ یا بے موقع؟ کہاں کہاں جزیرے پیدا ہونگی

---

(۱) مضبوط قلعہ۔

اُمید ہے؟ وہاں دریا میں[24] کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کس مقدار سے ہوتی ہیں؟ جیسے گھونگا موتی۔ مونگا۔ سیپ۔ اسفنج۔ کوڑی ونجیرہ وغیرہ۔ اور کہاں[25] تک اندرونی و بیرونی طریقے پر۔ سماوی و خلائی۔ بحری و بری و ہوائی وغیرہ کی پیمایش ونشانی پیمایش تحقیقاتی عمل میں آچکی ہے؟ وہاں[26] گل اندازی کا کیا سامان ہے۔ آیا وہاں گل اندازی ٹرک کی طرح چوڑی ہوتی ہے یا ناہموار؟ وہاں[27] کون کون سی جگہہ کس کس سبب سے خطرناک ہے؟ کون[28] کون سی چیزیں وہاں خطرناک یا بیکار ہونے کے سبب سے منہدم ونیست کردئے جانے کے لایق ہیں؟ سروے[29] سٹلمنٹ یا نظامت کی رو سے اُسکا کیا سرحد قایم ہوا ہے؟ اُسکی[30] چوحدی کیا ہے؟ مربع یا غیر مربع؟؟ وہاں[31] کی زمین ہموار ہے یا ناہموار۔ آباد ہے۔ یا ویران۔ بنجر ہے یا سرسبز۔ اچھی ہے یا بُری۔ تندرست ہے یا بیمار؟ اُس میں کسقدر کس کن چیزوں کا کھاد دینے کی ضرورت ہے؟ کیا کیا چیز پیدا کرسکتی ہے؟ وہاں[32] کی آری لگاری چوڑی ہے یا تنگ؟ ہموار ہے یا ناہموار؟ ایک[33] گز مربع میں کیا کیا چیز کس حساب سے پیدا کرسکتی ہے؟ وہاں[34] کا پٹا۔ لگان۔ قبولیت۔ وثیقہ۔ دستاویز۔ خسرہ۔ کھیوٹ۔ کھتیان۔ کیسا ہے؟ وہاں[35] کس کس قسم کے برّی وبحری ورنارسے گزندے[1] چرندے۔ پرندے۔ کیڑے۔ پتنگے۔ حشرات الارض وحشرات الہوا۔ ہوام۔ ویدان[2] صغار۔ تیترن۔ وحوش وطیور۔ مویشی۔ شب پرا[3] وشب چرا[4]۔ دکھائی دیتے ہیں؟ تاکہ

(۱) زہریلے کیڑے مکوڑے۔ (۲) بہت ہی ننھے ننھے کیڑے اور جراثیم (۳) رات کو اُڑنیوالے (۴) رات کو چرنیوالے

وقت پر نقصان رسانی سے بچاؤ کیا جاسکتا ہے؟ اور اُن کی تعداد پیدائش و ناپیدائش جانور وغیرہ کا حساب ہے؟ کسقدر اُن کے اموات اور جسم ہوتے ہیں؟ کس کس موسم میں انڈے بچے دیتے ہیں؟ اور کس حساب سے دیتے ہیں۔ ؟ اور کس قدر خرچ ہے؟ اور کون کون چیز کس موسم میں ہوتی ہے؟ کسقدر جانور مارے جاتے ہیں؟ کس حساب سے وودھ۔ گھی کی گرانی و ارزانی ہے؟ کون کون گھاس پات۔ یا کس کس قسم کی گھاس پات۔ جھاڑ۔ پیڑ۔ اور کیڑے مکوڑے۔ اور دیگر اقسام کے حیوانات ایک دوسرے سے ارتقاء کرتے ہوئے متشابہ پائے جاتے ہیں جیسے مینڈک سے بٹیر بنا ہے۔ اور پیاز سے نرگس۔ اُن جانوروں کی خوراک کیا ہے؟ اور کس قدر چارہ ہے؟ اسی سلسلے سے سب کا فوٹو لو۔ خوردبین سے دیکھو! اُن کی باہمدیگر تشابہت کے اسباب کیا ہیں؟ اور کتنے ہیں؟ اور کتنی مدت میں ترقی کرتے گئے ہیں؟ اُن کو کن کن چیزوں سے نفرت و رغبت و نسبت و الفت و رجحان و رہبان ہے؟ کس کس کے لئے سم۔ اور کس کس کے لئے تریاق بتایا کہ اُن سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ یکے بادیگرے درجہ بدرجہ آکل[1] و ماکول[2] کون کون ہیں؟ کس کی کیا ضد و مُصلح و بدل ہے؟ کس کس کیڑے مکوڑے اور اُن کے اعضا وغیرہا سے کیا کیا کام نکل سکتا ہے؟ جیسے ریشم کے کیڑے۔ مدمکھی۔ بھنورے۔ خاتم الرسالت یعنی لاکھ کے کیڑے وغیرہ سے کام نکلتا ہے (چونکہ رسل و رسائل و

---

(۱) کھانے والا (۲) کھایا جانے والا۔

مراسلات پر لاکھ کے ذریعہ سے مہر ہوتی ہے اس لئے یہہ خاتم الرسالت کہے گئے)
اسی طرح سب چیزیں ہیں بے علمی کی وجہ سے ناکارہ معلوم ہوتی ہیں۔ ضرورت کے
سبب سے حِلّت و حُرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔ جیسے موسئے کے وقت میں تجارت و
سفر اور اسراف کے خیال سے اونٹ حرام کیا گیا تھا اور صفائی کے لئے سُوَر حرام
کیا گیا تھا۔ تاکہ اسکی جان بخشی سے غلاظت وغیرہ صاف ہوتی رہے۔ حالانکہ سُوَر
کا گوشت بہت مزیدار ہے اور غلاظت استعمال کرنیکے لئے تو مرغا مرغی گائے بیل سب استعمال کرتے ہیں
برخلاف اسکے محمدؐ نے جنگ میں بھوکے پیاسے مرنے کے سبب سے اونٹ کو حلال
کردیا۔ اور اونٹ کثرت سے بھی ہو گئے تھے۔ ہندوستانی اوتار نے کھیتی۔ دودھ
گھی کی ارزانی کے لئے گائے بیل کی جان بخشی کی۔ حالانکہ تندرست اور موٹی تازی
گائے کا گوشت اُسکے مصلح اور بدل کے ساتھ بہت مزیدار ہے۔ گائے اور سُوَر
کے گوشت کا عمدہ مصلح شراب اور پھل ہے۔ کیونکہ یہہ گوشت دیر ہضم ہے۔ اس سے
سوء الھضمی۔ ہیضہ۔ غلیظ امراضِ سوداوی۔ ورمِ طحال۔ وجع المفاصل۔ عرق النساء
پیدا ہوتا ہے۔ اور قاطعِ حمل و مسقط الحمل ہے۔ علاوہ ازیں خارش وجذام بھی پیدا
کرتا ہے۔

نباتاتی تحقیقات

(۲۵۳) بہرحال یہہ دیکھو کہ کس کس ملک میں کس کس قسم کے گھاس پات۔ کانٹے دار بے کانٹے دار
پودے۔ گاچھہ۔ پیڑ جھاڑ۔ لتر۔ جڑی بوٹی۔ آبی۔ خاکی۔ ہوائی۔ نباتات پائیجاتے ہیں

ان سے کیا کیا کام لیا جا سکتا ہے؟ کن کن بیماریوں میں کام آسکتے ہیں یا نہیں؟ (۵۳) ان سے کس قسم کا رنگ - گوند - چھال - پھول - پھل - تخم و ثمر - عطر و خوشبو - روغن - جوہر عرق و شیرہ - کھار اور ست وغیرہ نکالے جا سکتے ہیں؟ (۵۴) کتنے کتنے عرصے اور کس کس طریقے سے ایک دوسرے سے متشابہ ہوتے ہوئے کہاں تک دور پہونچ گئے ہیں؟ کہ اصلیت سے نا حاصل پڑنے پر قطع تعلق ہو گیا ہے - کوئی رشتہ نہیں معلوم ہوتا - جب تک کہ سلسلہ وار ان کا ارتقاء نہ بتلایا جائے۔[1] (۵۵) ان سب کے رنگ و شکل و خواص و نمو و بلوغ - عنصر و وراثت - بقاء و فناء و ارتقاء کے بارے میں مقامی و غیر مقامی لوگوں کو کیا کیا تجربہ حاصل ہوا ہے؟ انھوں نے ان چیزوں کا کیا کیا نام رکھا ہے؟ وہ سب اسماء اردو زبان میں آسانی قالب بدل لے سکتے ہیں یا نہیں؟ وہاں کے لوگ سچ سچ بیان کریں جھوٹ موٹ نہ ہو - ورنہ سزا ہوگی + ملک اور صوبہ - ضلع و تحصیل و پرگنہ - تھانہ - ڈاک خانہ - موضع و محلہ - قومیت و پیشہ کے ساتھ بتلانیوالے کا نام بھی لکھ لیا جائے کہ تجربے کے خلاف ہونے پر اسکی طلبی ہو + (۵۶) سب کا تخم لو - فوٹو لو نقاشی سے اسی رنگ و روغن کے ساتھ نقشہ کھینچو بلکہ فوٹو ہی کے ذریعے سے سب ہو کہ دشواری نہ ہو - سب کو سلسلے سے مرتب کرو - اور تمام نباتات شمار کر لئے جائیں (۵۷) درختوں پر نمبر دو - اسی طرح انسانی ارتقاء کی باری آئے گی کہ اسنے مادر گیتی کے رحم میں کیا کیا شکلیں بدلی ہیں؟ اور رفتہ رفتہ موجودہ شکل تک نوبت پہونچی ہے

---

(۱) نمبر ۲۴ کے متشابہ حکم نمبر ۵۲ اور ۵۳ و ۵۴ ہے لیکن عین وہی نہیں ہے فرق ہے - غور کرو -

پھر اس بات کی تحقیقات کیجائے کہ فلاں چیز فلاں ہی ملک میں کیوں پیدا ہوتی ہے
دوسری جگہہ کس ترکیب سے وہ پیدا ہوسکتی ہے۔ ؟ اور اگر ہر جگہہ ہے تو ذرا ذرا
فاصلہ پڑنے سے کیا کیا اور کتنا کتنا فرق پڑتا چلا گیا ہے۔ اسکا نام علم الفصل ہے
اب وہ کوئی چیز ہو یا کچھ ہو۔ جیسے ہندوستان میں گنگا۔ یا ملوئے۔ کہیں کافور۔ کہیں
کوکین۔ کہیں ربڑ وغیرہ وغیرہ۔ اُسکے تمرین[1] وآب وہوا۔ اور ارضی تعلقات کی تحقیقات
کیمیاوی طریقے سے کیجائے کہ قوائے صافعہ و خالقہ حیات وچاق ہوں۔ کہ خلیفۃ اللہ و
مظہر ذات تک بنانے آجائیں۔ طاقتِ کن فکاں حاصل ہو۔ کیونکہ عین اللہ کے
بندے ہو۔ جیسے سب کا دارومدار آفتاب پر ہے۔ اور آفتاب کا مدار انسان پر
کیونکہ اُسکی حرارت انسانی جامہ میں ہوکر کمال کو پہونچی ہے۔ اور انسان کا دارومدار
دلپاور پر۔ و لپاور کا دارومدار نسبتِ علیا پر نہ کہ نسبتِ عبدیت پر۔ پھر اسکا مدار
ہو جانے پر جو ایک ذوقِ محض ہے۔ بس ختم شد۔ کون کون محوسین اور شعبدہ باز
اور طلسم داں ہیں۔ انھوں نے اسوقت تک کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے؟ جس
سے فائدہ پہونچ سکے۔

تلقیحات

جہاں بھر کو چھان مارنا چاہئے۔ اُسکے لئے کچھ دیری ہوگی تو کچھ پرواہ نہیں قطرہ

(۱) دبات۔

قطرہ سے بوتل[1] بھرے گا۔ بوچھار سے نہیں بھرے گا۔ اگر ایسا ہوگا تو بدیر ہوگا۔ اور
مظروف بہت صرف ہونے کے بعد + تمام جہان میں اس قدر کنکر۔ پتھر۔ ٹھیکرا
ٹھیکری ایک ہی روز میں تو نہیں بھر گئے؟ مگر بھر گئے۔ تو خالی بھی ہو سکتے ہیں۔
ایسی پرنش[2] تیار ہو سکتی ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ سب کام کوشش سے ہوگا۔

بصد ہا سال طے گردیدہ راہے
نمی باشد سخن را سال و ماہے

تو صفائی کے لیے سالہا سال ہی سمجھ لو۔ کیونکہ فطرت سب کو سادہ لوح پیدا کرتی ہے
پھر کوشش کے قلم سے اُن کی سادہ لوحی رفع ہوتی ہے۔ فطرت نے حق و باطل میں
پہچان بتائی ہے کہ فطری سادہ لوح باتیں فانی ہیں۔ اور خود کردہ و حاصل کردہ باتیں
فطرتاً باقی ہیں۔ جیسے جہل وغیرہ ہے کہ فانی ہے۔ علم کسبی ہے۔ سو باقی ہے۔ جب تک
ضرورت ہے۔ کیونکہ طفلی شیریں لہو و لعب ہی۔ جوانی نمکین ہے۔ بیماری و دشمنی
و مصیبت وغیرہ۔ اور پیری و معذوری تلخ و حمقیں ہے۔ فنا بھی ایک کھیل ہے۔ اور
جو کچھ ہوتا رہے + مگر بچپن کی بات بچپن میں معلوم ہوتی ہے۔ جوانی کی جوانی میں پیری
کی پیری میں۔ فنا کی فنا کے بعد۔ اس لیے چاہیے کہ لہو و لعب فرید ار ہو جائے یہی ہدایت
ہے۔ اسی طرح خود کردہ و خدا کردہ افعال کی بہت مثالیں ہیں۔ خود غور کر لو۔ یہہ اسلئے
ہے کہ خدا جو ہے سو خود ساز و خود گر ہے۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم بھی خود گر بنو۔

---

(۱) بوتل تذکیر ہے (۲) غربال۔

از بس دہانِ تنگ چہ شیرین بہانہ است

چنانچہ خدانے تم میں یہ مادّہ رکھ دیا ہے۔ جب ہی تمھارے افعال و ایجادات کے
تمام مصنوعات ہیں۔ وہ بھی درپردہ قدرتی ہیں۔ اسلئے یہ بھی قدرتی ہوگا۔ جو آئندہ
کروگے۔ بس آج نہیں کل سہی۔ کبھی نہ کبھی تو ختم ضرور ہی ہوگا۔ آگے کا حصہ اسطرح
باقی رہے گا۔ اور سہل ہوتا جائے گا۔ جیسے ماضی کے محالات آج امکان میں۔ و نیز صحیح
تحقیقات کی چاٹ لگ جائے گی + رتی رتی کا حساب معلوم ہوگا + سب چیز کی پیمایش کا
طریقہ معلوم ہوجائے گا + حق و باطل کی ٹھیک طور پر پہچان ہوجائے گی + علم بڑھیگا
گرانی دل سے جاتی رہے گی + تندرستی اور قوے اعلےٰ درجہ کے بنتے جائیں گے +
نسل اچھی ہوگی + سرچشمۂ تناسل خراب نہ ہوگا جیسے آجکل ہے۔ نسل اچھی تو وہی ہے
جو اچھے کام کرے ؎

مور ہماں بہ کہ ندارد پرش

پس بیکاری سے قوے زنگ آلودہ نہ ہوسکیں گے۔ کاروبار میں لگے رہوگے۔
دوسروں کے کرتوت سے تم نے فائدہ اٹھایا تھا اب تمھارے کرتوت سے دوسرے
اور تم اور نسل آئندہ دونوں فائدہ اٹھائیں گے۔ جو عین تمھاری ہی خوبی ہے۔ بزدل
و ناحساب وال و شریر قوم سلطنت و جنت و راحت کے قابل نہیں۔ فنافی العبد جو ہے
سو عبد ہو۔ فنافی الروح جو ہے سو روح ہو۔ فنافی العین جو ہے سو عین ہو۔ جس کو
جیسی نسبت ؎ درنیت بہ ہر دریا زر نیست بہ ہر کانے

اب یہہ دیکھو کہ وہاں کس کس قسم کے اجناس ہوتے ہیں۔ پھل پھلیری۔ بھاجی ترکاری میوہ فواکہات وغیرہ کیا کیا ہوتے ہیں؟ (۶۲) تمام روئے زمین کے اجناس و نباتات وغیرہ تمام مسلسل ردیف وار ہوں؟ اور وہ کیونکر نشو و نما پاتے ہیں؟ کیونکر آب و ہوا و حرارت کے وسیلے سے اُن میں طاقت نمو سرایت کرتی ہے؟ (۶۴) حسب خواہ ہم کیونکر انکو جلدی ترقی دے سکتے ہیں؟ (۶۵) اسوقت تک کتنے اقسام کے مطبوخات و ماکولات و تقریبات بن چکے ہیں (یعنی حلوا مٹھائی وغیرہ) کس قدر سکے۔ پھربرے۔ ٹکٹ نئی قسم کے ایجاد ہو چکے ہیں؟ (۶۷) وہاں کسقدر خوراک۔ پوشاک۔ یا کہ سب چیز کا خرچ ہے؟ کس حساب سے وہاں پیدا ہوتی ہے؟ (۶۸) یا آتی ہے۔

تعمیرات

(۶۹) کس قدر مکانات ہیں؟ بے مرمت ہیں یا بامرمت۔ گھن دار ہیں۔ یا بے گھن۔ مربع ہیں یا غیر مربع۔ اور کسقدر رقبہ میں ہیں۔ اور تندرستی و پیشہ کی مناسبت سے اُس شخص کے مکان کو سیح مُچ کسقدر رقبہ میں ہونا چاہیئے؟ (۷۰) تہہ خانہ بھی ہونا چاہیئے یا نہیں؟ (۷۱) کس کس قسم کی دُکان کے بعد کس کس قسم کی دُکان چاہیئے؟ اور کتنے کتنے فاصلے پر چاہیئے (۷۲) وہاں کے مکانات کس ساخت کے بنے ہوئے ہیں؟ خام ہیں۔ یا پختہ یا لکڑی پتھر کے ہیں؟ (۷۳) ہوا اور شعاع کا اُن میں پورا گزر ہوتا ہے یا نہیں؟ رُخ تو نہیں مڑتا؟ سامنے سوری تو نہیں ہے؟ (۷۴) سب موسم کے لحاظ سے آرام دہ ہے کہ نہیں؟ اگر اچھا مکان

ہے تو اسکا فوٹو لو۔ گلی کوچے تنگ ہیں کہ کشادہ۔ صاف ہیں کہ میلے؟ عدر رڈو زمین دوز ہے کہ سطح رو؟ وہاں داخل ہونے سے پہلے کس قسم کی بو محسوس ہوتی ہے؟ کچی یا پکی۔ وہاں سڑک ہے یا نہیں؟ سڑکیں کتنے میل میں ہیں؟ سایہ دار ہیں یا بے سایہ یعنی دو طرفہ درخت ہیں کہ نہیں؟ کہاں کہاں پل ہے۔ کس انداز سے ہو کتنا لمبا چوڑا ہے۔ مضبوط ہے کہ کمزور۔ اُس میں محراب کتنے انچہ اور فٹ کی ہے؟ کہاں کہاں میل اور پُل کی ضرورت ہے؟ سڑکوں کی مرمت کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے میں کیا کیا دشواریاں ہیں؟ وہ سب سامان کتنے فاصلے پر ہے کہ کام کرنے والوں کو دقت یا سہولت ہوا کرتی ہے؟ سہ زد شواری کار از کار رفت کا کا مضمون نہ ہوتا ہو؟ وہاں سڑکوں کے دورویہ درخت کو کاٹنا۔ یا نقصان پہونچانا جرم سمجھا جاتا ہے۔ یا نہیں؟ میونسپلٹی کا بندوبست۔ گلخن کا بندوبست۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کا بندوبست۔ آب رسانی ۔ ہوا رسانی ۔ تنویرات[1] رسانی۔ پوسٹ آفس۔ ٹیلیگرام۔ تھانہ۔ پولس سب کا وہاں بندوبست ہے کہ نہیں؟ اور اِن سب کی کسقدر تعداد ہے؟ اور کہاں کہاں ہیں؟ نمبر وار ہیں یا بے نمبروار؟ وہ جگہہ عام سڑک سے فاصلے پر ہے یا کیا؟ فن تعمیرات کی رو سے مکانات و آبادی وغیرہ سب ٹھیک ہے کہ نہیں؟ وہاں عام بازار یا ہفتہ واری بازار[2] لگتا ہے کہ نہیں؟ وسائل وزن تمام جگھوں کے برابر ہیں کہ نہیں؟ وہاں کیا کیا چیزیں عمدہ بنتی ہیں؟ وہاں کی کیا کیا چیزیں مشہور ہیں؟

(۱) روشنی (۲) ہاٹ وغیرہ

(۱۹۰)
ان کا پتا ہو رہا ان کیا ہے؟ گوشت تمام ہے تو کس وقت کیا ہیں؟ ہاں کس کس
پیشے کے لوگ ہیں؟ دودھ۔ گھی۔ تیل۔ آٹا۔ جنس۔ گوشت وغیرہ وغیرہ خالص فروخت
کرتے ہیں یا کچھ آمیزش کے ساتھ جس سے صحت اور دماغی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ
ہو سکتا ہے کہ ملک دولت پشتہا پشت ہو کر خراب ہو جائے کہ

(۱۹۲)
از تنور سرد مہیات است نان آید برون کا مضمون ہو + اسی طرح جانوران مریض
ذبح ہوتے ہیں یا تندرست؟ محض بچے بیچارے ذبح ہوتے ہیں یا سیانے؟ دربار خداوندگار
نے اس پر کچھ خیالات مبذول کئے ہیں یا نہیں؟ یعنی پبلک نے دربار خداوندگار
سے مقصود پبلک کا دربار ہے یعنی بار عام (کیونکہ پہلا دربار یہی ہے (اسی لئے ہم نے
تین دربار مقرر کئے ہیں۔ ایک کا نام دربار خداوندگار ہے یا دربار محلّے جس کو
پبلک کہیں گے۔ دوسرے کا نام۔ بارگاہ معلّے۔ یہہ تمام عالمگیر سلطنت کا دربار ہے
جسکے پادشاہ یا پریسیڈنٹ کو خاقان خواہ خداوند۔ یا سرور انجمن۔ یا صدر الصدور
کہیں گے۔ چاہے معین خاندان کا ہو یا غیر معین خاندان کا شمسی و قمری و نجمی و ارضی
سماوی و روحانی و ربانی سب خاندان برابر ہیں۔ نظام و ضرورت اور درجے کے
لحاظ سے فوقیت ہے۔ بایکدگر بیجا و رنج افزا فخر کی ضرورت نہیں۔ نہ بالادست کو حقیر
سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسلئے سب کے لئے حد ہے۔ اعضاء کی طرح اپنی اپنی حد
پر رہو۔ شخصی حکومت میں خرابی ہو تو جمہوری کرو۔ جمہوری میں خرابی ہو تو دونوں سے
مرکب کرو۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ تیسرے دربار کا نام درگاہ معلّے یعنی روحانی

یا خدائی دربار ہے۔ جسکے مستقل بادشاہ کو خدیو گیہاں و تاجدار۔ خواہ حضور یا فرمانروا کہیں گے۔ اور خدیو بیگم کو خدیجہ و تاج محل بیگم + نسلی تخز کی ضرورت نہیں۔ الخلق عیال الله اگرچہ سورج اور سراج کا فرق ہے مگر پھر بھی عالم انسانیت ایک شخصیت ہے۔ ایک رگ کٹے تو سراپا دکھ ہے۔

یہہ تین دربار اس لئے ہیں کہ دربار خداوندگار یعنی پبلک۔ پولیس کے ذریعہ سے بارگاہ معلےٰ تک خبر پہونچائے۔ کسی سخت و اہم معاملہ میں تینوں دربار اکٹھا ہوں اور معاملہ فیصل ہو) تو خالص چیز کا نہ بکنا (جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے) اور جھوٹے اشتہارات سے لوگوں کو دہوکا دینا۔ یہہ سب اہم معاملات سے ہیں + نسل و اخلاق و انسانیت و انتظام پر اسکا پورا اثر پڑتا ہے۔ جو فوراً قابل پرسش ہے سرناخن چوسر بلند شود قطع لازم است۔ خیر یہہ ایک جملہ معترضہ تھا جو سخت ضروری سمجھہ کر بیان کیا گیا اب اسکے بعد ضروری بات یہ ہے کہ یہہ بھی دیکھا جائے کہ ملک میں کسقدر ساد ہو۔ ناگے ننگ دھڑنگ۔ جٹا دھاری بسنت یا جہنت۔ مفت خورے۔ گیسو دراز خان فقیر بے خانماں۔ کچھ بیٹھے خانہ بدوش مشائخین ناکارہ (۹۵) و بے فیض خلوت نشیں ہیں۔ اور بجائے خود کمانے کے لوگوں کی کمائی مفت کھاتے ہیں اور نذرانے لیتے ہیں۔ نذرانہ بجز ہادی برحق اور اسکے خاندانی و نسلی جانشین کے کسی کو زیبا نہیں۔ اگر نسل ہے مگر جانشین نہیں ہے تو اسکو بھی زیبا نہیں کہ سید و شیخ بنا پھرے۔ یہہ نذر اس واسطے ہے کہ اُس کا فیض اندرونی طور پر نذر دینے والی خلقت کی نسل میں سریان کرے جسکو کہتے ہیں کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی تم

نیلِ مرام کو نہیں پہونچ سکتے۔ جب تک کہ اُس چیز کو ہر شیٔ نامی خاندان سے دیبی۔ دیوتا خاندان کے سامنے دست بستہ بکمالِ ادب نہ پیش کرو۔ جسکو تم بہت چاہتے ہو۔ اور وہ محبوب شئے زر ہے۔

ہمہ مذہب و ملت در یں عالم زر است

اس واسطے زرینہ دعوت بہت علیا دعوت ہے۔ چنانچہ اسی پر تمام چیزوں کا دار و مدار ہے کہ جسکے خون میں کثرت سے سونا۔ چاندی۔ اور بجلی کا حصہ نہ ہو تو وہ خدا بھی نہیں ہو سکتا۔ یہہ عنصرِ زرینہ عورتوں میں عام طور پر بہت ہے اسلئے یہہ زیادہ تر واجب الاحترام ہیں۔

اس جگہہ چونکہ عورتوں کا ذکر آگیا ہے۔ اور یہہ بھی معاملہ قابلِ غور و فیصلہ طلب ہے اسلئے جملہ معترضہ کے طور پر یہیں کا یہیں فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی نہ کسی جگہہ اسکو بھی فیصلہ کرنا ہی تھا۔ چنانچہ وہ فیصلہ کُن جملہ معترضہ یہ ہے۔

جُملہ معترضہ

فضائل النسوان

نظم

فتنۂ محشر بپا شد در عناصر زادنش رونقِ حسن و تجلّی را بجوئی دادنش

از متانت با لباسِ فاخرہ۔ استادنش | چترِ زلفِ عنبرین را۔ در ہوا بگشادنش
بر لبِ نازک سرِ انگشت را۔ بنہادنش | چشم را گہ بر تغافل۔ گہ بہ نو وا دادنش
اہلِ حال و قال و نقالانِ عالم زاہدیں | سنتِ زن سکاکل آرائی و ہم بکشادنش

صرف از تارِ نگاہش جملہ یحییٰ[1] را کشد
زیں سبب شد۔ خوش نصیبی سخت عزت دادنش

پھر عورتوں کی بے حرمتی کسقدر نازیبا ہے۔ پھٹکار ہے اُس پر جو ایسا کرے دیکھو اسب چیز میں سعد و نحس کو دخل ہے۔ اسی طرح زن و مرد میں بھی ہے۔ مگر عورتیں عموماً آفتاب و مجذوب و مستور محلول و مالوہ خواہ ولی یا مرگا کی طرح کچھ ایسی مدہوش و مست ہوتی ہیں کہ اُن کو اپنی روشنی و تجلی۔ قوتِ جاذبہ و نور۔ اور مشکیت کی خبر نہیں کہ اُن کے نافہ میں کستوری ہے۔ اسلئے اپنے سے غیر کو مشکین اور بے درد سمجھنے لگتی ہیں۔ یہہ بھی اُن کی محبت کا کمال[1] ہے۔ اسی کمال[2] سے مردوں پر غلبہ حاصل کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسی تغلب و تصرف کے سبب سے اکثر بیٹی یا اولادِ اناث جن دیا کرتے ہیں مغلوب کو اپنی ذات بنا لیا کرتی ہیں جیسے آگ دھوئیں کو آگ بنا لیا کرتی ہے۔ اگر عورت[4] اور مرد دونوں کی تعلیم یافتہ پلیٹن ہو تو بہت زیادہ یقین کا حصہ نترایب حال ہے کہ عورت کا تخلیہ ہو۔ منطق[5] و فلسفہ عورت کے دربار میں کہد وانت ہیں ٭ انکو مات کرنا مشکل ہے[6]

آب را از پنجہ گوہر کشیدن مشکل است

(۱) زندہ (۲) عزرائیل ز سنسکرت میں۔

لوگ کہتے ہیں کہ پرانی دنیا تو حوا کے سبب سے ظاہر ہوئی۔ اور نئی دنیا کولمبس[9] سے۔ بامداد ملکہ اندلس۔ گو یا دین و دنیا صرف عورت کے وسیلے سے نمودار ہوئے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ آدم کو خدا نے حکم دیا تھا کہ گیہوں نہ کھانا ! مگر حوا نے آدم کو حکم دیا کہ ضرور کھانا ! چنانچہ آدم نے کھالیا۔ ایسی حالت میں خدا کا حکم منسوخ ہو گیا اور حوا کا حکم نافذ ہو گیا + شکتی۔ پرم شکتی پر غالب آئی + گویا باطناً خود ہی یہہ حجت فرمان الٰہی ٹھہری۔ کیونکہ معشوق تو فرمانروا ہوتا ہی ہے۔ فرماں بردار تو ہوتا نہیں ہے اس سے اُن کی محبوبیت و معشوقیت ثابت ہوئی۔ چنانچہ عورتوں کا نام[8] معشوق[1]۔ جان[2] حیات۔ یا حوا۔ اور لاڈو رکھا ہی گیا ہے۔ یعنی لاڑ اور پیار والی۔ جسکی عربی الہ کا لفظ ہے۔ اب یہ کیا ہوئیں ؟ قابل غور بات ہے + غور کرو اگھر کا انتظام عورت ہی کر سکتی ہے۔ مرد سے نہیں ہو سکتا + مادہ[10] مدھکھی جسکو نحل کہتے ہیں وہ بغیر امداد یعسوب (نحل نر) انڈے بچے جس طرح دیتی ہے اُسی طرح چند عورتوں کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے بغیر امداد کسی مرد کے بچہ دیا اور وہ دودھ پیدا ہوا ہے۔ گویا سمارونغ[1] نکلا تو بے تخم کے۔ جیسے پودینہ وغیرہ۔ مگر مرد نے بغیر امداد عورت کے بچہ نہیں دیا۔ اگرچہ حال میں ایسا بھی مشہور ہوا ہے لیکن سربرآوردہ و رفیع الشان شہرت نہیں ہے۔ عورتوں کو تریا[11] کہتے ہیں یعنی تین زبردست طاقتوں کا مجموعہ۔ مرد کو یہہ لقب حاصل نہیں + ابن[12] مادر کہنے میں شک نہیں رہ سکتا مگر ابن پدر کہنے میں بہت سے مقامات میں شک رہ سکتا ہے

۱؎ گل گل۔ یا سانپ کا چھاتا۔ خواہ کگرمتا۔

کہ بالتحقیق وہ کس کا بیٹا ہے؟ ابن الغیب ہے یا ابنِ حاضر؟ گویا ولدیت پر پورا
پورا ماں کا قبضہ ہے۔ باپ کا مشکوک + اسلئے عورت مقدم[1] ہوئی۔ عورتوں کا
ظاہر و باطن اکثر الاکاثر ٹماٹم[2] کے جیسا ہوتا ہے کہ وہ اندر باہر سرخ ہی سرخ ہوتا ہے،
ایسا نہیں کہ جیسے اور چیزیں ہیں ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ عورتیں النّجمُ بینَ الرّیحین ہیں یعنی
جنین یا بچے کی سانس اور عالمِ اکبر کی سانس کے بیچ میں اُن کی سانس ہے۔ مرد کو
یہ بات حاصل نہیں۔ عورتیں بیناوِ تختیں ہیں کیونکہ جو کے کھیت میں خود بخود گندم نہیں
اوگتے مگر گندم کے کھیت میں جَو خود بخود اوگ جاتے ہیں تو عورت گندم ہے۔ اس کو
گندم سے پوری نسبت ہے۔ مشہور ہے کہ آدم نے گیہوں کھایا یعنی حوّا کو بیوی بنایا
چنانچہ اگر عورت کے قارورے سے گندم سیچا جائے اور وہ مفلوق ہو کر روئیدگی
و میدگی اختیار کر کے نشو و نما پانے لگے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکی مکمل نسائیت میں کسی طرح کا فرق
نہیں ہے۔ یعنی مریضہ خواہ بانجھ نہیں ہے۔ اگر نہیں اوگے تو اسکے خلاف سمجھنا چاہیئے +
اسی طرح جَو کے حق میں مرد کے قارورے کا اثر سمجھا جائے + اسلئے عورت پہلے
پیدا ہوئی۔ اور استثنائے مکمل پیدا ہوئی ہے نامکمل نہیں۔ اسکے خلاف نظیر نہیں تو
وہ جو پہلے پیدا ہوگا تو اسکو پہلے بود و باش و خورد و نوش کی حاجت ہوگی + جسکو پہلے
حاجت ہوگی وہ پہلے رفعِ حاجت کے لئے تدبیریں سوچے گا + وہی پہلے اُس کے متعلق
ایجادی کرشمہ دکھلائے گا + اسواسطے عورت نے پہلے بود و باش و خورد و نوش کے

(۱) کچھ ضرورت نہیں کہ مقدمہ کہا جائے۔ (۲) لال بیگن۔ اس میں میم نسبت کی ہے۔ جیسے بیگم۔ خانم۔ ننیم۔ ماتم پیتم۔ منیم۔ بالم میں

... پیدا اور ایجاد کئے۔ سب سے پہل موجود ہونے کا فخر اسی کو حاصل ہوا۔ چنانچہ

پرورش و پرداخت یا وہی انڈا بچہ سینے کے لئے پردہ یا تقسیم خورد و نوش کے سامان

ایجاد اور مہیا کرتی ہے۔ بچوں کی پرورش[16] یا دودھ یا مال کے ذمہ ہے۔ گھر دوار[17]۔ اور

بچھونے کے صاف صوف کرنے کے لئے جھاڑو اور صفائی کی بھی یہی موجدہ ہے[18] چونکہ

اسکا نام عورت ہے یعنی صاحب ننگ اسلئے یہی مردوں کی ننگ و ناموس ہے

اسکو ننگ پوشی کے لئے زیادہ لباس کی ضرورت ہے۔ جاننگیہ اسکو کافی نہیں

پھر بچوں کو ڈھانپنے اور چھپانے اڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔ اسلئے کاتنا بننا

سینا پرونا سب پہلے اسی سے ایجاد ہوئے۔ اگرچہ پہلے پہل اسنے پتے یا چمڑے

وغیرہ سے کام لیا ہو۔ اور اُن کو تنکوں یا کانٹوں سے جوڑ کر کاربرآری کی ہو

تو پارچہ بافی و خیاطت کی ابتدا پہلے اسی سے ہوئی۔ لہذا نسّاجی و خیاطت کی بھی

یہی موجدہ ہوئی۔ جیسے مکڑی اور بئے نے قدرت سے سیکھا۔ اسنے بھی قدرت

سے سیکھا۔ اسکے خون اور دودھ سے بچے میں حملہ طاقت آئی۔[19] چاہے بادشاہ

ہو یا اوتار۔ اسواسطے معماری و رزّاقی و ستاری و نساجی و خیّاطی و صفائی پہلے عورت

سے عمل میں آئی۔ جس قدر اسکے جامے سے دودھ اور خون نکلتا ہے[20] اگر مرد کے

جامے سے نکلے تو اسکی بُری گت ہوجاتے۔ دیابیطس اور شکر اُگلنے کو تو برداشت

نہیں کرسکتا۔ خون اُگلنے کو کیا برداشت کرے گا۔ جوانی کا اچھی طرح منہ نہ دیکھ سکے

عورت کے ماہواری خون میں وہ طاقت ہوتی ہے[21] کہ اگر نیا پودا اُس کے ہاتھ سے

نشست
انگھٹر دا گر دوسری جگہہ نصب کرایا جائے تو اُسکی جسمانی بجلی کی حرارت کو وہ برداشت نہیں کرسکتا اور نشو ونما کی طاقت کھو بیٹھتا ہے۔ اسلئے ایسی حالت میں اُس کے ہاتھ سے روٹی اور بخت وپز بہت مناسب نہیں نہ کہ ناپاکی کے سبب سے۔ سو یہ بات بھی مرد کو حاصل نہیں۔ عورت[22] کی جسمانی بجلی کی حرارت بحالتِ صحت۔ جو بخت وپز میں سرایت کرتی ہے۔ وہ کہیں مردانہ باورچی کی بجلی سے قوی ہوتی ہے۔ عورت[23] سخت تپش کے زمانے میں بھی چولھے یا آگ کے پاس گھنٹوں بیٹھ کر کام کرسکتی ہے۔ بخلاف مردوں کے۔ سب[24] پر آگ پانی غالب ہے۔ آگ پانی پر فنا غالب ہے۔ فنا پر ہمہ اوست کا مفہوم۔ اسی طرح عورت سب پر غالب ہے۔ بچہ[24] و زچہ کے دفعیہ علالت کے لئے پہلے عورت ہی نے دوا دارو ایجاد کی۔ اسلئے ایجاد طبابت کا طُرّہ بھی اسیکے سر رہا+ ٹوکری[25] کھانچہ (خوانچہ) بنا کر اُسمیں بچے کو رکھ کر جھلانا صاف کھہ رہا ہے کہ ٹوکری اور گہوارے کی موجدہ بھی عورت ہی ہے۔ بچہ[26] کی حفاظت کے لئے چقماق سے آگ نکالکر لکڑی جلاکر روشنی پیدا کرنا۔ اور روشنی کو ہوا سے بچانے کے لئے آنچل یا کسی اور چیز سے اوٹ قایم کرنا سائنس اور لالٹین کی ایجاد کی ابتدا ہے+ انسان کی منطقیہ تعریفات میں سے ایک نو ایجاد تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ اَلْاِنْسَانُ طَبَّاخٌ یعنی انسان وہ ہے جو پکا کر کھائے۔ اور حیوان وہ ہے جو پکا کر نہ کھائے۔ تو عام طور سے پکانا چرہانا۔ اور مرد سے اچھا پکانا چرہانا۔ اور رسد پانی۔ چولھا۔ چکی۔ سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور[27] چولھے چکی کی بھی موجدہ ہے۔ آج بھی بچپن میں اِس کا یہی کھیل ہے۔ چونکہ اسے بچوں

کو لوری کھلانی پڑتی ہے۔ گنگنانا پڑتا ہے۔ اسلئے پہلے زباندانی اسی سے ایجاد ہوئی (۲۹)
پھر اُس زباں دانی کے اندر لوری کی خاطر تک میں تک ملانا بھی ضروری تھا جو گانے (۳۰)
کی صورت پیدا ہو سکے۔ اسلئے شاعری اور موسیقی کی بھی یہی موجدہ ٹھہری + چنانچہ اسکا (۳۱)
گلا مردوں کی بہ نسبت ایک اچھا خاصہ اُغنیہ یا باجا ہے۔ اب رہا دستی باجا جسکو مزبار (۳۲)
کہتے ہیں وہ عورتوں کی چٹکی۔ تالی۔ تھپکی۔ جھنجھنا سازی اور ڈھولک اور چوڑی سازی
گھنگرو گری سے ایجاد ہوتا گیا۔ کیونکہ بچوں کو بشاست ومسرت اور راحت وآرام رسانی
کے لئے ان سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ نیز (۳۳) عورتوں کو بچوں کے اندر دلچسپی
پیدا کرنی پڑتی ہے اس لئے انھیں چھتیاں۔ پہیلی۔ کہانی۔ ایجاد کرنی پڑی اسواسطے
اسے سخت وزبردست حافظے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ خدا کی طرف سے اُسے دیا گیا ہے
جب ہی اسکو نسخہ جاتِ ادویہ۔ جھے بچے کی فہرست۔ مہمان کی آمد ورفت رکرسی نامہ
نام بنام۔ واقعات وحادثات زبانی یاد رہتے ہیں۔ اس قدر مرد یاد نہیں رکھ سکتا +
(۳۴) پہلے فنِ کلالی وسفالی۔ اسی نے ایجاد کی کہ مٹی کی ناہموار پیالیاں بنائیں اور
آگ میں جلائیں کہ بچوں کو بجائے چلو سے پانی پلانے کے انھیں پیالی سے پانی پلائے۔
اب فنِ کلالی ترقی پاکر کتنا ہی کچھ اعلےٰ پیمانہ پر پہونچ جائے یہ دوسری بات ہے۔
بڑوں کا تو کام ہے کہ فقط مدد دے دیں اور ماتحتین اُسکو انجام تک پہونچائیں۔ بس
اُسنے مدد دے دی۔ چونکہ اسے بچوں کو کھلانا کودانا۔ ورزش کرانا پڑتا ہے اسلئے
ورزش اور رقص وتماشے کی وہی موجدہ ٹھہری۔ چنانچہ آج بھی سرکس میں عورت زیادہ تر

یا رقص دکھلاتی ہے۔ تنے ہوئے رسے پر تھالی کے اندر سر رکھ کے آسمان کی
طرف پاؤں بلند کر کے سر کے بل دوڑتی ہے۔ سر پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا بے تکلف
رکھ کے چلتی ہے + تمام عالم تماشہ گاہ ہے۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ بجلی۔ دھواں
زلزلہ۔ آنکھ کی پتلی۔ نبض و قلب۔ تنفس و دوران خون۔ فکر و خیال وغیرہ وغیرہ سب حلقہ
میں ہیں۔ ناچ رہے ہیں جسکی نقل پوری طرح سے عورت اُتارتی ہے۔ یعنی خوب
ناچتی ہے۔ (۲۶) قدرت نے عورتوں پر کثرت سے نعمتیں حلال کی ہیں۔ جیسے رنگین پوشش
زیورات وجواہرات کا استعمال۔ اگر یہ استعمال نہ کریں تو ان چیزوں کی قدر و قیمت کچھ
نہیں۔ اور اُن کے استعمال کئے جانے کا فریضہ اور اُس فریضے کے حقوق نہ ادا ہوں
اُن کی حق تلفی ہو۔ یہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ ہاں امرد ہونے کے پہلے یا وہ رو
امرد ہونے کی صورت میں کچھ دنوں تک وہ بھی استعمال کرے تو زینت بخشا معلوم ہوگا۔
تو یہ رنگین پوشش و درخشانی جسکو پہلے حاجت ہوئی۔ اُسی نے پہلے تلاش بھی کیا ہوگا۔
اسواسطے رنگ وغیرہ کی بھی موجدہ عورت ثابت ہوتی ہے۔ (۲۷) درخشانی کو نورانیت سے
تعلق ہے اس لئے نورِ الٰہی کی بھی یہی ملکہ ہے گو اُس سے بوجہ شدت حصول بے خبر ہو
(۲۸) تمام جانداروں میں نر خوبصورت ہوا کرتا ہے۔ مگر انسانی عالم میں برخلاف اسکے عورت خوبصورت ہوتی ہے (۲۹)
مردوں کے منہ پر جنگل جھاڑی لگی رہتی ہے تو اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ وَ یُحِبُّ الجَمَال جبھی متشابہ مخنث
عورتوں کی نقل کر کے زلف و کاکل و رنگین پوشش و حنا بندی۔ صندل۔ کاجل وغیرہ اختیار
کر کے محبوبیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حال و قال نام رکھ کے رقص و تماشہ دکھلاتے ہیں

یہاں تک کہ خود کو علتِ ناگفتہ بہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پورے کلجگ پر شاہ۔ یا کھلے خاں بہادر۔ یا رسوا شاہ خواہ روسیاہ اکثر بنجاتے ہیں۔ جسے علت المشائخ کہتے ہیں۔ بعض دو رخے اور سہ رُخے ہو جاتے ہیں تو ؎

بیک دُر نشاید دو سُوراخ سُفت

اسی سبب سے عرفانِ اصلی و تصوفِ روحانی بدنام ہو گیا۔ اور مشایخی و شیخت کو روک دینے کی فوری ضرورت آن پڑی ہے۔ زلف میں[39] چونکہ بل دینا پڑتا ہے اس لئے رسی کی ایجاد بھی ضرور پہلے عورت سے ہوئی ہے۔ اُسنے بال میں بل یا غیروں نے اور چیزوں میں۔ مگر جسکو بھوک نہیں وہ کھانے کے صحیح لطف و مزے سے آگاہ نہیں۔ تو جس کو رِحم نہیں اُسے اختناق الرحم کیا ہوگا؟ اِسکا وہ دعویٰ نہیں کر سکتا + اسی طرح جسکے پاس عقل و نورِ ایمان نہیں وہ انصاف کیا کرے گا؟ کہ فلاں بات سچ ہے اور فلاں بات جھوٹ۔ اسلئے وہ عورتوں کی حق تلفی کرے گا اور اُن کی عظمت کو چھپائے گا۔ تو ترقی و تنزلی دو ہی باتیں ہیں جسنے اچھا کیا زور پکڑا۔ اوپر چڑھا۔ جسنے بُرا کیا۔ کمزور ہوا نیچے گرا۔ تو یہہ نیچ لوگوں کا مقولہ ہے کہ عورت گھٹیل ہے۔ جبکی عورت قید۔ اُس کا مرد قید اُسکو آزاد و حاکم سے کیا نسبت؟ جیسی نیت ویسی برکت؟ ؎

مکافاتِ عمل از ہیچ کس رشوت نمیگیرد

نیند[40] ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔ یہہ بھی عورت کی مٹھی میں ہے۔ کہ جس وقت چاہا سو گئی + بیداری[41] کس قدر مشکل کام ہے سو وہ بھی اُسکی مٹھی میں ہے کہ خطرے کے وقت

اور ذی فراش مریض کی خدمت کے لئے لگاتار اور شب و روز جگتی رہتی ہے = اسکو زیبا ہے۔ تیمار داری[۴۲] کے فریضے کی ادائی عورت سے بڑھکر مرد نہیں ادا کرسکتا اسکو جنگ احد وغیرہ کے بھی وقت میں لوگوں نے محسوس کیا ہے۔ اور یہہ فریضہ عورتوں کے سپرد ہوا۔ اور انھوں نے اُسے بالکل بے حجاب ادا کیا ہے۔ حجابی و بے حجابی عاصمہ کے لئے یکساں ہے ؎

خانۂ شطرنج را کے حاجتِ دیوار ہست

عورت[۴۳] خوب محنت کرتی ہے + تھکتی نہیں + ہارتی نہیں + دکّانِ[۴۴] حسن فروشی و عیش و نشاط کو مدت ہا مدت تک بے تکان چلا چکی ہے۔ مگر مرد اپنی مردی کی حیثیت سے وہ ایک گھنٹے لگاتار نہیں چلا سکا۔ عورت ایک منٹ کے لئے بھی مرد ہونا پسند نہیں کرسکتی۔ بخلاف مردوں کے کہ یہہ عمر بھر عورت ہونا پسند کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ہیجڑے زنخے۔ دورخے گواہ ہیں۔ ساری[۴۵] برات اور ڈاکٹر بلکہ دنیا بھر کی گواہی دولھے کی مردانگی کے حق میں بے کار ہے مگر صرف ایک دولھن کی گواہی قابل یقین ہے۔ جسکی تصدیق عورت اور آلاتِ امتحانیہ کرسکتے ہیں۔ تو جس طرح نامرد کی قدر و قیمت عورت کے نزدیک ہیچ ہے۔ بلکہ ساری خلایق کے نزدیک حتّٰی کہ خود اُسکے نفس کے آگے بھی۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ صاحبِ صفات ہو۔ اِسی طرح کافران و مجحود[۱]۔ نافرمان و مردود۔ نافرجام و مطرود۔ کی قدر و قیمت خدا و خداوند کے نزدیک ہیچ در ہیچ ہے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ

(۱) بُرے لوگ۔

وہ خود کو دینیدار کہتے ہوں۔ کیونکہ فلسفہ اصول بتلاتا ہے منطق صحت و غلط کی چھان بین کرتی ہے۔ سائنس عملی جامہ پہنا کر صحیح نتیجہ بتلاتا ہے تو ان تینوں کی گواہی اُن کی دینیداری کے بارے میں خلاف ہے۔ دیکھو کتنے ہی کچھ (۴۷) انیقدر آں قدر بال بچے ہوں مگر سب کو ایک عورت سنبھال لے سکتی ہے۔ اپنی ذاتی ربوبیت سے اُن کی پرورش و نگہداشت پر غلبہ حاصل کر لے سکتی ہے۔ بخلاف مردوں کے کہ وہ نہیں کر سکتے۔ تو وہ جو بچوں کے جیسے میموں خصائل کی پرورش و نگہداشت کر سکتی ہو وہ جوانوں اور خلق خدا کی بھی کر سکتی ہے۔ وہ ملکہ بن سکتی ہے۔ اُسکا ملکہ بننا خلافِ دین و مذہب نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب اُسکا سگی یا قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ جیسا کہ آجکل کہیں کہیں ہے جسکو لوگ دین و مذہب کے خلاف سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دایماً ابداً صورت نساء پر ناجائز طریقے پر بجمیع الوجوہ صورتِ رجال قوّام و غالب سمجھا جاتا رہے۔ نعوذ باللہ من ذالک یہہ رائے ماضیہ یا رائجہ غلط ہے۔ کیا بی بی حوّا۔ بی بی مریم۔ بی بی فاطمہ۔ بی بی انگیرا دکھن کی بیگم۔ تارا بائی۔ چاند بی بی۔ زیب النساء۔ موجودہ زمانہ کی صوفیۂ و نبیہ بی بی اینی بسنٹ وغیرہا سب کی ذاتی عظمت کو بالائے طاق کر دینے کا خیال ہے؟ نہیں ہو سکتا

باطل ست انچہ مدعی گوید

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

(۴۷) عورت پرستدتِ ربوبیت کے سبب سے (۴۸) مصنوعی عبادتیں اسقدر فرض نہیں جس قدر مردوں پر + (۴۸) عورتوں کو قدرت کی طرف سے بلا مفہومِ نقص کمال سب چیزیں اعلےٰ ملی ہیں۔ ان کے

سب حواس و قوے تیز ہیں۔ ان کے قواے تعلیمیہ تیز۔ قواے مقصود تیز۔ و قواے عاقلہ تیز
کہ آنا کا تبینیٔ و جاسوسی کے محکمہ کو جلا دینے والی۔ کیسا ہی کوئی شخص ہو اُسے چشم زدن میں
بے وقوف بنا کر فریب دیدینا اور گرفتار کر لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بقول انکے

مجھکو کرنا ہے آخر تسلیم
اِنَّ رَبِّی بِکَیدِ ہِنَّ عَظِیم [1]

(۴۹) یہہ ولادت کی تکلیف کو جانتے ہوئے بھی بچوں کو پیار کرنے سے نہیں ہٹتی ہیں۔ سچے
پیار سے پیش آتی ہیں۔ اپنی بوٹی نوچکر کھلا دینے کو تیار ہوتی ہیں ان کو پیار کرنے کی یہانتک
عادت پڑ جاتی ہے کہ انکی خمیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انکو ہمیشہ پیار ہی کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ اسلئے
یہہ خود ہی خدا کی پیاری ہیں۔ سراپا روح القدس ہیں۔ بی بی مریم کا نام بھی روح القدس ہے
(۵۰) انکو لکنت کا عارضہ کم دیکھا گیا ہے + یہہ اکثر ضرب المثل میں بات کرتی ہیں۔ یہہ ضرب المثل
(۵۲) کی بانی ہیں۔ مَا قَلَّ وَ دَلَّ [1] جَوَامِعُ الکَلِم [2] اور بَدَائِعُ الحِکَم [3] بات کرتی ہیں [4]

ضرب شمشیر تیز ندارد۔ اثر ضرب مثل

(۵۴) یہہ ان کی خوبی ہے۔ عورتوں کے سامنے مردوں کو اپنے جوہر دکھلانے میں تقویت
پہونچتی ہے۔ اور اُن کی شاباشی سے دل بڑھجاتا ہے۔ چنانچہ جانوروں میں جس دم مادہ
سر ہلا کر داد دے دیتی ہے تو نر کا جی نہال ہو جاتا ہے۔ جیسے تیتر کو دیکھو۔ تیتر کو دیکھو
کہ جنگ کے وقت تیتری اُسکو شاباشی دیتی ہے تو خوب لڑتا ہے۔ اسلئے شکست کے

---

(۱) اے خدا یہ عورتیں بڑی مکارہ ہیں۔ (۲) قلیل کے اندر دلیل بہت ہو (۳) کلام جامع (۴) حکمت سے بھرا ہوا۔

مقام پر ہر ایک مرد اپنی بیوی سے اوہر اُدہر کے عذر لنگ پیش کردیتا ہے۔ گویا وہ
کسی طرح شکست نہیں کھا سکتا تھا۔ مگر اس میں فلاں قسم کی بات پیدا ہوگئی۔ یا خود
آپ نے پہلوتہی کی۔ تا کہ اُس کی عزت اسکی آنکھوں میں ٹربی رہے۔ جہاں عورت (۵۵)
صحاشہ ہو وہاں فحاش کا میلا جھمیلا لگ جاتا ہے۔ آبادی ہو جاتی ہے۔ لوگ دوڑتے
چلے جاتے ہیں۔ گویا ایک انار صد بیمار۔ ایک انگور صد زنبور کا مضمون ہو جاتا ہے

واقعی ؎
ہر کجا چشمۂ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

سمت ٹھیک ہے کیا اب بھی شک ہے؟ ہرگز نہیں ہونا چاہئیے۔ لیکن جہاں مرد
ہو تو یہہ اُمید نہیں۔ کہ ایسا میلا جھمیلا ہو۔ مگر ہاں عورتوں کے لالچ میں کیسر یا بانا
بدل کے۔ اللہ والا بنکے کسی جگہہ بیٹھ رہے تو البتہ جہال کا میلا جھمیلا ہونے لگتا ہے
لیکن کبھی نہ کبھی ظاہر ہی ہو جاتا ہے کیونکہ ؎

فربہی شئے دگر و بلغم و اورام جدا است ــــ تو

خدا رسیدگی اور چیز ہے۔ مکاری اور چیز ہے۔ غواص پہچان لیتا ہے کہ موتی کہاں ہے
(۵۶) ترجو ہے سو مادہ کے استمام کے لئے مستانہ وار چھلکو بنا رہتا ہے۔ یہہ عورت حیات (۵۷)
کی ہستی ہے۔ مزید الحیات ہے (۵۸)۔ قبہ نور ہے (۵۹)۔ نور کا بقعہ ہے (۶۰)۔ سراسر خون و حیات
ہے۔ نبوت (۶۲) کے معنوں میں سے پیشینگوئی۔ اور اُبھراہٹ یا بالیدگی کے بھی معنی ہیں
سو عورتوں کی نبوت تاب جوانی کی اُنشانی بالیدگی پیشینہ ہے۔ عورت راہ ظلمات (۶۳)

کی فطرتاً صراطِ مستقیم ہے۔ راستہ۔ طریقہ اور مذہب ہے۔ مرو راہی ہے۔ راہی تھکے راستہ نہ تھکے لَقَدۡ سُرَّ مَنۡ رَاٰہَا[1] کا مضمون ہے۔ عورت کی رفتار میں طاقت و کشش اسکی گفتار میں کشش۔ اسکے طور و اطوار میں کشش۔ اسکے دیدار میں کشش۔ اسکی چال ڈھال میں کشش۔ اسکے حال قال میں کشش۔ اسکے خط و خال میں کشش۔ اسکے حسن و جمال میں کشش۔ اسکے عرضِ حال میں کشش۔ اسکے جاہ و جلال میں کشش۔ اسکے لب و رزال میں کشش اسکے رنج و ملال میں کشش۔ گویا کہ اسکے بال بال میں کشش ہے۔ بس بول دو کہ ؎

ابراست و بہار و ہوا ہم مزہ دارد

برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

کا مضمون ہے۔ اسکی حیا۔ خموشی و گویائی سب بات میں طاقت و کشش بھری ہوئی ہے ایک زبردست بجلی کا کوڑا۔ اور موت کا شیریں طمانچہ ہے۔ سراپا کہربا اور مقناطیس ہے جیسے آفتاب اور قوائے غیبیہ خالص کشش ہیں۔ اسکا نام نسا ہے یعنی کائن و کائنات و ما فیہا سب کو بھلا دینے والی۔ غم غلط کر دینے والی۔ طاقت و کشش۔ پردہ دری و پردہ داری سب اسکے اختیار میں ہے۔ یہ پوری پوری سکتی ہے۔ جسکے پاس عورت نہیں اُسکا گھر ویران ہے۔ وہ آدمی بے آبرو سمجھا جاتا ہے۔ اُسکو کوئی جلدی قرض و دین و مستعار نہیں دے سکتا۔ لین دین سے پرہیز کرتا ہے کہ یہ بے گھر و در اسکا کیا اعتبار ہے۔ اور اُسکا دماغ برابر نہیں رہتا اُسکی تجارت و زراعت و صحت و تندرستی میں

---

(۱) مسرور ہوا جسنے دیکھا۔ یا منزل کا ٹی۔

برکت نہیں ہوا کرتی اور سلیمان کی صحبت کا قصہ تم نے توراۃ میں دیکھا ہوگا وہ قصہ شاہد ہے
کیونکہ تجارت و زراعت و تندرستی میں بہت بڑا ہاتھ عورت کا ہوتا ہے۔ یہی کھیتوں کو
اَلَم غَلَّم۔ الائے بلائے [68] سے صاف و پاک کرتی ہے۔ اچھے برے حق و باطل کو
ایسا چھان پھٹک کر نکالتی ہے جیسا کہ چھلنی۔ چوکر اور آٹے کو جدا کرتی ہے۔ یا سوپ
کنکر اور غلّے کو جدا کرتا ہے۔ [69] اور یہ دونوں چیزیں عورت کی ایجاد کردہ ہیں۔ [70] اسنے
کیا کیا نہیں ایجاد کیا ہے۔ [71] اسنے اور اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑوں اور لتّوں
کو صاف صوف کرنے کے لئے کھاری یا اور قسم کا برادہ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ فن
[72] قصاری (دھوبی کا فن) اسی سے پہلے عمل میں آیا۔ [73] اسنے مسکن کی پیش افتادہ
زمین میں پہلے اسی نے چھوٹی موٹی چیزیں بوئیں اور روپیں۔ جس سے زراعت اور
نخل بندی کی بنا پڑی۔ [74] بچوں کی خاطر پہلے اسی نے چڑیا مُنیا پالا پوسا۔ کتّے بلّی کو
باندھ چھاند کرنے کے لئے اسی نے کھونٹا کھونٹی گاڑی۔ [75] فن حفّاری کی بھی یہی موجد
ہے۔ [76] لوگ کہتے ہیں کہ اگر حاملہ عورت کی نگاہ مار سیاہ پر پڑ جائے تو اسکو کچھ نہیں
سوجھتا۔ ادھر اُدھر لوٹا پھرتا ہے۔ گویا اندھا ہو جاتا ہے تو یہ بات مرد کو حاصل نہیں۔
[77] لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اپنی مخلوق سے ماں کی طرح محبت ہے۔ باپ کی طرح نہیں۔
تو اس جگہ بھی ماں ہی بڑی رہی یعنی عورت۔ [78] بیشک عورت مستجاب الدعوات ہوتی
ہے اسکی منتیں پوری ہوتی ہیں۔ [79] یہ عورتیں جفاکش ہیں ولادت جیسی کرب و بلا میں
مبتلا ہو کر پار گھاٹ لگ جانا انھیں کا کام ہے۔ مرد کو دو چار روز انقباض ہونے کے لئے

اگر لبستگی اور خشکی کے ساتھ انبساط ہوتا ہے تو امان الامان پکارتا ہے۔ عرق عرق ہوجاتا ہے۔ اور ثقیل غذا سے پرہیز کرنے لگتا ہے۔ مگر عورتیں سب قسم کے بقولات[۸۱] کو چٹ کر کے ہضم کر جاتی ہیں۔ عورتیں مہد و شاہد کی سرکار ہیں۔ ان[۸۲] کی گود پہلا اسکول ہے۔ یہیں سے تربیت و ہدایت پہلے شروع ہوتی ہے۔ اب وہ تربیت و ہدایت جیسی ہو۔ وفاقی ہو یا نفاقی۔ خیراً ہو یا شراً۔ اچھی ہو یا بری۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی حالت سے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاگرد و اُستاد کیسے ہیں یا کیسے تھے کیونکہ ؂

شاگرد رفتہ رفتہ باُستاد میرسد

اسلئے ایجوکیشن اور ڈائرکشن۔ یا تعلیمات و ہدایات یہیں سے ایجاد ہوئیں۔ مرد[۸۳] اگر پاجی ہو تو عورت درست کروے سکتی ہے۔ لیکن اگر عورت پاجی ہو تو مرد نہیں درست کرسکتا۔ اگر عورت درست ہوسکتی ہے تو پھر عورت ہی سے درست ہوسکتی ہے۔ یہہ مدعیہ[۸۳] نہیں ہوتی بلکہ عملی طور پر ثابت کرتی ہے۔ یہہ[۸۴] مرد کو درست کرنے میں کبھی ملکہ و مادرِ مشفقہ بن جاتی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ بتلاتی ہے۔ کہ تم اتنی دیر سے کہاں تھے؟ ابھی حساب بتلاؤ۔ کیفیت پیش کرو۔ کبھی خواہرِ شفیقہ بن جاتی ہے اور محبوبہ تو ہی ہے۔ اور واقعی صحیح معنی میں یہی سچ مچ کی بیوی ہے۔ درجۂ تثلیث و توحید اِسی کو حاصل ہے۔ اگر شوہر[۸۵] فرزند بدبو سے بدبو مرض میں بھی مبتلا ہوجائے تو بلا ناک بند کئے ہوئے اور بغیر گھن ظاہر کئے ہوئے بھوکی پیاسی شب و روز خدمت کرنے کے لئے تیار ہے۔ سبحان[۸۶] اللہ! کیا رحم و محبت ہے۔ کیا خلق و مروت ہے

کیا حاؤ و وفا ہے۔ کیا تسلیم و رضا ہے۔ کیا صبر و تحمل ہے۔ کیا شکر و توکل ہے۔ کیا قناعت و ہمت ہے۔ سراسر رحمت و نعمت ہے۔ اگر کسی عورت کا اکلوتا بیٹا کسی سبب سے قریب الہلاک ہو۔ اور کوئی کہے کہ جب تک ماں بیٹے میں زوجیت نہ ہو لڑکا جی نہیں سکتا تو ماں راضی ہو جائے گی۔ اگرچہ اسکے بعد منہ نہ دکھلائے اور خود کو ہلاک کر دے یہہ دوسری بات ہے مگر کر گزرے گی کہ ؎

حیرت افزاید بحیرت آفرین صد آفرین

پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰے نسوان دایماً ابداً۔ ان کے آگے سر جھکاؤ۔ عورت اگر دعا مانگتی ہے تو سچے دل سے گڑگڑا کے دعا مانگتی ہے۔ منتیں مانتی ہے۔ عناصر و آثار و فطرت کو گواہ رکھتی ہے۔ پھر دعا قبول ہونے کے بعد ایفائے وعدہ کرتی ہے۔ اگر مرد صاحب اخلاق ہو۔ کمائت ہو۔ طاقتور ہو۔ اگر صورتگر ا ہو تو اور متزاد ہے۔ پھر عورت اُس سے خلع کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی۔ لیکن در انحالیکہ اُس کو سب طرح کی تکلیف ہو اور اُس کو خیال ہو کہ ؎

در حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت ما را

تو بے شک بے وفائی کر گزرے گی۔ کیونکہ یہی اُس کا علاج ہے۔ اس واسطے صحیح معنی میں عورت بے وفا نہیں کہی جا سکتی۔ نہ گنہگار ہو سکتی ہے۔ اُسکو یہی کرنا چاہئے کیونکہ مرد نے اُسے زندہ در گور کرنا چاہا اسلئے حفاظتِ خود اختیاری ضرور ہے کیونکہ ؎ ترا کہ دست نہ لرزد گہر چہ دانی سفت ۔ کا مضمون پیش آیا

اِس لئے اس کی مناسبت سے یہ باتیں عمل میں لائی گئیں۔ عورت[89] اکیلی مدخل ومخرج ہے۔ یہہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ عورت[90] نہایت دوست پرست اور وفادار ہے۔ اپنی سکھی سہیلین کو انتہا درجہ چاہتی ہے۔ بایکدیگر تحفہ وتحایف کے مراسم زیر مشق رہتے ہیں۔ اگر سکھی سہیلین۔ پڑوسن ہمنام ہے تو پھر کیا کہنا ہے۔ بایکدیگر میتن کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یعنی اے میری ہمنام میت یا ساتھی۔ اور بایک دگر بان وان رہتا ہے۔ واقعی یہی چاہیے۔ بس ۵

مخلوقِ خدا کُن زندگانی   بہ آداب و بہ اخلاق و بہ تہذیب

یہہ[91] بے صبر بھی بہت ہوتی ہے۔ اس میں صفات متضاد وجمع ہیں۔ جیسے خدا میں چنانچہ اگر کوئی اپنی بیوی سے یہہ کہے کہ سوکے اُٹھنے کے بعد تم سے ایک عجیب وغریب بات کہیں گے۔ تو پھر دیکھو کہ اب وہ ہرگز اُسکو سونے نہیں دیگی۔ گدگدائے گی نوچ نوچ کے اُٹھائے گی کہ ابھی کہدو۔ یہہ اُسکی بے صبری کی دلیل ہے۔ عورت[92] دولت کی سخت لالچی ہے۔ کیونکہ خود پچھی ہے کہ زر۔ زر کشند در جہاں گنج گنج کا مضمون ہے۔ اس واسطے یہہ اچھی بات ہے۔ عیب نہیں۔ کیونکہ ۵

خرس باش و خوک باش و یا سگِ مردار باش
ہرچہ باشی باش۔ لیکن۔ اندکے زردار باش

اور یہہ بہت ٹھیک ہے۔ پھر دیکھو کہ عورت[93] کفایت شعار بھی ہے۔ چندی چندی تاک کو جمع کر کے رکھتی ہے۔ کیونکہ اُسکو ہر مہینے میں ضرورت بھی ہے۔ یہہ[94] طوفانی بھی ہے

اتنی سی بات کو افسانہ کر کے بتلاتی ہے۔ جیسے خدا نے صرف یا انا کن انا کے مفہوم کو بزبانِ حال اتنی بڑی کائنات میں بیان کیا گیا

وائے بر قدرِ سخن گر بسخنداں نرسد

(۹۵) عورت بالعموم رقیق القلب۔ سریع البکا۔ اشک ریز۔ متکبر مزاج۔ صابرہ۔ شاکرہ۔ قانعہ۔ جفاکش ہے۔ رحیمہ پھر ظالمہ بھی ہے۔ بزدل پھر دلیر بھی ہے۔ کیونکہ بے انتہا غصہ ور ہے۔ ذری سی بات میں خود کو اور اپنے بچوں کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر کہیں نا جائز بچہ ہو گیا تو فوراً گلا گھونٹ کے مار ڈالنا اور ایک قطرہ آنسو بھی نہیں بہانا اسکا ایک ادنی کرشمہ ہے۔ اب اس فعل کے اندر کسقدر بے رحمی کو دخل ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اگر بچے کی صحت کے لئے اندھیری رات میں موسلا دھار پانی برس رہا ہو۔ اور اسکو کسی خطرناک جگہ سے مٹی اٹھا لانے کے لئے کہا جائے تو دلیرانہ وہاں چلی جائے گی۔ (۹۶) یہہ فرمین والوں سے بڑے راز دار ہوتی ہے۔ پھر راز کو فاش کرنے والی بھی ہے۔ تخم نا کمل کو مکمل کر دینے والی۔ اس لئے تخم جو ہے سو تکمیل پانے کے لئے اسکی آغوشِ رحمت میں آتا ہے۔ لہذا مرد جو ہے سو اُسکے لئے سخت غرضمند ہے۔ پہلے اپنی غرض ظاہر کرتا ہے۔ ڈھول تاشے کے ساتھ برات لئے ہوئے دروازے پر آ کے کھڑا ہوتا ہے کہ خدا کے لئے پناہ دو

(۱) اسے میں یا میرا حصہ جو عالم اور جزوِ عالم کی شکل میں دو سرا میں بنگیا ہے۔ سب مرحلے تمام کر کے پھر پہلے جیسا ایک ہی میں بنجا!

کہ ایک سے ان ایک ہو جائیں یعنی بنس پیدا کرکے بہت سے ہو جائیں۔ صرف میرا ہی ایک وجود رہنے کے منقطع نہ ہو جائے۔ اور اس ایک سے دوسرا ایک نہ ہو یہاں تک کہ لگاتار بہت سی اکائیاں دوئی کی صورت میں بڑھتی جائیں جسکو خاندان کہیں گے۔ لہذا اہل غرض کو چاہیے کہ ماتحت رہے (حاصکر جہاں پر سخت ضرورت ہو مگر یہ بقول اہل علم و صاحب ہوش کجا شخص فرو مایہ کند گوش۔ اس لئے اسکی تصدیق نہیں کرتے)[(۹۷)] چنانچہ عورتیں مردوں کو اپنی برابری کا نہیں سمجھتیں۔ انکا جھوٹا نہیں کھاتیں۔ اپنی چیزیں خاصکر کھانے پینے کا برتن وغیرہ نہیں چھونے دیتیں انکو ناپاک سمجھتی ہیں۔ بلکہ تو تھو بکرے کی طرح بدبودار جانتی ہیں۔ باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے بھی یہہ مردوں کو سرفراز کرتی ہیں واللہ سراپا محسنہ ہیں اور بیشک مرد کے مقابلے میں خوشبو ہیں۔ اور وہ بدبو۔ جیسے کہ یہ پرسوت۔ زچگی۔ اور حیض کی حالت میں بھی اپنے اور اپنے بستر کی ایک خاص مست بو رکھتی ہیں۔ کاجل۔ سرمہ مسی۔ اٹن لوازمات صفائی و زینت و آرائش سب انھیں کی ایجاد ہے۔ انھوں نے ہی اپنے لئے انکی حاجت محسوس کی اور ایجاد کیا۔ عورت ہی ٹیکس لینے کی بانی مبانی ہے[(۹۹)] چنانچہ اپنے شوہر سے زوجیت کے بدل میں دین مہر و نان و نفقہ لیتی ہے۔ یہی عدل و عدالت کی موجدہ ہے کہ جب اسکے بچوں میں یکدیگر جھگڑے ہونے لگے۔ تو ان کو بھی فیصل کرنے لگی۔ سزا کے موقع پر سزا۔ جزا کے موقع پر جزا۔[(۱۰۲)] انعام و اکرام کے موقع پر انعام و اکرام۔ اور حقوق کے موقع پر حقوق معین کئے۔[(۱۰۳)] پس ان مذکورہ باتوں کی بھی یہی موجدہ

(۱) نا آشفتہ۔

ہے۔ یہاں تک کہ بال بچوں کا بول و براز صاف کرنے کے سبب سے بھنگی تک
کا کام ایجاد کیا۔ بس حد ہو گئی۔ اسکو خاصکر خواہ نری حسن و عشق سے بہت ہی دلی
لگاؤ ہے۔ اور یہہ معلوم ہی ہے کہ ؎

زعشق کارِ دو عالم بدست می آید
خوشا کسیکہ توسّل باین جناب گرفت

یہہ عموماً تماشہ بیں ہے۔ راحت پسند ہے۔ عزت پسند ہے۔ خوبی پسند ہے۔
سادہ مزاج و نیک دل ہے۔ معصوم صفت ہے ؎ خوب کہا ہے نرم گفتار است۔ اور
جو وقت چاہے اپنا نیچر بدل دے۔ عمر بھر بے نقاب پھرے جی میں آ جائے تو پردے
میں بیٹھ جائے کچھ اندیشہ بھی نہ کرے۔ اگرچہ اسکی تندرستی میں فرق آ جائے۔ عمر
گھٹ جائے مگر پرواہ نہ کرے۔ جیسے بعض قوم بے انصاف ہے۔ یہہ بھی بے انصاف
ہو جائے کہ دائی ماما کو باہر نکلنے کہے اور خود رہے سات پردے کے اندر۔ کیونکہ
سب کے سب پردے میں ہو جائیں تو باہر کا کام دھام کرنیکے لئے دائی ماما اصیل کہاں
سے آئے۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ غریب بے پردہ رہے اور امیر پردہ دار۔ مگر صحبت
بے پردہ والی کی رہے اسواسطے وہ قوم اور اسکی عورتیں اپنی شائستہ صفات کھو بیٹھی
ہیں۔ عیاں راچہ بیاں کا مضمون ہے۔ جو لوگ ان میں سے مستثنے ہیں وہ مجبور
نہیں ہیں مگر مجبور (یرے لوگ) کے نزدیک نااہل ہیں تو ان نا اہلوں کی بات کا
خیال کیا ہے اس لئے اب اہلیت والو اہل بنے رہو ؎

بال جتنے تھے ہوے سارے سپید رات گذری نور کا تڑکا ہوا - دیکھوا!

(۱۰۵) عام طور پر عورتوں کے مقابلے میں سب مردانی صورتیں فاسقہ وفا چہرہ ہیں - عورت کی مثال مرد کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسا کہ اس شعر کا مفہوم ہے کہ ؎

اسپِ تازی اگر ضعیف بود

ہمچناں از طویلۂ خر بہ

(۱۰۶) سنو - دیکھو خدا سُبحان ہے یعنی گھمانے والا - اور دُنیا سُبحہ ہے یعنی گھومنے والی ناچنے والی - مگر ناچنے میں مرد جو ہے سو عورت سے نہیں بڑھ سکتا - نہ بھاؤ اور ترتھہ بتلانے میں بڑھ سکتا ہے - اور ترتھہ زبانِ حال ہے - اور تقریر زبانِ مقال - اور تحریر زبانِ مثال ہے - (۱۰۷) تو زبانِ حال میں عورت ہی بڑھی رہی - جو ابتدائی زبلندائی ہے اور قدرتی زبان جو اشارہ و مجاز میں ہوتی ہے اور وہی خدا کی زبان ہے اُسکو بھی عورت قدرتی طور پر سمجھتی ہے اور اُسکی ترجمان ہے - جب ہی بچوں کے اشارے واستعارے کو سمجھتی ہے - اور مرد نہیں سمجھ سکتا - کیونکہ ؎

رسد بمغزِ سخن ہر کہ ایں سخن فہمد

(۱۰۸) اب غور کرو کہ ہجڑے اور ناچنے والے مرد جو ہیں سو عورت ہی کا لباس پہنتے ہیں جب ہی ان کے رقص و نگار میں لطف و ذوق پیدا ہو جاتا ہے ورنہ ہرگز نہ ہو - اسلئے (۱۰۹) موکل - تو سے - فرشتے - اور آثار و تاثیرات سب کے سب عورت کی شکل میں تلائے گئے ہیں - چنانچہ اکثر مذاہب میں تمام ارباب القوی دیبی کہے جاتے ہیں اور اُن کی تصویریں

عورت کی شکل میں بتلائی جاتی ہے۔ کتاب محمد میں بھی سب ارباب اور دیبیوں کے نام زنانے ہیں۔ بجائے مرسل کے انکو نعیثا مرسلات کہا گیا ہے۔ بجائے ناشر کے ناشرات کہا گیا ہے۔ جیسے مرسلات و عاصفات۔ ناشرات و نازعات و ناشطات و ذاریات۔ جاریات و ذاریات۔ حاملات و سابحات۔ لات و منات۔ یعنی رب الهوٗ و رب النیران و رب النشاط وغیرہا وغیرہا کمہ

چہ فہمد نکتۂ اہل خرد را
ہر آنکہ مغز اندر سر ندارد

اسلئے غور کرو۔ دیکھو کہ اگر کوئی ایسا خطاوار ہو جسکے صحیح معنی میں قطعی معافی بلا انتہائی بلیغ کوشش کئے ہوئے سخت سے سخت ناممکن معلوم ہو رہی ہو تو وہ انتہائی بلیغ کوشش بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی ہے کہ خطاوار شخص اپنی لڑکی کو سنوار بنا کے معاف کرنے والے شخص کو نذر کر دے۔ پیش کر دے۔ یا بیاہ دے۔ بس یہ کام انجام پاتے ہی بلا چون و چرا۔ بادشاہ یا معاف کرنے والا شخص فوراً کا فوراً خالی معاف ہی نہیں کر دے گا بلکہ نثار ہونے لگے گا۔ تو اب یہ معافی و مغفرت و نجات بھی عورت ہی کے دم سے قرار پائی۔ چنانچہ اگر بی بی خدیجہ بیوہ دلن نہ ہوتیں اور بی بی شہر بانو پارسن نہ ہوتیں تو نہ معلوم عتاب محمدی و عیسوی سے یہود ان و مجوسیان فی الحال خدا معلوم کیسے سے کیا ہو جاتے۔ ان کا وجود تک باقی نہیں رہتا کیونکہ جس قوم کی عورت اوتار اور بادشاہ کی بیوی ہوگی تو اسکی خاطر اس قوم پر اسکی نظر عنایت

مبذول ہوجائے گی۔ تو جب مغفرت و نجات عورت کے وسیلے سے قرار پائے تو
عرفان بھی اُسیکے وسیلے سے حاصل ہوگا یعنی خود شناسی و خدا شناسی۔ چنانچہ بچہ پرستار (۱۱۱)
پہلے پہل ماں ہی کو پہچانتا ہے۔ باپ کو نہیں۔ بلکہ باپ کو بھی ماں ہی کی معرفت
سے پہچانتا ہے۔ جیسے مادر گیتی کے ذریعے سے ازلی ابو الآباء کو تو یہہ عرفانی سبق
اور اُسکا حصول عورت ہی کی طرف سے ہوا۔ بس مجازی حقیقی کا عکس ہوا۔ گویا ؎

لعل در کوہ است پوشیدہ بسنگ ۔ ہست ہر شاہد نہاں اندر لباس

دیکھو بغیر عورت کے دین و دنیا، میلا جھمیلا۔ ناٹک تھیٹر۔ سرکس تماشا۔ بھانڈ کی مجلس (۱۱۲)
عبادت گاہ فروغ نہیں پا سکتے۔ نہ اُن کی تکوین و تدوین کے حقوق و فریضے ادا ہو سکتے
عورت ہی سب چیز کی مرکز ہے یہاں تک کہ انتہائی ترقی جو عرفان و نجات میں مُضمر و (۱۱۳)
محتجب تھی وہ بھی اُسی کے ہاتھ رہی۔

تصوّر و بُت پرستی

چنانچہ اسوقت تک جو حصُولِ ترقی و عرفان کے لئے تحقیقاتی اصُول قایم ہوئے ہیں وہ
سب ابداعِ تصور پر منحصر ہیں۔ اور علے الاکثر تصور کے لئے کوئی نہ کوئی۔ اور کچھ نہ کچھ
مجسّم شئے ہونی چاہیئے۔ تو انسان کے لئے منظرِ فطرت و فضائے عالم سے فوق الفوق
جسیمہ تصور کے لئے بجز شکلِ انسانی کوئی دوسری چیز فی الفور مُدخل فی الذہن نہیں ہوتی
اسلئے یہی مقرر ہوئی۔ خاصتہً جو بے عیب و پاکیزہ صفات کی صُوری(۱) نقل ہو۔ خواہ
تصویر ہو یا کم از کم اُس تصویر کو خالص پاکیزگی کے مفہوم سے نسبت دیکر عقیدہ رکھتے ہوئے

(۱) صورت والی

تصور میں گانٹھا جائے۔ کہ قوائے ہاضمہ کی طرح فضلے کو باہر پھینکدے۔ اور جوہر کو اپنی ذات کا جزوِ لاینفک بنالے۔ اسی کو کہیں گے کہ اُطلبوا الخیر من حسانِ وجوہ۔ واقعی ہے

بے کشش نتواں بروں۔ از قیدِ دنیا آمدن

بے رسن۔ از چاہ۔ ہیہات است بالا آمدن

پس یہیں سے بت پرستی کا سنگِ بنیاد پڑا۔ تو قدرتاً اضطراری حق کی پہچان یہی ہے کہ جہاں بھر کے دل میں بلا تفریق بیک آنِ واحد ایک ہی بات آئے۔ اگر اسکو چھوڑانا چاہیں تو جزوِ ہستی ہونے کے سبب سے کسی نہ کسی طرح پھر گھس بیٹھ کے اپنی جگہہ بنالے۔ پس اسی اصول کی بناء پر جہاں بھر میں بت پرستی پھیل گئی۔ مگر ہے

دعوئے حق را۔ کند باطل۔ گواہِ بے شعور

عذرِ نامعقول۔ ثابت می کند۔ تقصیر را

چنانچہ اس بت پرستی کی ابجد خوانی بچوں کے کھیل سے شروع ہوئی۔ کیونکہ بچوں کو قدرتی طور پر کھلونے سے بے حد شوق ہے۔ پانی یا آئینے میں اپنی صورت دیکھکر اس طرف لپکتے ہیں۔ اگر وہ نہ کھیلیں تو اُن کی زندگانی کے حصے کسی نہ کسی طرح مادوف و کمزور پائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جبدم کچھہ کھانے کی چیز رنگین گل بوٹے کے ساتھہ گڑوا گڑیا۔ اور کھلونے کی شکل میں بنائی جاتی ہے تو وہ بڑی بشاشت اور روح افزائی کے ہمراہ اُس طرف بے ساختہ مائل ہوجاتے ہیں۔ یہہ فعل ہر ایک معصوم

بچے کا ایمائے فطرت و اہدائے قدرت کی تصدیق کرتا ہے۔ اسلئے عورت کو مصوری و نقاشی و رنگ سازی و بت گری وغیرہ کی جانب منتقل ہونا پڑا۔ اور عملی جامہ پہنا کر ایجادی عالم میں لائی۔ اور یہہ ثابت کیا کہ اَلاِنسانُ مُصَوِّرٌ وَنَقَّاشٌ۔[114] پس مذہب وعقیدے کی ابتدا جو قدرتی طور پر بت پرستی ہے وہ عورت ہی کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ اگرچہ ؎

ہر خیالستاں میں ہے ہا نقشِ صورت شاہ کی
اور یہ صورت ہی اسکی ایک صورت پر نہیں

پس سیدھی سادی بات یہ ہے کہ اچھے[1] کام کرو۔ کھاؤ[2] کماؤ۔ موج[3] ومزہ کرو۔ انند[4] ہو کے رہو۔ کسی کو دکھ نہ دو۔[5] وجہی[6] طور پر خدا کو یاد کرلو + آگے بڑہو تو جدت و بدعت و ایجادات و اتحاد و ترقی کے ساتھہ صفاتِ الٰہی پر غور کرو۔ تو یہ غور کرتے ہی ذاتِ الٰہیہ خیال میں آئے گی۔ اور فوراً تصور قایم ہوگا۔ اور تصویر ڈھلے گی۔ اور بت پرستی میں واصل ہوجائے گی کہ گویا ؎

جامۂ طفلی۔ بہ ہنگامِ نمو۔ بس تنگ شد
پرزہ پرزہ گشت۔ چوں۔ با جسمِ فربہ جنگ شد

کا مضمون پیش آئے گا۔ اور یہہ قدرتی بات ہے۔ بُری نہیں۔ اس لئے ہزار ہا ہزار لوگوں کو بت پرستی سے روکا گیا۔ مگر اسکی قدرتی صداقت نشو و نما پانے سے باز نہ آئی اس میں اصلاح تو بہر طور ممکن ہے لیکن انتساخ بالکل ناممکن ہے۔ ہزار کوئی اوتار اسکی برائی سمجھا کے چلا جائے مگر اسکے جاتے ہی لوگ اسی کو پکڑلینگے اور

پکڑ لیا کرتے ہیں کہ ؎ بنیاب بعشق ہرچہ کند حق بدست او ۔ حالانکہ ؎

تمثالِ او۔ بوہم وخیال و بہ آئینہ
در علمِ ذاتِ پاکِ خودش ہم تہی کشد

کا مضمون ہوتا ہے۔ تاہم وہ کہتے ہیں کہ وہ کیا کریں معشوق نہیں تو معشوق کے جوتے کی خاک ہی سہی۔ کچھ مضائقہ نہیں ؎

اگر بعشقِ صنم گر۔ صنم پرستی شد
صنم پرست و صنم گر۔ صنم وحید آمد

لہذا بت پرستی۔ یا بت پرستی کا مفہوم۔ روح افزائی و دلچسپی و تسکین وہی اور دل بہلانے کے لئے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتا رہا۔ کہیں یادگار زمانہ ہونے کی صورت میں معشوق یا موجد یا مورثِ اعلیٰ یا نامی آدمی کا اسٹیچو (جسیمہ) قایم ہوا۔ کہیں مختلف صفات کو شکل و صورت میں قیافتہً بتلانے کے لئے کہ بدمعاشی کی ایسی تصویر ہونی چاہئے اور نیک معاشی وغیرہ کی ایسی۔ خدا کی شانِ بے نیازی وغیرہ کو ظاہر کرنے کے لئے فلاں قسم کا مرقع یا تصویر ہونی چاہئے۔ اور فلاں طرح تصویر کے ذریعہ و تصور سے اِس طور پر فنافی الشیخ ہونا چاہئے۔ اور فلاں طریقے سے فنافی الاوتار یا فی الرسول۔ ثم بعد ذالک فنافی اللہ کہ شعر ہذا کے معنی کا مصداق صادق آجائے کہ ؎

اچھا ہوا جو میں غمِ جاناں میں مرمٹا جھگڑا مٹا۔ فساد مٹا۔ شور و شر مٹا

مگر جسکو جس عنصر و خلط و طبائع و اثر یا روح سے نسبت ہوتی ہے وہ اُس کا مثیل کہا جاتا ہے اور اسکو اپنا مربی و رب گرداننے لگتا ہے۔ جو متحیر ہو کر خدا سے نسبت رکھتا ہے وہ روحانیاً متجلی ہو کر انا اللہ بول بیٹھتا ہے۔ واقعی مصنوعی بات کٹجائے تو کٹجائے مگر قدرتی بات ہرگز نہیں کٹ سکتی۔ چنانچہ دیکھو دماغ میں لوگوں کا فوٹو کھچ جایا کرتا ہے جب ہی ایک دوسرے کو پہچان سکتا ہے ورنہ کبھی نہیں پہچان سکتا۔ جیسے مرتے وقت نہیں پہچانتا۔ یہہ نقشہ یا تصویر آنکھوں کے اندر پتلی کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے۔ چنانچہ آئینہ اور پانی اور جملہ متجلی چیز دیکھتے وقت۔ یہہ بشر و تمثال سایہ کی طرح حاضر ہے۔ خیال جو ہے سو دن رات تصویرات تو بہ تو گرہتا رہتا ہے اور خیال کے بغیر کچھ کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ تمام عالم ہی ایک عالم مثال ہے۔ جو قبل از پیدایش خدا کے ذاتی بت خانہ کے اندر تھا جو مشیت سے ظاہر ہوا۔ تو جیسی اُسکی مصورانہ مشیت تھی ویسا اُسکا ظہور ہوا۔ پھر کیوں نہ تصور قایم ہو ؎

اگر براہِ تصور خدا شود رہبر
رسد بمنزلِ مقصود ہر کہ راہی شد

مجنوں کے اندر لیلیٰ کا تصور ہی تھا یا کیا؟ اسواسطے بت پرستی کا مفہوم فوٹو کی شکل میں ہو کر بے نقابی کے ساتھہ عام ہو گیا۔ گھر دوار کا زینت بنگیا۔ تجارت و ترقی کو کٹیلاگ کے ذریعہ سے چلا دینے میں معاون ہوا۔ اسی بناء پر یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ دورانِ حمل میں عورت کا جیسا خیال ہوتا ہے ویسا ہی

بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ممکن ہے کہ بھینس کے پیٹ سے اونٹ
کا بچہ پیدا ہو۔ اور انسان ہی سے شمرزہ یعنی شیر کا بچہ۔ یا اور کچھ۔ مگر انسان کا ہمجنس
نہ ہونے کے سبب سے ہرگز اسکو فرزندی کا درجہ حاصل نہیں ہونے دیں گے۔
نہ اسمیں ہمجنس اولاد دینے کی صلاحیت ہے۔ اسلئے اسکے والدین اس سے
درگذر کرینگے۔ ہرگز اسکے لئے یہہ نہیں چاہیں گے کہ وہ ان سے مراتب و مناصب
میں [illegible] ہمجنس نہیں ہے۔ اسی طرح مجسم روح ہمیشہ مجسم خدا ہوا کرتی
ہے [illegible] تاکہ آگے کے لئے وسیلہ ہو۔ اسلئے اوتار کو خدا مان کر
پرستش کرتے ہیں اور وہ اوتار خدا ہو جایا کرتا ہے۔ کیونکہ قانون ہی ایسا ہے
جب ہی [illegible] کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ
انسان نے [illegible] جیسا خدا کو مان لیا۔ چاہے وہ ہو یا نہ ہو۔ جب ہی ہادی
کو خدا اور بعد از خدا مانا۔ اسواسطے بت پرستی نہیں رک سکتی۔ لیکن وہ جس قدر قوی
ہوگی۔ جلد شفا ہوگی۔ کمزور جانور کا گوشت کمزور کرے گا۔ قوی کا قوی۔ کمزور نسبت
کمزور کرے گی۔ شہ زور نسبت شہ زور کرے گی لہذا ؎

خاک از تودۂ کلاں بردار

کیا نہیں دیکھتے کہ اگر گندھک غالب آئی تو سونا بنا۔ قمر۔ یا پارہ غالب آیا تو چاندی۔
جس میں جو مادہ زیادہ ہوگا۔ اسی مناسبت سے اسکی صورت بنے گی۔ پھول کی بو
اڑی قوت اڑی۔ کتاب کا اثر کم ہوا نسبت کا اثر کم ہوا۔ قولاً نافذ فعلاً منسوخ۔ اور

اور یہ ہرگز غلط نہیں۔ پس ؎

چو حرفم بر آمد درست از قلم
مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم

بناءً علیہ حاملہ کو عالیشان خیال رکھنا چاہیئے۔ پاک صفات اوتار وغیرہ کا خیال ہو۔ کیونکہ دن کے وقت رات کا حصہ اندھیرے تہہ خانہ میں ہے۔ اور رات کے وقت دن کا حصہ سورج کے نایب کے دربار میں جسکو سراج کہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے مجسم نور کا حصہ اوتار میں اور اوتار کا غیر جسمانی حصہ خدا میں گویا لاسلکی کے دو ستون ہیں۔ ایک مجسم دوسرا نامجسم) اور ازیں قبیل جسقدر اچھی باتیں ہوں کہ اچھا اثر پڑے یہ بات عورت ہی کے ذریعے سے حاصل ہوئی۔ بنابریں یہ عورت خالقہ و بارئہ و مصورہ ہے۔ حمل کے زمانہ میں ہمیشہ اسکا تصور حمل کی طرف رہتا ہے۔ جب چاہے تو نسل کی نسل خراب کردے۔ جیسے مجوس کے یہاں دیکھا جاتا ہے۔ پس ؎

گر نباشد در تصور جلوۂ نور خدا
بت پرستی بت پرستاں را کجا باشد روا ؟

جسنے عین و تصور سے چھوڑا یا۔ بیشک اُسنے خدا سے چھوڑایا۔ تصور اور خدا میں اتنا ہی فاصلہ رہتا ہے جیسے زبان اور بیان میں۔ قلم اور تحریر میں۔ اگرچہ یہ دو تو ہیں مگر [illegible] واسطے ترکا دو دھ مادہ کے واسطے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی [illegible] خدا کا نور [illegible] کی تحریری و تقریری بتلائی ہوئی ترکیب و تعلیم کے واسطے سے ظاہر

ہوتا ہے۔ پس جو تبلایا جا رہا ہے سب [illegible]

نقطہ جس سے [illegible]

وحدت ۔ یا الٰہی ۔ جہنم میں [illegible]

تو زبان مثال یعنی تحریری زبان پہلے نقاشی سے قایم ہوئی۔ چنانچہ جب اُن کو ٹبل کا مفہوم سمجھانا پڑتا تھا تو بیل کی شکل بنا دیا کرتے تھے جس میں بہت تضیع اوقات تھی۔ اس لئے یہہ خود بخود ترقی کرتے کرتے مختصر صورت میں گئی یعنی حروف ایجاد ہوئے اور وہ شکل حرفوں میں بتائی جانے لگی۔ یہہ عورت کی ابتدائی نقاشی کی انتہا ہوئی۔ پانچویں تحریر کی بھی موجدہ عورت قرار پائی۔ (۱۱۵) عورت ہی (۱۱۶) خدائی صفت سے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا سب گناہ معاف کر دے سکتا ہے مگر اس میں جو اسکے شریک کئے جاتے کو نہیں معاف کرے گا جسکو شرک کہتے ہیں۔ تو یہہ صفت بھی عورت کی ہے۔ جیسا کہ عورت اپنے شوہر کی سب خطاؤں کو معاف کر دے سکتی ہے لیکن اگر شوہر اسکا کوئی شریک و انباز پیدا کرے جسکو سوتن کہتے ہیں تو اس کی وس خطا کو کبھی نہیں معاف کرسکتی۔ اسکو سیج پر کی لکھی بچی ہوی معلوم ہوتی ہے۔ مگر مرد اسکے مقابلے میں مشرک ثابت ہوتا ہے کہ سوتن پیدا کر دیتا ہے۔ اور خرابہ پیدا ہوتا ہے۔ سارہ اور ہاجرہ کا قصہ مشہور ہے۔ پس عورت کے دینی عقیدے کی ایجاد جو قدرتاً بت پرستی کی صورت میں ہوئی وہ آج تک عقیدے میں شریک ہے اور ابد الآباد تک رہے گی۔ چاہے اصلاح و عمدگی کے ساتھ رہے یا بد ترتیبی سے

مگر رہے گی ضرور۔ چاہے اپنی ہی صورت و ہیان میں رہے۔ یا کسی کی۔ خلا ہو یا ملا
تصور ہو۔ خواہ قدرتی منظر ہو۔ یہہ سب مدارج ہیں لہذا اصلاحِ پاکیزہ کی ضرورت
ہے سو کردی گئی۔ اِس میں کچھہ مضائقہ کی بات نہیں + خلا کے وسیلے سے
اور اُسکی طرف ہاتھہ اٹھا کر دعا مانگنا جب جائز ہے تو ملا کی طرف بھی جائز ہوگا
اب وہ ملا کسی طرح کی صورت رکھتا ہو۔ کچھہ ہو۔ کیونکہ خلاء و ملاء دونوں مخلوق ہیں
اور داعی و دعا بھی مخلوق ہیں۔ یہہ سب ذرائع ہیں۔ بغیر ذریعہ کے کچھہ ممکن نہیں۔
تو ہر شے خود اپنا ذریعہ ہے کہ اگر اسکی ہستی کا ذریعہ نہ ہوتا تو کیوں دوسری ہستی کا
ذریعہ ڈھونڈھتا؟ پس جس طرح قطب نما شمالی حصہ بتلاتا ہے۔ مقناطیس آفتاب
کے متعلق سے بیشمار باتیں بتلاتا ہے۔ پارہ طوفان اور طبائع کی حالت بتلاتا
ہے۔ لاسلکی (بے تار کی تار برقی) غیب کی خبر دیتی ہے۔ کلبِ حساس شکار
کی خبر دیتا ہے۔ اِسی طرح ممکن ہے کہ کوئی چیز خدا کے متعلق بیان کرے۔ یا
اشارہ کرے یا بتلائے۔ تو وہ چیز (یا خودی خواہ روح) البتہ بہت قابلِ قدر
ہوگی۔ پس اُسی بے انتہا قدردانی و قدر افزائی کا نام پرستش ہوگا۔ اب چاہے
وہ شے کالا پتھر ہو یا لال پتھر یا سفید پتھر ہو یا آفتاب ہو۔ (جس پر مکان و
زمان و سریان و نظامِ شمسی و کائنات و مافیہا کا دار و مدار ہے۔

حاجتِ مشاطہ نیست روئے دل آرام را

چنانچہ اُسی کے طلوع و غروب و درمیانی حالت پر تقسیم اوقات عبادات

ومشاغلِ متعلق ہیں۔ اور آفتاب سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ جس بنا پر حسنِ انسانی و لیاقت مندی کو اُس سے نسبت و یکتائی ہے اور خدا کو نور کہا جاتا ہے کہ یہہ آتشِ منجمد یا آفتاب اگر ایشور ہے تو خدا پرم ایشور ہے۔ (یعنی پرمیشور ہے) یا آفتاب کے سوا یا اوہام و نرگس و غزالی یک عینِ وا ہو۔ یا تثلیث[1] حیات و[2] چشم و تصور[3] ہو۔ کہ حیات کے وسیلے سے چشم حاصل ہوئی اور چشم وا کا تصور کیا گیا۔ پس حیات و چشم و تصور کی تثلیث شورہ گندہک اور کوئلہ کا کام کرتی ہے وہ کیا ؟ کہ شورہ[1] شور کرے۔ گندہک[2] زور کرے۔ کوئلے اُڑے کا مضمون پیش آتا ہے۔ اسمیں حیات نے شورہ کا کام کیا۔ آنکھ نے گندہک کا۔ تصور نے کوئلہ کا۔ پھر چشم[1] نے بندوق کا۔ نسبت نے نکھی کا۔ حصولِ مقصد نے شکار کا۔ بعدہٗ بتلانے والے نے میر شکار کا۔ تو وہ میر شکار ہیں ہوں لیکن ؎

ما را چو بینی ناتواں۔ لاف۔ بروتِ خود مزن
برق است۔ در موے نہاں۔ در برق۔ روحِ جانِ من

تو شکر[1] بدہاں ہو کر شکر[2] کرو۔ کہ شکار[3] ملا۔ لیکن بے شمار پانی ہونے پر بھی پپیہا پیاسا رہے تو اُسکے نصیب کی خوبی ہے۔ پس دنیا میں سب چیز کی پرستش ہو چکی ہے۔ صرف عین اللہ ہی باقی ہے۔ جو ہمیشہ باقی ہے۔ ناگ پھنی۔ اور مہندی سراسر جڑ ہی جڑ ہیں۔ جہاں سے کاٹ کر نصب کردو تو وہیں سے ہو جائیں۔ لہذا عین ہی قصوریں ہے ؎

یادش بخیر۔ ہر کہ بفقید۔ بہ پہلو او

دیگر عین الحیوان نہیں۔ کیونکہ جس چیز کی آنکھ ہوگی۔ وہی چیز سامنے اگر کھڑی ہو جائیگی۔ مبارکباد!! تو جس چیز کا تم تصور کروگے تو وہ تمہارے عناصر و طبایع کی مناسبت سے تصویر کھینچکر بتلائیگی۔ وہی تمہارا وسیلہ ہوگی۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ اگر اس میں اصلاح کی حاجت ہو تو اصلاح کر لو کہ تصور کا نتیجہ خراب نہ ہو ؎

دایہ پرہیز کند۔ طفل چو بیمار شود

حالانکہ۔ عورتوں(۱۱۷) کو مرد ہزار اشارہ دیتا رہے تو اسکا اس پر کچھ اثر نہیں۔ یا ہو تو بالکل مخفی ہے۔ لیکن اگر عورت مرد کو اشارہ کرے تو اسیوقت اسکی کھٹیا ارتھی۔ جنازہ نکل جائے۔ اگر عورت(۱۱۸) شہوانی نگاہ سے کسی مرد کو دیکھے تو مرد اس سے نگاہ نہیں لڑا سکتا۔ فوراً نیچا دیکھنا پڑے گا۔ اسلئے مناسب ہے کہ عورتوں کے معاملات و مقدمات کے لئے عورت ہی کی کچہری ہو۔ اگر حاکمہ حاملہ ہو کہ ناقابل حضوری عدالت ہو تو اُس کا کوئی قایم مقام ہوا کرے۔ ان کی پارلیمنٹ الگ ہو۔ انکی رائے اور اپیل کا فیصلہ البتہ مرد کر دیا کرے۔ اور مرافعہ مردانہ عدالت میں ہو۔ وہاں بوڑھی وکیلہ مقرر ہو سکتی ہے۔ زندانِ نسواں میں زیادہ تر ملازمین ایسے ہونے چاہئیں جو مادر زاد نامرد ہوں۔ اور ناقابلِ علاج یا بڈھے ہوں اور جو رجولیت کھو چکے ہوں۔ اور بڈھی دلیر عورتیں ہوں۔ عورتوں کے عبادت خانہ میں عورت خود ہی امامہ بنکے اُن سے پرستش کرائے

(۱) قایمہ مقام کہنے کی ضرورت نہیں ہے

اور اگر زنانہ و مردانہ عبادت خانہ دونوں سے مرکب ہو تو عورتوں کی نشست الگ بالاخانہ پر ہو۔ اور اگر نیچے ہو تو ایک سیٹ یا بیٹھک پر مرد و عورت دونوں نہوں خصوصاً جوانانِ حسین۔ اور جب تک مجحود (بڑے لوگ) کا وجود دنیا میں باقی ہے جو عنقریب فنا ہونے والے ہیں ان سے بشدت پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ روئے زمین کی سب عورتیں کسی سے حضور (بے پردہ ہوتے ہیں) ہونے میں کبھی نہیں جو نکتیں مگر مجحود سے۔ یہہ بہت ہی جلد سے جلد فنا الفنا ہو جانے والے ہیں۔ انشاء العینُ بالعین۔ خیر۔ زنانہ ہاسٹل اور زنانہ مدارس کے سبھی کارپرداز عورتیں ہوں۔ مگر بالکل اعلےٰ الحکمہ جسکے یہہ ماتحت ہوں وہ مردانہ ہو۔ یہہ سب برائی سے محفوظ رہنے کی کارروائیاں ہیں۔ کیونکہ ؎

زمارِ خستہ گیوے دلیراں ترسد

چناں کہ مارگزیدہ۔ بریسماں ترسد

تو زہد و تقویٰ اسی کا نام ہے کہ موقع چورانے کا ہے۔ مگر ہرگز چوری نہ کیجائے۔ اِس سے یہہ غرض نہیں ہوسکتی کہ چونکہ عورت بے حد طاقتور ذات ہے اسلئے اُسے تن نبانا چاہیے۔ اُسکا پاؤں چھوٹا کر دینا چاہیے۔ سر مونڈ دینا چاہیے۔ قیدِ سخت میں ڈالنا چاہیے۔ قید تنہائی کی سزا دینی چاہیے۔ جیسے پانی کے سیلاب کو ناجائز طور پر گڈہے یا تالاب میں کہ پانی گندہ ہو جائے۔ بجلی کو تار میں قید کرنا چاہیے

(۱) کنواری جوگن۔

اور آگ کو چھپنی۔ یا فانوس ہیں۔ شیر کو پنجرے میں۔ نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے

دایہ بیزار است از طفلیکہ پستاں میگزو

لہذا یہ بالکل غلط منطق ہے۔ جیسے آدمی کے بھی کان ہیں اور گدہے کے بھی کان ہیں۔ اسلئے آدمی گدہا نہیں کہا جاسکتا۔ یا ہٹا کٹا جوان آدمی کسی سٹنڈے آدمی کے کاندہے پر سوار ہو کے کسی مجمعِ عام میں فخریہ حاضر ہو کہ اوروں کی مختلف قسم کی سواریوں سے اُسکی سواری ممتاز و اشرف ہے کیونکہ اشرف المخلوقات کے کاندہے پر سوار ہو کر آیا ہے۔ تو یہ دلیل بالکل لغو و بیہودہ ہوگی۔ بھانڈوں کی نقل ہوگی۔ ایک اچھا خاصہ سوانگ ہوگا۔ عزت دار سواری نہیں سمجھی جائے گی اور فخر کرنا صحیح منطق کے اصول کے ماتحت نہ ہوگا۔ اسی طرح یہ عورتوں کی قیدبندی کی دلیل ہوگی۔ یاد رہے کہ عورتوں کو تکلیف دینے سے۔ اُنکو اندر رکھنے سے اُنکو کلپانے سے۔ خاندان کا خاندان۔ قوم کی قوم۔ ملک کا ملک۔ ستیاناس ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ صاف عیاں ہے۔ اسلئے چاہیے کہ ؎

پائے۔ دردام رنج و غم نہ نہد

مرغِ دانا۔ برائے یک دانہ

دیکھو! عورتیں تو بیچاری خودبخود اس طرح سے ہیں جس طرح سے خدا ہے جسکو ہم کہہ سکتی ہیں کہ پردے میں بھی ہے اور بے پردہ بھی۔ عالم کا سراپردہ اُسکے لامکاں کے اعتابِ علیا کا پردہ سرا ہے۔ اور پھر عالم کے اندر اسی طرح بھرا ہوا

ہے۔جس طرح روح سارے جسم میں اسیر بھی۔روح پردہ نشین ہے لہٰذا

درمیان خانہ۔گم کردیم صاحب خانہ را

کا مضمون ہورہا ہے۔تو یہہ زنانی شکتی جو اکیلے مکان میں رہتی ہے۔بعد

بھی اگر چاہے تو اپنی مرضی سے فرنگیانہ جو بالمبدا حسن یا ڈا نقاب متبع محمل کے

اپنے تاج کے ساتھ منہ پر لپیٹ کر جلوہ گر ہو سکتی ہے۔یا جیسی عورتوں کی مرضی

نقاب رکھیں یا نہ رکھیں مرد۔اُن سے با ادب ملا کرے۔اپنی آنکھوں پر

پلک کے برقع کو عمل میں لائے۔خود ہی کو پردہ نشین سمجھے۔جب تک پرائی

عورت اسکو مخاطب نہ کرے بلا وجہ اس طرف رُخ نہ کرے۔اگر عورت

مخاطب کرے تو سر جھکا کر ادب سے جواب دے۔اسکا نام زہد عظیم ہوگا

نہ کہ مخنث بنکر اور جنس لطیف کو چار دیواری کے اندر دفنا کر۔عورت کو نترانی

کا غرّہ زیبا ہے۔مرد کو ناجائز طریقے پر آرنی کہنا سخت گستاخی ہے۔بس باادب

با نصیب۔بے ادب بے نصیب نہ بنو۔ایسے موقع پر عورت کو چاہیئے کہ

اُسے ڈانٹ بتلائے۔کیونکہ ؎

ترشروئی۔از برائے دفع صد مہماں بس است

چین ابرو۔چوب دربانست۔صاحب خانہ را

ملاحظہ کرو کہ خدا کے نیست و نابود ہو جانے سے تمام عالم نیست و نابود ہو جائیگا

(۱۱۹)

اسی طرح عورت کے مرجانے سے اُسکے پیٹ کا بچہ مرجائے گا۔یہہ بچے

حق میں تحیہ (حیات بخش) ہے۔ مرد کے مرنے سے نہیں۔

نقعہ

عورت کا درجہ بڑا ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے پہلے شوہر سے خلع کرانا چاہے تو اُسے اختیار ہے۔ لیکن جیسے وہ اپنے دین مہر کے لینے کی حقدار ہے اسی طرح ایسی حالتِ مذکورۂ بالا میں مرد اُس سے ڈیڑھ سو روپیہ لینے کا حقدار ہوگا۔ اور وہ روپیہ دس آنہ کا ہوا کرے گا۔ اگرچہ شادی کرنے میں کتنا ہی کچھ خرچ کیا ہو۔ کیونکہ شادی پادشاہ کی ہو یا کسی کی بھی اُس کا خرچ ہمیشہ پانچ سو روپیہ تسلیم کئے جائینگے اور روپیہ دس آنے کا سمجھا جائے گا۔ اور بحالتِ تاوان جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ڈیڑھ سو روپیہ۔ کیونکہ جھوٹے دین مہر سے اولاد بھی اور حلال زادی نہیں پیدا ہوسکتی۔ اور نسل کی نسل تخم کا تخم خراب [illegible] ہوگا کس طرح کہ

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

اسواسطے تناسل کی بنا ر کذب پر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اسی طرح اگر کسی کی منگیتر کسی دوسرے کو دلائی جانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسو نام شادی دولھے کی طرف سے جو کچھ خرچ ہوا ہو منگیتر کی طرف سے ادا کردینا چاہئے جو زیادہ سے زیادہ سوا سو روپیہ ہوا کرینگے۔ اگرچہ کتنا ہی خرچ کیا ہو۔ اور روپیہ ہمیشہ دس آنے کا ہوا کرے گا۔ لیکن خرچ کی دستخطی رسید بھی ہو تو بہتر ہے۔ شادی کے بعد عورت کا شوہر اُس عورت کو اپنے گھر لیجانے کا ہمہ آن مختار ہے

اس میں ناجائز چون وچرا نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کنوارا مرد کسی کنواری ابن بیاہی کی بالجبر عصمت دری کرے تو عصمت در شخص کی شادی درخت سزا دیئے جانے کے بعد اسی عورت سے کردی جائے جسکی اُسنے بالجبر عصمت دری کی تھی۔ بشرطیکہ وہ عورت راضی ہو۔ اگر راضی نہیں ہے تو سزا میں اور اضافہ کردیا جائے۔ لیکن اگر راضی ہو تو دین مہر کے علاوہ دوسرا دین مہر سزا یہہ کیا جائے کہ اُسکا یہہ شوہر تمام عمر اُسکی غلامی میں دست بستہ حاضر رہے۔ اُسکی مرضی جائز کے خلاف کبھی کچھ نہ کرے۔ اور اُسکو کبھی طلاق نہیں دے سکتا۔ اگر اُسے ہلاک کریگا تو خود ہلاک کیا جائے گا۔ ہاں عورت کو اختیار ہے کہ اُسے چھوڑ سکتی ہے یا اُسے معاف کرسکتی ہے۔ اگرچہ ضمیر کی آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ مگر وہ آزادی جو اُسکے مضار و مفاد کے متعلق اُسی کی ذات تک محدود ہو دوسرے تک نہ پہونچے۔ مفید صلح و امن و ضابطہ عام میں فرق مضر نہ ڈالے۔ تو چونکہ اُسنے بالجبر عصمت دری کی اسلئے اُسکی ضمیر کی آزادی سلب کیجارہی ہے۔ پس

"ہر انچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است"

اگر کوئی کنواری بالغہ۔ یا بیوہ۔ جو پوری اپنی ذات کی مالکہ ہو۔ کسی ایسے شخص سے تعلق پیدا کرے کہ جسکی بیوی نہ ہو تو یہہ تعلق ناجائز نہیں۔ نہ اولاد حرامی ہوگی۔ اعلان تو کبھی نہ کبھی۔ ہو ہی جائے گا۔ لیکن اگر پہلے سے جفت رکھہ کر کوئی ایسا کرے تو ناجائز ہوگا" اب دیکھو کہ گنڈا۔ تعویذ۔ فال وشگون۔ ٹونا ٹوٹکا

جادو سحر۔ کہانت و نبوت (پیشینگوئی) تعوید و طلسم۔ اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے۔ وفاداری کے ساتھ۔ شوہر کو مخلص بنے رہنے کے لئے۔ دشمن سے بچنے کے لئے۔ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ اسی واسطے لوگ اسکو ساحرہ۔ یا ڈائن وغیرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ٹوٹکوں میں سے ایک ٹوٹکا یہہ ہے۔

ٹوٹکا اور لٹکا

اگر کوئی عورت کچھہ عرصے تک کاغذی لیموں کا عرق گرم پانی میں ملا کر پیا کرے تو دُبلی ہو جائے۔ اُسکی بھوکھ کھلجائے۔ جگر کی سستی نیست و نابود ہو جائے۔ اور یہہ نسخہ محض عورتوں ہی کے لئے ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔

دوسرا ٹوٹکا یہہ ہے کہ:۔ بہرس کے نیم پختہ تخم کا ہار بچے کے گلے میں ڈالدینے سے بچے کے بہ آسانی دانت نکلیں گے۔ خواہ لومڑی یا شیر کا دانت پہنادینے سے یہہ مقصود حاصل ہوگا۔

تیسرا ٹوٹکا علم الالوان کے مطابق یہہ ہے کہ سفید بکری کی مینگنی بچے کے سرہانے رکھدینے سے بچہ نہیں روئے گا۔ نہ ڈرے گا۔ یا موئے کا ساگ رکھدینے سے بھی یہی بات حاصل ہوگی۔

چوتھا ٹوٹکا یہہ ہے کہ خرچنگ۔ بچے کے گہوارے میں لٹکادینے سے بچہ ہمیشہ خوش رہیگا۔ ازیں قبیل بہت سے ٹوٹکے ان عورتوں کے ایجاد کئے ہوئے ہیں

جو بالکل درست ہیں آزما کے دیکھ لو۔ ایسے ایسے ٹوٹکے خانہ بدوش عورتیں اکثر عمل میں لاتی ہیں۔ عورتوں میں نبوت اور پیشینگوئی کا جو مادہ ہے وہ ظاہر ہی ہے کہ علم الاصوات[1] کے ذریعے سے نبوت یا پیشینگوئی کرتی ہیں۔ چھپکلی کے دائیں بائیں گرنے سے نتیجہ اخذ کر کے نبوت کرتی ہیں۔ (122) عورتوں کے خواب بہت سچے ہوتے ہیں یہ تو اعلیٰ درجہ کی تعبیر دیتی ہیں۔ (123) عورت پردے کے اندر سے مرد کو دیکھنے کی مجاز ہے۔ مگر مرد کو اجازت نہیں۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے (کیونکہ برقعہ و پردہ اور حبس بیجا ایک اٹل رواج ہے) (124) عورت جو ہے سو بالعموم عورت کے سامنے برہنہ (ننگی) ہو سکتی ہے۔ مگر مرد جو ہے مرد کے سامنے نہیں ننگا ہو سکتا۔ مگر بحالت مرض ڈاکٹر کے سامنے۔ اور دوزخوں پر تو خدا کی پھٹکار ہے۔ (125) عورت بائیں نشیں اور مرد پائیں نشیں ہے۔ (126) عورتوں کا مو باف مردوں کی لنگوٹی ہے۔ یعنی سادھوؤں کی یا لنگوٹی پوش لیڈر۔ یا مہاتمہ کی۔ کیا بزرگی ہے تیرے مو باف کی واللہ! کہ جاہل اور نام نہادی خدا رسیدہ کی ستر پوش ہے۔ تیری بزرگی کیا پوشیدہ رہ سکتی ہے ؎

محو کے گرد و ز انگشتِ کسے ۔۔۔ انچہ کلکِ کاتبِ قدرت نوشت

(127) جس طرح خدا ہٹھی ہے کہ اسکی ہٹ کو رام ہٹھ کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز کو دنیا سے منوانا چاہا تو منوا ہی کے چھوڑا۔ اسی طرح تریا ہٹھ بھی مشہور ہے کہ یہ جس بات پر اڑ جاتی ہے تو اس میں وہ استقلال کا کمال دکھلاتی ہے کہ شاید و باید۔

---

(1) علم آواز۔

کہ جہان بھر کا جہان بھر ایک طرف ہو جائے تو ہو جائے مگر یہ اپنی ہٹھ پر ویسی ہی اڑی رہتی ہے۔ جیسے خدا۔ اور کر ہی چھوڑتی ہے۔ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ مار ڈالو تو مار ڈالو۔ مگر جس طرف ہو گئی تو ہو گئی ۵

اگر کوہ جنبد نہ جنبد نساء

واہ واہ سبحان اللہ۔ قول النسواں جال وارد۔ چنانچہ دنیا میں بے شمار نظیریں موجود ہیں۔ جیسے قیس[۱۲۷] اگر عشق رسیدہ ہوا۔ تو لیلیٰ کے ذریعے سے ہوا۔ مگر لیلیٰ کو نہ لے سکا انا لیلیٰ کہہ کے رہ گیا۔ لیکن زلیخا نے یوسف کو لے لیا۔ اور کبھی انا یوسف نہیں کہا نہ کبھی اس میں[۱۲۸] فرعونیت و نمرودیت و دجالیت آئی۔ فرعون۔ نمرود۔ شداد۔ دجال ہو نامردوں کی شان ہے۔ اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ آدم[۱۲۹] نے شکست کھائی حوا سے۔ ابراہیم نے شکست کھائی سارہ سے۔ یوسف نے شکست کھائی زلیخا سے موسے نے شکست کھائی صفورا سے۔ داؤد نے شکست کھائی زن اوریا سے۔ حمدون[۱] نے شکست کھائی بیحہ سے۔ ہاروت نے شکست کھائی زہرہ سے۔ رام نے شکست کھائی سیتا سے۔ کرشنا نے شکست کھائی رادھا سے۔ منی نے شکست کھائی تارا سے۔ مجنوں نے شکست کھائی لیلےٰ سے صقا نے شکست کھائی مردہ سے راحل نے شکست کھائی سلمیٰ سے۔ سعد نے شکست کھائی موفا سے۔ کنعان نے شکست کھائی زرقہ سے۔ وامق نے شکست کھائی عذرا سے۔ فرہاد نے شکست کھائی شیریں سے۔ حمرا نے شکست کھائی خالصہ سے۔ نر نے شکست کھائی مادہ سے۔ یحییٰ

(۱) نام یکے از عاشقاں

نے شکست کھائی ہو جاتے ہے۔ یعنی ... نے شکست کھائی ماریا (مریم) سے۔ کہ مریم میں
سے روح القدس بمعنی ... بعد برآمد ہوا عورتوں میں سے نہیں۔ چنانچہ تلمیحاً مشہور ہے
کہ ہابیل اور قابیل اور تمام دیوتاؤں میں جو جنگ ہوئی تو تریا کے سبب سے ہوئی
جیسے سب ندوں میں ہوتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ اگر یہ نہ ہوں تو ہرگز جنگ و فساد
نہ ہو۔ ان کے لطف و ذوق کی یاد۔ اور ان کے آرام و راحت رسانی کے خیالات
بدرجہ مجبوری جنگ وغیرہ کراتے ہیں۔ اس سے یہ بری یا گنہگار نہیں سمجھی جا سکتیں
کیونکہ انھوں نے ایسا کرنے کے لئے نہیں کہا ہے۔ عورتیں (۱۳۰) تو جمالی و
شمس الضحیٰ ہیں۔ اور مرد جلالی و بدرجی ہیں۔ جب ہی شادی کے بعد ایک دوسرے
میں رنگ تبدیل ہوتا ہے۔ اور باہم گنگا جمنا ہونے لگتے ہیں۔ جیسے موسے اور بیلے کے ملنے
سے چمبیلی رنگ اور انکے باپکہ گر قلم لگا تیسے چمپا، عورت امامہ ہو اور دوسرے لوگ پیروکار۔ پہلے ہی
ایمان لاتی ہے اسکے بعد دوسرے لوگ۔ تواریخ* شاہد ہے۔ عورت (۱۳۲) پھلتی بھی
ہے اور پھولتی بھی ہے۔ مرد میں یہ بات نہیں (۱۳۳)۔ مرد بوند ہے۔ عورت سمندر ہے
ندی سمندر سے ملنے کو دوڑتی ہے سمندر ندی کی طرف نہیں دوڑتا (۱۳۴)۔ اگر عورت
کی طرف سے کسی کو کہا جائے کہ فلاں صاحبہ فرماتی ہیں کہ واپسی کے وقت فلاں چیز
لیتے آنا۔ یا اسی طرح سے اور کوئی بات تو اسکے کہنے کا مرد پر فوراً اثر پڑے گا۔ اگرچہ
نافرمانی کو راہ دے مگر اثر ضرور کرے گا۔ بلکہ جو بات یہ کہہ دیتی ہے فوراً اثر ہوتا ہے

* یہ لفظ واحد اور جمع دونوں ہے۔

یہہ بذاتِ خود جادو و سحر ہے۔ اگر باپ اپنی مردہ زوجہ کی اولاد کو موجودہ بیوی کی اولاد[135] سے کم چاہنے لگتا ہے مگر یہہ اپنی ہر ایک قسم کی اولاد کو چاہتی ہے۔ آپس میں لڑوا دینا[136] خونریزی کرا دینا۔ اسکے بائیں ہاتھہ کا کھیل ہے۔ مثلاً جھوٹ موٹ کو یہہ کہدینا کہ فلاں ابن فلاں نے اُسے بُری نیت سے اشارہ کیا ہے۔ یا ہاتھہ پکڑا ہے۔ یہہ بات سنتے ہی بلا التفتیش فوراً کی فوراً جنگ و خونریزی رکھی ہوئی ہے مگر اسے ہماری نورِ عین اور لختِ جگر بیٹیو! ایسا تم ہرگز نہیں کرنا ؎

سیرت کے ہم غلام ہیں۔ صورت ہوئی تو کیا

سرخ و سپید۔ مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

دیکھو۔ یہہ تہمت عظیمہ تمہارے لئے عظیم الشان گناہ ہوگا۔ زلیخا کا پاٹ نہ پڑہنا کہ

یوسف بہ ریسمان و زلیخا بچاہ رفت

کا مضمون ہو۔ ورنہ کبھی بخشایش نہ ہوگی۔ تمہاری ساری خوبیاں کوڑی کی تین تین ہوجائینگی۔ شریفہ و عفیفہ بنی رہو۔ ورنہ ؎

مہ چو لاغر شود انگشت نمائی گردد

عورت[137] جس قدر کذابہ ہوسکتی ہے۔ اُسی قدر صدیقہ بھی ہوسکتی ہے۔ مرد نابکار ہزار بار جھوٹی حلف لینے کو تیار ہوگا۔ مگر عورت ایک بار بھی آمادہ نہیں ہوگی۔ اتفاق سے اگر اُسنے مجبوراً ایسا کیا بھی تو دل ہی دل میں امان امان پکارتی رہے گی اور خدا سے ڈرتی رہے گی۔ بڑی خدا ترسا ہے۔ اسکے ناجائز بیہودہ نتیجی کے فعل سے

اکثر ناہنجاران زمانہ نے بے طرح ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے کہ کسی غیر عورت یا امرد کو پردے میں بٹھا کے جھوٹی گواہی دلوائی ہے۔ تجربے اور رپورٹ سے یہہ بھی بات ثابت ہوئی ہے کہ محبوداں زمانہ بکثرت امرد پرستی و نمک حرامی و محسن کشی و احسان فراموشی و بدگوئی کے مذہب کا پیرو کار ہیں۔ اسے معاذ اللہ ٥

بادِ دشنام باوِ شیر است
اثر بد۔ چو آہنی تیر است

اے اچھے لوگو! ان کو بیشتر از فوراً دنیا سے نکالو۔ بدکار۔ لوگوں کو مجبور کر کے خود کو بدکار کہلواتا ہے۔ اگر نہیں کہلایا جاتا تو بُرے بھلے سب کو اچھا بُرا کہہ کے برا بھلا سننا چاہتا ہے۔ یہی محبود ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ لوگ اُسے بھلا سمجھیں کیا ظلم ہے واللہ ٥

رواں نساختہ۔ ابجد۔ بمکتب معنی
مگر۔ بعلم جہالت۔ یگانہ اُستاد

لاحول و لاقوۃ الا بالعین۔ خیر دیکھو[۱] عورت پر تعلیم کا اثر بہت جلد ہوتا ہے مسمریزم کا اثر بہت جلد قبول کرتی ہے تو وہمی بھی بہت ہے۔ اس پر وہم کا جمتا فوراً سوار ہوتا ہے۔ اور نقالانِ زمانہ کی طرح حال قال لاتی ہے جھومتی ہے۔ اور جھومتے جھومتے اس نوبت تک خود کو پہونچا دیتی ہے کہ بے ہوشی کا ہونا لابدی ہو جاتا ہے دانت اس زور سے بالقصد باہم ملا[۲] دیتی ہے کہ رستم وہمی بھی اسکو جدا نہیں کر سکتا

(۱) عام لوگ اسے دانت کا رکہتے ہیں۔

وَ النشدہ ؎ پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی۔
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور واقعی قدرتی طور پر ایسا ہے بھی کہ رحمت اور زحمت دونوں کی آغاز اسی کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے پھر مرد تک پہونچتی ہے۔ اسپر اد بار آنا مرد پر اد بار آنیکی نشانی ہے۔ اسپر اقبال کا حملہ کرنا۔ مرد پر حملہ کرنے کی نشانی ہے۔ جیسے طاعون اکثر پہلے عورت کو ہوتا ہے اُسکے بعد مرد کو۔ آتشک۔ سوزاک۔ کوڑھ۔ خرابی نسل سب پہلے اس سے شروع ہو کر مرد تک پہونچتے ہیں۔ اسی طرح صحت و تندرستی و اقبال وغیرہ وغیرہ کے بارے میں بھی سمجھنا چاہئے۔ یوں تو یہہ خرابی تمام میں پھیلی ہوئی ہے مگر جھجو کے یہاں زنانہ و مردانہ دونوں خرابیاں متوازی جارہی ہیں ؎

آہ کو رو کا تو سینہ جل گیا
تھم رہے آنسو۔ تو آنکھیں آگئیں

کا مضمون ہو رہا ہے۔ عورتیں کذابہ۔ کیادہ۔ خبائثہ۔ کینہ کش۔ ناسپاس۔ جنگجو۔ بدظن (خاصکر اپنے مرد سے۔ اسلئے کہ مرد بدچلن نہو) جاہلہ۔ حمیقہ۔ بدنہاد وغیرہ وغیرہ بھی ہیں۔ اور اُسی وقت اُسکے مخالف صفات والی بھی۔ گویا جامع الصفات ہیں۔ مکمل الاخلاق[1] ہیں۔ ابتدا ہیں۔ انتہا ہیں۔ گن بھی ہیں۔ گھن بھی ہیں متنزلہ ہیں۔ مہدیہ ہیں رحمانہ ہیں۔ شیطانہ ہیں۔ السدیا لاڑو ہیں۔ ستارہ ہیں۔ ندا قسہ ہیں۔ خالقہ ہیں۔ باریہ ہیں۔ مصورہ ہیں۔ اولات الربوبیت اور اولات الجلال

(۱) مکملۃ الاخلاق لکھنے کی ضرورت نہیں۔

والاکرام ہیں۔ عملاً رحمۃ للعالمین ہیں۔ لہٰذا اسماء الحسنیٰ کی شان و مصداق ہیں یا
چاہے جنت میں لے جائیں۔ یا جہنم میں لے جائیں۔ یا خدا تک پہونچا ہیں۔ ان کو
بالکل اختیار ہے۔ خادم الخلق ربکم یا خلق کا مضمون ہے سب انہیں کا جلوہ ہے
یہ نہیں تو سب اندھیرا ہے۔ بچو۔ ان سے۔ ڈرو ان سے۔ پناہ مانگو ان سے!
ان کی سخت ادب کے ساتھ عزت کرو۔ سقراط۔ سعدی۔ نپولین۔ سب اپنی
بیوی سے ڈرتے رہے۔ پادشاہ اور اوتار بھی ڈرتا ہے۔ عورت کی چند خصوصیات
اوتار جیسی ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر اوتار کو مان کر اس سے کہا جائے کہ آپ کا پیشرو اوتار
جو آپ نہیں تھے دوسرا تھا۔ وہ آپ سے بڑا ہے۔ مگر پھر بھی ہم آپ کو اوتار ہی سمجھتے
ہیں۔ ہمارے حق میں دعا کیجئے۔ تو وہ صاف اخلاق و نرمی سے کہدے گا
کہ جو ہم سے بڑا ہے اسکے پاس جاؤ۔ اور برخلاف اسکے دوسرا یہ کہے کہ ہم تو
سب کچھ آپ ہی کو سمجھتے ہیں۔ آپ صبحِ صادق ہیں اسلئے ؎

صبحِ کاذب از دروغ بے فروغ
ہست پیشِ صبحِ صادق شرمسار

تو وہ اوتار اس دوسرے شخص کو دعا دے گا۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ
اپنی بیوی کے سامنے بھولے چوکے بھی کسی غیر عورت کے حسنِ صورت و سیرت
کی تعریف نہ کرے۔ یہاں تک کہ اپنی سابق بیوی کی بھی۔ کیونکہ اسکو سخت گزند
پہونچے گا۔ جیسے اگر تمہارے سامنے وہ کسی غیر زندہ مرد کی جملہ صفات کی تعریف

کرے تو تم کو برا معلوم ہو سکتا ہے۔ اور مشکوک ہو سکتے ہو۔ اسلئے وہ بھی اپنے پہلے شوہر کا ذکر نہ کرے۔ پس عورتوں کو ناپاک نہ سمجھو کہ اُن کی سُسرال (یا سمدھیانہ) کا کھانا ممنوع العمل سمجھا جائے۔ داماد اور بہنوئی کو داماد اور بہنوئی کہنا گناہِ عظیم گردانا جائے۔ یا شرمانے کی عادت ڈالی جائے۔ خواہ اُنکو ڈائن اور ساحرہ کہکر ٹھوکا پیٹا جائے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ نہایت گناہِ عظیم ہے۔ عورتیں اختناق الرحم کی حالت میں غیبی باتیں کرنے لگتی ہیں گویا ان کا مرض بھی وحی والہام کا کام کرنے لگتا ہے۔ جب تک اختناق الرحم ہے ختمِ وحی نہیں ہوتی۔ جہلا کا مقولہ ہے کہ عورتیں ناقص الاعضاء و ناقص العقل ہیں۔ انکو ناک نہ ہو تو نجاست کھائیں تو ناقص الاعضا و ناقص العقل کا فرزند کیا کہا جائے گا؟ فرزندِ ناقص العقل ہی کہا جائے گا۔ کیا یہہ نام اچھا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ پھر تو کوئی عورت بھی دہرم مائی دام المومنین نہیں کہی جاسکے گی۔ نہ اسکی کسی بات پر آمنّا و صدقنا کہکر تصدیق کی حاجت ہوگی۔ کیونکہ ناقص العقل ہے۔ تو یہ مقولہ ایک دم لغو و بیہودہ ہے

جاہلاں را ہیچکس مشمار

کیونکہ جو خود کو کامل الاعضاء و کامل العقل کہکر ناقص الاعضاء و ناقص العقل کا محتاج ثابت کرے۔ اور اُسکا بیٹا بنے تو وہ کب کامل الاعضاء وغیرہ ہوا۔ بلکہ عورت ہی [illegible] سے کامل الاعضاء ہے کہ ایک عضو سے مدخل و مخرج دونوں کا کام لیتی ہے۔ رہی یہ بات کہ ناک نہ ہو تو نجاست کھائے تو بعینہٖ الدا اسکی

ناک موجود ہے۔ لیکن اگر مردوں کی ناک تھو تو وہ کیا کریں۔ چنانچہ بعض مرد و عورت دونوں نکٹے ہیں۔ مگر ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا جو ناک کی منافی و عدم ہونے پر دال ہو۔ اسواسطے مردوں کو سمجھنا چاہیئے کہ عورتیں مردوں کی ناک ہیں۔ یہہ چاہیں تو اُن کی ناک رکھیں یا جڑ سے کاٹ دیں ۵

سرد لوہا جو ہے لوہار و گرم لوہے کو کاٹ دیتا ہے

پس لغو باتوں کی طرف رخ نہ کرو۔ عورت کو جنسِ لطیف اور صنفِ نازک کہتے ہیں۔ یہہ لقب مرد کو حاصل نہیں۔ جنس الرجال سخت و کرخت ہے۔ عورت بانزاکت لطف و لطافت۔ حسن و جمال۔ جسم و جان و صفات بخشی او لا د کی ذمہ دار ہے۔ برکت و راحت۔ محبت و خدمت۔ استغنائی و بے پروائی۔ طاقتِ کہربائی و مقناطیسی جذب و کشش۔ صفاء مروہ کی ملکہ ہے۔ ذاتُ العصف و الریحان ہے۔ مردوں سے ٹیکس لینے والی۔ اُن کی مردی چھیننے والی۔ اُنکو فنا کرنے والی اُنسے صلواۃ و سلام لینے والی۔ اپنی پرستش کرانے والی۔ اگرچہ بعد از پرستش منکر ہوں۔ انقلاب ڈالنے والی منظرِ فطرت کی حسن و خوبی سے بہ تعریف و تعقید یا صد حیا۔ نہایت بہ خوش اسلوبی حظ اٹھانیوالی برخلاف اسکے مرد کو دیکھنا بھی نہیں آتا۔ مرد کو اگر کوئی خوش نما منظر نظر بھی آیا تو ٹکٹکی باندھنے کے سوا اور کچھہ نہیں آتا۔ اگر عورت راضی نہیں تو مرد کچھہ نہیں کر سکتا۔ جبر و تعدی سے رضامند کرنا دوسری بات ہے اسکا نام رضامندی نہیں ہے پس مرد کیلئے اسکی ایک غرکی کافی ہے بقولِ ہدا کہ ۵

بہر صد دشمن یکے شمشیر برانش بس است — یک کلوخش سنگیاں کافیست بہر صد کلاغ

[۱۴۸] عورت جو ہے سو جاذب التکان[1] ہے۔ خوشی افزا ہے۔ اسکی بدولت یا عام مصلحت سے علے العموم اتفاق کی بناء پڑ سکتی ہے۔ ایک ٹولی[1]۔ ایک دھرم[2]۔ ایک راج[3] سب ہو سکتا ہے ٥

بڑی خوش سلیقہ بڑی خوش سلیقہ — [illegible]

[۱۴۹] اسنے اپنے بچوں اور چیزوں کی حفاظت کے لئے [illegible] پالے پوستے جس سے محکمۂ پولس[2] کی بناء پڑی۔ یہہ بیان ہو چکا ہے کہ انسانی شکل میں درجہ بدرجہ زلالی تکملی سے بُرُوج المصنم کی طرح پہلے عورت ہی پیدا ہوئی۔ [illegible] یہہ کہنا ہے کہ عورت ہمیشہ بائیں پہلو کی طرف سے پیدا ہوا کرتی ہے یعنی دل کی طرف سے اسلئے اس میں شیریں محبوبیت ہے۔ جب حاملہ کو لڑکی پیدا ہونے والی ہوتی ہے تو وہ اکثر خوش رہتی ہے۔ اور جو لڑکا پیدا ہونے والا ہوتا ہے تو [illegible] اسکا متلا آتا ہے اور اسی قدر علیل اور سست رہتی ہے۔ [illegible] پیدا ہوا کہ عورت کا ظہور باعث خوشی ہے۔ اگرچہ خواب میں ہو چکا اور [illegible] کی عورت ہی [illegible] ہے۔ کہا جاتا ہے [۱۵۰] [illegible] دودھ ڈالدے اور جوں مرجائے تو [illegible] لڑکا ہے نہیں تو لڑکی۔ تو گویا مرد موت ہوا۔ اور عورت حیات۔ اسی لئے عورت کو حوا کہتے ہیں یعنی سرچشمۂ حیات۔ اسی سبب سے پہلے عورتوں کا نام لیا جاتا ہے جیسے دادی آل۔ نانی آل

(۱) جاذبۃ التکان کہنے کی ضرورت نہیں (۲) [illegible] اضافت ہو سکتی ہے۔

سسری آں دکثرت استعمال سراں۔ و نیز سیتارام۔ ابن آمنہ وغیرہ۔

مرد کو دیو بولتے ہیں یعنی دینے والا۔ اور عورت کو دیوی بولتے ہیں یعنی لے اڑنے والی
اور عورت کو حور کہتے ہیں یعنی صاف ستھری۔ روشن چشم۔ چودہ۔ فرنگی۔ وہوین۔ اسی کی
مزاری ہے۔ عورتوں کو میری جان کہتے ہیں۔ اور خدا کو جانِ عالم۔ یا جانِ جاناں
خواہ کچھ بھی۔ اور انگریزی میں بھی بیوی کو جان ہی کہتے ہیں یا جو جنا کے لفظ سے بنا ہے
کیونکہ انگریزی میں (جی) کو (ج) سے بدلتے ہیں۔ لیکن بلکہ ہر زبان کا لفظ ہوتے ہیں
ہوا سے جیو۔ خطرے کے وقت پہلے بچوں اور عورتوں کی حفاظت فرض ہے
عورتوں کو مکمل پردہ رکھنا گناہ ہے خیال رکھنا چاہئے کہ حاملہ عورت سے تا ولادت قصاص
قصاص نہیں لیا جاتا۔ مگر مرد عورت سے بہت کچھ پا سکتا ہے۔ سمجھ لوک سب۔ بالکل حق آقا
اگرچہ مرد میں ہے قوتِ جسمانیہ۔ قوتِ دماغیہ۔ قوتِ ارادیہ۔ قوتِ ناطقہ۔ قوتِ
غضبیہ۔ قوتِ حسیہ۔ قوتِ جودیہ۔ نیز جتنی الرعونت ہوتے ہیں۔ بوجہ عدم استحاضہ
و زچگی دیر تک جوان رہتے ہیں۔ زیادہ بیرونی کام کاج ہونے سے کثیر الفراغت ہوتے
ہیں۔ محتاج قلیل الستر ہونے میں نسبتاً عورت سے فوقیت رکھتا ہے۔ بگ یاد باد کرے

گرچہ دستِ اہلِ دولت ہست در ظاہر بلند
دستِ اربابِ دعا بالاترین دستہاست

کیونکہ مرد کی ان جمیع صفاتِ مذکورہ بالا میں عورت بھی شریک ہے۔ اس لئے
یہ سب صفات مشترکہ ہیں۔ مگر ہاں یہ البتہ کچھ وری ہے۔ سینہ زوری۔ لوٹ مار۔

دلکیتی ہے مرد کی مخصوص صفت ہے۔ اگرچہ اس میں بھی عورت تھوڑی بہت مدد دے سکتی ہے۔ اور اسی کے لئے یہہ سب کیا جاتا ہے۔ لیکن خیر یہہ مردوں ہی کی خالص صفت بلاشرکت غیرے تسلیم کر لی جاتی ہے۔ جو خدا کی عنایت سے ہرگز مستحسن فعل نہیں۔ پس ؎

کرو بار اگر ذکر آں خدا ئیکی — حصول لذتہائے جنس نخواند بود
چنانکہ ذکر حسیناں و لذت معروف — ہر آنکہ منکر فطرت بود تشود مردود

اگر ایسا نہیں ہے تو حقیقی عشق کے اظہار کے لئے زلف و کاکل کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر تمام راگ، رقص و قوالی میں یہی سب باتیں ہیں۔ چنانچہ قوم معلوم کی تمام شاعری کی کتابوں میں براہ مجاز اس قدر معشوقانہ دلربائی کی قدردانی و تعریف پائی جاتی ہے کہ شاید کسی اور قوم کی کتابوں میں ہو۔ جیسے اگر عورتوں کی زلف کو سحاب کرم۔ یا شب یلدا سے نسبت و تشبیہ دیگئی ہے تو مانگ کو کہکشاں سے + چہرۂ روشن کو مصحف و شمس الضحےٰ سے تو ہنسی کو برق وار تجلی سے + ابرو کو کعبۂ عبادت گاہ سے تو انکی ذات مجسمہ کو تلمیحاً یا اصلاً۔ برق طور یا ذات باری تعالےٰ سے کہ ؎

از فرق تا قدم ہمہ جان است آں نہال
گویا کسے بشکل بشر رو نمودہ است

بس انتہا ہوگئی۔ کائنات و ما فیہا مع مالک کائنات سب کو فدا کر دیا۔ کیا کہنا چاہئے کائنات کا ایک انڈا یعنی برہم انڈ قیمت یا دین مہر ہو چکا۔ مگر یہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

کہنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس کلام کے گائے جانے پر اُچھل کود ہوتی ہے۔ حال قال لایا جاتا ہے۔ عورتوں کے حسن و خوبی کے بیان و سماعت سے وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ دیدار(۱) الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا ذکر و یاد پیر و دستگیر کا کام کرتی ہے۔ پھر عورت کو کسقدر محُسنہ سمجھنا چاہیئے مگر ایسا نہیں سمجھا جاتا۔ برتاؤ سے بالعموم ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو خاکِ پاپوش سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ کیا تو محسن کُشی نہیں ہے؟ ضرور ہے + اسلئے ممتحنِ زمانہ و اُستادِ ازل فعل کو دیکھ کر خوبی و خرابی کے متعلق حکم لگا کر جزا و سزا کی طرف مائل ہوگا۔ حرف زبانی باتیں اور قول ناکارہ سنکر عمل نہیں کرے گا۔ جیسے اگر زید پر امیر و غریب ہونے کا حکم لگایا جا سکے گا تو اُسکے مقبوضات کو مدِ نظر رکھکر حکم لگانا پڑے گا۔ نہ کہ پرائی دولت و مقبوضات۔ دوسرے دکان کو نصب العین رکھکر۔؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کسی کو جہان بھر کا سارا کتب خانہ ہی کیوں نہ یاد ہو لیکن اگر اُسکو کتابِ درسی و نصابی و مقررہ نہیں یاد ہو یا اُس کا خاص خاص حصّہ یاد ہو۔ یا فرض کیا جائے کہ بالکلیہ یاد ہو۔ لیکن جس دم ممتحن امتحان لینے لگے تو اُسے سادہ لوح پائے تو اس سے وہ پاس نہیں کیا جا سکتا ہے برابر فیل یا ناکامیاب کر دیا جائے گا۔ اسی اصول کو پیشِ نظر رکھکر یہہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں قوم و ملت کے مذہبی خواہ حیاتی قانون و دستور العمل میں سب مسائل ضروریہ ہوں یا نہ ہوں۔ اِس سے کچھ بحث نہیں۔ بحث تو اس سے ہے کہ ممتحن نے لوگوں کے زیرِ عمل کیا دیکھا۔؟ اُسی کی مناسبت سے فیل یا پاس ہونے کا حکم لگا۔

(۱) جن قواعد کی رو سے گفتار و رفتار تانیث کی جاتی ہیں اسی طرح دیدار بھی تانیث ہے۔

بحفظا ؎ مصرع آشخوار کے لذت تشنا سد وانہ را

چنانچہ عمل کے دیکھنے سے ثابت ہوا کہ بہت سے مقامات میں عورتوں کی بے انتہا بے قدری و بے حرمتی ہے۔ اور ہر طرح کی برائی تو متنزاد ہی ہے۔ تو بروں کے بال بال نے گوند سے اتحاد پیدا کرلیا ہے۔ اُن کے بال بال دشمن نکلے ہیں کہ اگر کوئی ان کے بال کو برائی کے گوند سے چھوڑانا چاہتا ہے تو ان کو چرکا لگتا ہے اور چلاتے ہیں مگر یہہ نہیں معلوم کہ چھوڑانے والا سرکار ہے جسکی آمد کی نقیبوں نے خبردیتے دیتے خبر و نقابت کا خاتمہ کردیا کہ لو سرکار آگئے۔ اب نبوت کیسی؟ ؎

پردہ از رخ۔ چوں فگند۔ آں ماہ طلعت۔ وقت شام
بعد مغرب۔ شد عیاں۔ بر بام گردوں۔ آفتاب

اِس صورتِ حال کو دیکھ کر اب حکم لگایا جاتا ہے کہ حق کو ہمیشہ ہمیشہ حق ہونے کا حق حاصل ہے۔ تو یہہ حق بات ہے کہ سچی تعریف وہ ہے کہ جسکو دل بے چون وچرا قبول کرلے۔ جیسے قدرتی طور پر ہرایک مرد کے دل میں خدا نے عورتوں کی محبت شدت سے ڈالی ہے۔ مگر مرد ناہنجار و کافر مطلق ہو کے خود غرض ہو کر تعصب و حق تلفی کی طرف مائل ہوتا ہوا ان مرید ہونے کو عیب گردانتا ہے حالانکہ دل سے مرید ہے (جیسے ہادی برحق کا اور اُسکے صحیح و حقانی اقوال و ہدی کا۔ مگر زبان وعمل سے اقرار نہیں کرتا۔ مرتد ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے

اگر گیتی سراپا۔ باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد کا مضمون ہے)

اسلئے وہ خدا مرید بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُسکی محبت ولاً وعملاً مکمل نہیں کہ محبت و
ولایت ازلیہ اور حقیقیہ کا مستحق ہو۔ وہ سخت محسن کش اور احسان فراموش ہے۔ بناءً علیہ
مردودِ ازلی ہے۔ اپنی مردودیت کے صلے میں یوں آئندہ آفت ہائے رنگارنگ کے
عمل سے کچل ڈالا جائے گا۔ اور کچل ڈالا جارہا ہوگا۔ بلکہ کچل ڈالا جاچکا ہوگا۔
لہذا ؎

چہ حاجت کہ پا بفلک گوئی علوم
کہ ضائع شود تخم در شور بوم

پس جو لوگ حساناً و رحمتہً سربرآوردہ ہیں اُن پر قدرتی طور پر فرض ہے کہ جب ایسے
ظالم بدکار کو ناممکن الاصلاح پائیں کہ وہ زن۔ زمین۔ زر۔ کو نجس سمجھ رہے
ہوں۔ اور خود کو عبد المجبور کہتے ہوں تو لایقین خود کو عبد المختار کہکر اُن کے سارے
اختیارات علی حسبِ مدارج جو دیئے گئے تھے چھین لیں۔ اور کہیں کہ نور و ظلمات خدا نے
تمہارے اختیار میں دیا ہے جسکو چاہو اور جیسے چاہو استعمال کرو۔ اُس استعمال
کی مناسبت سے اثر ہوا کرتا ہے مثلاً تم نے آنکھ کھولی تو اُجالا ہوگیا۔ اور آنکھ بند
کی تو اندھیرا ہوگیا۔ دونوں تمہارے اختیار میں ہیں۔ اسی طرح خیر و شر بھی ہیں
خدا اُس سے بری ہے۔ مگر تم نے خدا پر الزام رکھا اسواسطے سزا کرتا ہوں اسکے
بعد اُن کے مال و متاع۔ مکان و عورت اور بچوں کو چھین کر انہیں سزا دیں کہ اُن کو
چھوٹا موٹا کام کرنے کو دیں۔ یا سخت سے سخت کام لیں تا کہ دنیا کی درستگی کا کام
انجام پائے۔ اگر اس پر بھی درست ہونے کی امید نہ ہو اور شرارت نہ چھوڑیں

جائیں
توحصولِ تجاربِ بوقلموں کے لئے انھیں تختہ مشق بنائیں کہ عذاب کی موت مرنے
یہ سزا بھی اگر ناکارہ ہو اور ان کا وجود موجبِ خرابی ثابت ہو تو پیشتر از فوراً
کھال کھینچکر مار ڈالو کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ کیونکہ ؎

تا نرنجد یار۔ کے عاشق گردد آشنا
بے بریدن۔ شاخ را۔ پیوند کردن کی روا است

اس لئے یہہ فعل ثواب کے درجہ سے کروڑہا درجہ بڑھا ہوا سمجھا جائے گا کہ آئندہ
نسل کو اسکی صحبت و پست خیالی کے زہریلے اثر سے بچایا گیا۔ یہہ کشت و خون ہرگز
ہرگز بے وقت و بے محل و بے موقع نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ بے موقع ہونے کی
مثال یوں ہے کہ ؎

بر سرِ ما ذرّہ آفت۔ نو بہ نو۔ نازل شود
تازہ تبدیلاتِ ہردم۔ تو بہ تو[1]۔ نازل شود

تو کوئی ایسا[2] ارزل العمر شخص ہوگا جو آخر عمر میں بہرا۔ اندھا۔ پوپلا۔ لولہا۔ لنگڑا
لوتھ۔ نامرد۔ بانجھ۔ یتیم و خبط۔ نہ ہو بیاہو تو اسوقت اسکو یتیم و خبطی و نامرد
کہنا کوئی خاص بابت و حیرت و حسرت۔ اہمیت و ندرت۔ دلچسپی و دلربائی۔ عظمت
و وقعت۔ اور خوشگوار و مزیدار معنی ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہہ کہنا بالکل بے محل و بے وقت
و بے موقع معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ سب باتیں ٹھیک اپنے زمانہ پر لاحقِ حال

(۱) تہہ بہ تہہ (۲) اِس جگہہ علم تلمیح کو بڑا دخل ہے۔

ہوئی ہیں۔ ہاں اگر اٹھارہ برس کی عمر میں ہوتیں تو اگرچہ وہ کسی سبب سے ہوتی ہوتیں مگر مکروہ المکروہ اور افسوسناک تھیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ ؎

گر پیر نو سالہ بمیرد۔ عجبے نیست

ایں ماتم سخت است۔ کہ گویند۔ جوان مرد

اسی طرح اگر بے وقت۔ و بے محل۔ و بے موقع کشت و خون و غارتگری ہو تو البتہ ظلم اندر ظلم ہے۔ ورنہ ٹھیک وقت پر ہے۔ اور ہونا ہی چاہیئے۔ اسواسطے عورتوں کو بے حرمت سمجھنے والے اور اس پر کاربند ہونے والے کے ساتھ جسقدر بدسلوکیاں کیجائیں گی۔ تو ان بدسلوکیوں سے خدا اور خداوند بے انتہا خوش ہیں۔ اور اس پر راضی رہنے والے راضی ہیں ؎

گر ضرورت بود روا باشد

چہ جائے کہ ایسی مبارک جائز ضرورت؟ ! سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ تو یہہ جائز ضرورت ہے کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔ خدا ہمچو کناو ! بس یاد باد ا ؎

نظم

اصول[1]

تا وقتیکہ آو آب[1] کسے۔ نشدہ بعیدہ	ہرگز نہ رخ بیکر اقبال۔ بدیدہ
تا وقتیکہ۔ سر مہ نشدہ۔ در تہہ دو سنگ	ہرگز۔ نہ کسے نشخص۔ بہ دو چشم کشیدہ
تا وقتیکہ۔ شانہ نشود۔ در تہہ ارّہ	ہرگز نرسد بر سر گیسوئے خمیدہ
تا وقتیکہ۔ سفتہ نشدہ۔ لوکو لالا	ہرگز۔ بہ گلو ئے۔ کسے دلبر نرسیدہ

تا وقتیکہ گِل۔ صورت کوزہ نگرفتہ | ہرگز نہ لعاب دہن لعل چشیدہ
تا وقتیکہ خامہ۔ نشدہ در تہہ کارد | ہرگز سر انگشت نگارے نکشیدہ
تا وقتیکہ سائیدہ نشد برگ حنائے[1] | ہرگز بکف پائے جمیلہ نرسیدہ
تا وقتیکہ افسردہ نشد۔ برگ گل تر | ہرگز نہ کسے شخص از و عطر کشیدہ
تا وقتیکہ ماکول[2] نشد ہضم بہ معدہ | ہرگز نہ بتدریج بہ اللہ رسیدہ
تا وقتیکہ ہادی نشدہ تنگ ز خلقت | ہرگز ز خدا آفت بیچوں نرسیدہ

تا وقتیکہ۔ آفت نہ رسد بر سر خلقت
ہرگز نہ دود جانب یحییٰ بہ عقیدہ

(۱۵۶) تو چونکہ عورت اکثر الاکاثر جملہ امور میں حسن و خوبی کی دل سے پیرو کار ہے اسواسطے اُسکے دین و آئین کو دینِ احسن کہتے ہیں۔ یا دوسرے لفظ میں دینِ زن کہتے ہیں جسکو براہِ عزت و عظمت و اہمیت صاف نمایاں کرنیکے لئے دیناکِ زن لکھا جانا شروع ہوا (یعنی معزز اور پیارا دین عورت کا) پھر دیناکِ زن کا لفظ مقلوب ہوکر زن دیناک ہوگیا۔ بعدہٗ معرّب ہوکر زندیق ہوگیا۔ جیسے منجنیک سے منجنیق۔ تو زندیق کے اصلی معنی خوبی پسندی کے ہوئے جو آجکل اسی طرح برے معنی میں مستعمل ہونے لگا ہے۔ جیسے صلوٰۃ کا لفظ دشنام کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ ولی کا لفظ بھولے بھالے بے وقوف کے معنی میں استعمال ہوتا

---

(۱) یائے تنکریہ بمعنی کچھ (۲) غذا

بصیر و حافظ صاحب کا لفظ مادرزاد اندھے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اور ازیں قبیل بہت سے الفاظ ہیں۔ نیز اسیطرح مقلوب۔ و مبدل۔ و معرب بھی ہوتے گئے ہیں۔ جیسے ماء السری۔ اسپغول و آبریز وغیرہ کا لفظ ہے۔ اس میں پہلے لفظ کی تشریح یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح سالیگرام یا فلاں دیوتا کے پاؤں کی خاک کے تلے سے فلاں قسم کا پودھا نکلا۔ اسلئے اُس پودے کا نام ہی پاؤں کے تلے سے" پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ یہ لفظ خالی "تلے سے" بولا جانے لگا۔ پھر مخفف ہوکر "تل سے" ہوگیا جو آجکل تُلسی (ناز بو) بولا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان کے اصطبل کے پاس ایک درخت نکلا۔ اسکا نام ماء السری رکھا گیا۔ جسکے معنی و مطلب یہ ہوے کہ " گھوڑے کے پانی یا پیشاب کے اثر سے نکلنے والا درخت" کیونکہ سنسکرت میں گھوڑے کو آسو کہتے ہیں جو مفرس ہوکر اسپ و اسوار بنا۔ پھر سوار کے لفظ سے سرا بنا۔ پس ماء السرے بگڑ کر مولسری بنگیا۔ اب دوسرا لفظ اسپغول کا ہے کہ اصل میں وہ گوشِ اسپ تھا۔ مقلوب ہوکر اسپِ گوش ہوگیا جیسے موے کاس سے کاسمو۔ یعنی سُور کا بال۔ اور خداوندِ ناؤ سے ناخدا پس اسپِ گوش رفتہ رفتہ اسپِ غوش ہوگیا۔ اسکے بعد اسپغول ہوگیا۔ چونکہ اسکی شکل گھوڑے کے کان جیسی ہے۔ اسلئے یہ نام پڑا۔ تیسرا لفظ آبریز کا ہے جو معرب ہوکر آبریق بنگیا ہے۔ جیسے منجنیک سے منجنیق یا چمپے سے زنبق یعنیہٖ اسی طرح زندیک کا لفظ دینکِ زن سے معرب ہوکر زندیق بنا ہے

جسکو بُرے معنی میں استعمال کرنے لگے کچھ مضائقہ نہیں ہے ۵

پایۂ عزت ۔ بلندی گیرد ۔ از افتادگی

از قلم ۔ چوں حرف گیرد ۔ بر سرِ جائے دہند

پس عورتوں کا دینِ حق ۔ خالص خوبی و آیا فی ہے ۔ اور خود ہی خوبی وحسنات ہیں ۔ جنت وراحت ہیں ۔ عورت (۱۵۷) جسقدر اپنی حجامت بڑہائے زیبا ہے بخلاف مرد کے کہ اسے بالکل نازیبا ہے ۔ اسپر حبٹ اور کاکل کا بڑہانا تو اور اضافۂ نازیبائی ہے ۔ خدا کو ہو کہتے ہیں ۔ اور مرد کو بھی ہو کہتے ہیں اسلئے مرد خدا کا ہمضمیر ضرور ہے ۔ اور ان دونوں کے اسماء اور القاب کثرت سے تسلیم کئے جاتے ہیں جیسے اللہ ۔ رحمن ۔ رحیم ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اور مرد القاب وخطاب کے لئے مرتا رہتا ہے ۔ عورت (۱۵۸) القاب وخطاب کی لالچی نہیں بالکل بے نیاز ہے ۔ (۱۵۹) عورت کو مرد ملجانا بالکل آسان ہے ۔ مگر مرد کو عورت کا ملنا بڑا مشکل ہے ۔ جیسے اُجلے کو کالا کردینا اک دم آسان ہے مگر کالے کو اُجلا کرنا بالکل مشکل ہے

ہمیر ابھی قاصر رہجاتا ہے ۵

تربیت ۔ نا اہل را ۔ چوں گردگاں ۔ بر گنبد است

(۱۶۰) عورت کی گواہی اُسکے بچے کے بارے میں کہ وہ کس کا بچہ ہے ۔ ابن الغیب ہے یا ابن الحاضر ۔ صرف اسی ایک عورت کی گواہی کافی ہے ۔ بالکل چار گواہی کی ضرورت نہیں ۔ مرد کہیں اکیلا گواہ نہیں بن سکتا ۔ سب (۱۶۱) روحیں ماں کے پیٹ میں

داخل ہوتی ہیں۔ اور ماں ہی کے پیٹ میں (۱۶۲) جسم و جان والی بنتی ہیں۔ باپ کے اندر نہیں بلکہ باپ خود اُسکے اندر پوت کی شکل میں جنم لیتا ہے تو اپنی جنم بھوم (زاد بوم) کو بُرا کہنے والا جس گھاٹ سے پانی پیئے اُسکو گندہ کرنے والا یعنی عورتونکو بُرا کہنے والا ضرور۔ اپنی ماں بہن۔ جورو بیٹی کو بُرا کہتا ہے۔ اُسکا کچھ اعتبار نہیں تو چونکہ عورتوں (۱۶۳) کا کلپنا۔ خاصکر بیوہ کا رونا۔ اور اُسکی بددعا کا اثر بہت جلد پڑتا ہے اسواسطے اُن کی ایذا رساں ہستیوں پر پڑے گا۔ بلکہ پڑ چکا۔ اگر اب بھی لوگ سنبھلنا چاہتے ہیں تو اُن سے معافی چاہکر تربیت آب احترام کے ساتھ دائماً ابدا سلوک کرتے رہیں ورنہ خیریت نہیں کیونکہ ؎

راستی پیشہ کند۔ گر بادشاہِ دین و آں
در گروہِ راستبازاں۔ سروری حاصل کند

تو راستی پر آؤ۔ اور غور کرو کہ (۱۶۴) تمیز و شعور۔ آداب و تہذیب۔ اعزاز و احترام۔ اخلاق و ہمدردی۔ انسانیت و شرافت۔ رحم و کرم۔ جو ہو سچا شفقت و محبت کے مجموعہ عطر کا جوہر۔ عورتوں کے ایک مہذبانہ فعل میں اس طرح ملفوف پایا گیا جسکا جواب یا نمونہ آجتک مردوں سے نہ ہو سکا۔ اگر اس تہذیب کا نام مربیانہ و فیاضانہ۔ شاہانہ و بادشاہانہ مسیحانہ و خداوندانہ۔ نورانی و ربانی۔ سبحانی و رحمانی تہذیب نام رکھا جائے تو زیبا ہے چنانچہ وہ ہمدردانہ تہذیب عطیہ یہ ہے کہ اپنے پرائے کے سفر کرتے وقت یا جدا ہوتے وقت جو خشنا و خوشتر تراش جس آخر اگر سے یا بٹے میں پیسہ۔ روپیہ

* پہلے کسی صفحہ میں جسم کا لفظ تذکیراً غلطی سے لکھا گیا۔

اشرفی نوٹ۔ جواہرات نورتن کے طور پر بنام الملہم الکائنات بازو پر تعویذ کی طرح باندھنا جسکے مہذبانہ معنیٰ معنوی صریحاً یہی ہیں کہ ہم تمھارے ہمسفر تو ہو نہ سکے اسلئے اپنی جگہ بہت بڑے ہمدرد و انیس و رفیق مبلغ الی الراحت دوست کو قوت بازو بنا کر ساتھ کر دیتے ہیں کہ ٹھیک وقت پر دستگیر و معاون ہو۔ جسکو مردوں نے اپنی نادانی و جہالت و کم بختی و لعنت کے سبب سے لغو و بیہودہ۔ نیز کفر و شرک وغیرہ سے نسبت دے کر اپنی خجالت و ندامت کا دفعیہ چاہا۔ حالانکہ بخدا ئے لایزال اس مرصع تہذیب کا جواب کسی طرح ممکن نہیں۔ اس پر بلائیں لینا۔ اور سب انگلیوں کا لگاتار پٹاپٹ توڑنا عجیب ہمدردی و جاں نثاری کی شان ظاہر کرتی ہے میں نے اس مبارک و متبرک و مقدس محترم لغویات وغیرہا کو جائز رکھا اور سب اچھی بات جائز ہے۔ مخالفین کو چیخ پکار کرنے دو ؎

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے

پس تہذیب مکرمہ کی موجدہ بھی عورت ٹھہری۔ مردوں کو چھیڑ تک دینا نہیں آیا اور اگر آیا بھی تو یہی آیا کہ تیس لاکھ روپیہ کا نوٹ جلا کر ایک پیالی چائے پلا تم آیا۔ اور ہٹی کے ڈھیر پر چادر چڑھانے آیا۔ تو اسی کو کہیں گے کہ ؎

منم گرسنہ۔ گربہ را پوستیں

چنانچہ اس فعل کا کچھ سود و بہبود نہیں۔ اب دونوں میں کون زیادہ تر مسرف بیہودہ و ناحمق ٹھہرا؟ کیا اب بھی عورتوں کی عزت کرو گے یا نہیں؟ گریبان میں منہ دے کر فیصلہ

محض صرف بے محل یہ مثال دیدینا کافی نہ ہوگا کہ اگرچہ عورتوں کی تعریف چاند
اور تاروں کی برابر ہو مگر مرد اکیلا سراجاً منیراً یا آفتاب کی طرح ہے کہ اسکے آگے
چاند تارے کند ہیں۔ تو اس طرح کی بہت سی لایعنی مثالیں دوسرا بھی قایم کرسکتا ہے
منجملہ اُن کی ایک یہہ بھی ہوسکتی ہے کہ قرابے کا قرابہ عطر بھی غلاظت کے آگے
کند اور مات ہے۔ اس سے غلاظت جو ہے سو عطر پر فوقیت نہیں لیجا سکتی۔
غلاظت کے مقابلے میں فضائل لانا چاہیے۔ عطر کو اس جگہہ سے ہٹا لینا چاہیے
اسلئے سراجاً منیرا والی مثال ایک محض ناموزوں مثال ہے۔ اس میں واقعیت نہیں ہے
کہ عملی جامہ پہنانے پر ویسا ہی نتیجہ اور اثر ہو۔ عیاں را چہ بیاں کا مضمون ہوگا
چنانچہ اس طرح سے مثال دینے کے لئے تو باپ اپنی بیٹی کے لئے اور ماں اپنے
بیٹے کے لئے مثال پیش کر سکتے ہیں کہ چونکہ اپنے باغ کا پھل کھانا کسی طرح ممنوع نہیں
ہوسکتا اسلئے ماں پر بیٹا اور باپ پر بیٹی حلال ہے کہ بایکدگر باغ کے پھل ہیں یا
برخوردار ہیں۔ یہہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جب تک دنیا میں صرف ماں بیٹا۔ یا باپ بیٹی
ہی نہ رہجائیں تو دنیا آباد کرنے کے لئے ممکن ہی کہ حلال ہوجائیں اور طبیعت گوارا کرلے
ورنہ مثال بالائی بالکل لغو و بیہودہ ہے۔ اسلئے عورت جو ہے سو ماشاء اللہ
عورت ہی ہے شکست وہ مثال نہیں دیگئی ہے۔ کیونکہ ؎

تیرِ قالیں اور ہے۔ تیرِ نیتاں اور ہے

(۱۶۵)

ہوت کا باپ۔ آن ہوت کی ماں مشہور ہے۔ یہاں بھی عورت ہی بیلا لے گئی

اتنے صفات پر بھی تمھاری زری سچی چمکار پر جان دینے کو تیار ہے کہ

عاشقاں ہر چند مشتاقِ جمالِ دلبرند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

کا مضمون پیش آتا ہے۔ اب یہہ سب دلائل سنکر جل بھنکر خاک سیاہ نہ ہو جانا۔ جیسا کہ یحییٰ کے نام سے جلن ہے کیونکہ وہ اسم اعظم ہے۔ دشمن سوز ہے۔ تو یاد باشد

نظم

اسمِ اعظم بر ہمہ اسماء ہمی باشد حکمراں	اعتراض در حجت دشمناں مگزار و خود کن امتحاں
نامِ یحییٰ آتشِ دوزخ بشد بہرِ حسود	سوختہ بستر آید با۔ چوں نام آمد بر زباں
امتحاناً نام گیر و صورتِ شاں را ببیں	خیرخواہش شادماں۔ ناخیرخواہش نیم جاں
خانۂ مخلص منوّر۔ خانۂ دشمن بسوخت	الاماں والاماں والاماں والاماں !!
در حقِ مخلص چو نور و در حقِ دشمن چو نار	گر نباشد ایں چنیں تا کے بگرد و آنچناں
فیض و برکت فیض و نعمت بہرِ مخلص جاری است	بہرِ دشمن صد خرابی۔ چار سو بربادیاں
خود ببیں تاثیرِ او را حاجتِ تشریح نیست	زیں سبب ضرب المثل گویم عیاں را چہ بیاں ؟

اسمِ اعظم گشت یحییٰ۔ در ہمہ اسمائے خلق
معنیش تاثیر بخشا۔ از مکاں تا لامکاں

مناقب الرّجال

مگر عورتو! یاد باد!!

کہ مردوں کی بھی بڑی تعریف و عزت ہے۔ بڑا مرتبہ ہے لہٰذا ؎

بیبہایش را بگفتی۔ نیز ہنرش را بگو

کے معنی کو ملحوظ خاطر رکھ کر تم سے کہا جاتا ہے کہ تم نے سنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ صاحب کو کبھی نہ کبھی انسانی جامے میں چھپ کر من و تو کے عالم کی سیر اور اپنی انگشت لگا کر ہوا کھانا مقصود تھا کہ ؎

آستیں بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی

کا مصداق ہو۔ اسلئے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں کہ اس ٹرک سے خدا صاحب کا نور عبور کرنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ زن و مرد کو ملا کر سجدہ کرنے کو کہا ہو کیونکہ انما المومنون اخوانا کے معنی میں عورت بھی شریک ہے۔ لہٰذا میں اس افسانہ وار تسلیمی دلیل کو نظر انداز کر دیتا ہوں۔ مگر یہ تو کھلی بات ہے کہ پادشاہی ہمیشہ تین چار طریقوں سے قایم ہوتی رہی ہے۔ ایک تو پنچایت اور تجارت سے ترقی پا کر۔ دوسرے ڈکیتی سے ترقی پا کر تیسرے اُستادی سے ترقی پا کر۔ تو تم

(۱) مردوں کی تعریف۔

عورتوں نے ان تین چار طریقوں میں سے ایک طریقہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تینوں
چاروں طریقے تمہارے لئے سخت مشکل و اہم ثابت ہوئے۔ ان میں سے
جو متوسط الذکر طریقہ ہے اسکے بارے میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ ڈکیتی
کی صفت مردوں کی غیر مشترک صفت ہے تو یہ پنچایت کے ذریعہ سے بھی بادشاہ
بنے ہیں اور ڈکیتی کے ذریعہ سے بھی۔ چنانچہ ترک کے لغوی معنی گنوار اور ڈاکو
کے بھی ہیں (لغت دیکھ لو) کاسک کا لفظ قزاق سے بنا ہے۔ انھیں سے
روسی شاہی قایم ہوئی۔ اور بادشاہ کا مرتبہ بیشک بہت بڑا ہے۔ ضرور بالضرور
واجب الاحترام ہے۔ خاصکر بادشاہِ عادل کا مرتبہ۔ اگرچہ تم عورتیں کر سکتی ہو کہ
بدمعاش۔ ڈاکو۔ بادشاہ۔ یا کسی بادشاہ پر جسمانی حکومت کر سکتے ہیں جس سے
کبھی نہ کبھی غدر کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ روحانی بادشاہ پر حکومت نہیں کر سکتے
جو اصلی ہے کہ کبھی غدر نہ ہو سو وہ تمہاری ذات ہے کہ ڈاکو اور بادشاہ سب کے
دلوں پر حکومت کر سکتی ہو۔ اور عورتیں ہی اکبر بنا سکتی ہو۔

همه آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ بر کف
بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

تو میں پہلی دونوں دلیلیں واپس لے لیتا ہوں اور تسلیم کر لیتا ہوں۔ کہ بیشک
سچ ہے۔ اب رہی استادی کی بات تو تم مرد و عورت دونوں ہستیاں گواہی
دے سکتی ہو کہ بالعموم ابھی تک کسی مردانی عورت کی امت بنتی چلی آ رہی ہو

کسی عورت کی امت یا شاگرد نہیں (یعنی گرو شاہ جمع رہنے والی بھتیاں) اگرچہ بنگال
کی کالی دیبی اور لوناچماری نے اس عرصے میں کچھ پتا لگایا ہے - تاہم بڑے
پیمانے پر یہ شرف و اعزاز مردوں ہی کو حاصل ہے - اسوقت بھی تمام عورتوں کی
مکمل معجزانہ صفات و شمائل کو ایک روحانی صورت ہی نے ظاہر کیا - وہ مردانی
صورت تاجدار [illegible] یا یہ کہئے کہ آپ ذوالعقول والقلم ہیں - اب تیسری
بات [illegible] یہ ہوگی کہ دو مردوں کی بابت یہ ہے کہ اگر سارے
مرد [illegible] ہو جائیں تو تمام کاروبار عالم درہم برہم ہو جائے گا مگر خونریزی تمام
ہی موقوف ہو جائے گی - تو حدیث کی رو سے مرد ہی عورت کو گھر سے جانیکا
حقدار ہے - عورتیں نہیں - مرد جب ہے سو دو چار عورت کرے سکتا ہے اگرچہ
یہ بات اچھی نہیں ہے مگر عورتیں دو چار شوہر نہیں کر سکتی لیکن پانڈو کے وقت
میں ایسا ہوا ہے اور دروپدی [illegible] اس بات کی مصداق ہیں - اگر مرد
نہ ہوں [illegible] سہاگ اور سنگوان سب خاک
میں ملجائیں [illegible] نہ اُن کا کوئی عاشق زار
و نگہبان [illegible] نہ کوئی اُن کے لئے سینے پر برچھی
کھا کر [illegible] ان کے ناز نخرے - غمزے - عشوے -
زینت و پیرایش کا خیال نہ رہے گا کہ اُن کو کوئی یہہ کہہ سکے کہ ع

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم — پس ازآنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

عورتیں اگر چولھے کے پاس بیٹھتی ہیں تو مرد بیچارہ انجن جو جہنم کا طبقہ ہے اسکے سامنے عرق آلودہ کھڑا رہتا ہے۔ کوہ کنی۔ کان کنی و جاں کنی و جفاکشی میں مبتلا رہتا ہے۔ یہہ سب محنت کی خراج گیر محذومہ عورت ہے۔ بایں وجہ اگر سجدۂ شکر زیبا ہے تو صرف قدرداں ہی کے لئے زیبا ہے کہ راستی کی پامالی بھی جو ہوتی ہو تو اُسکی آبادی ہی کے لئے ہوتی ہو۔ تم دونوں ایک دوسرے کو سجدہ کرو جیساکہ بقولِ عوام الناس تمکو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ محکوم ہوئے یعنی تمام قوائے خلقیہ ملکیہ نے جو مختلف شکلوں میں ہیں اور تمہارے زیرِ تسخیر ہیں۔ پس جو بات تم عورتوں میں ہے وہ مردوں میں نہیں۔ جو بات مردوں میں ہے وہ تم عورتوں میں نہیں۔ جو بات خالق میں ہے وہ مخلوق میں نہیں۔ جو بات مخلوق میں ہے وہ خالق میں نہیں۔ گویا کہ جو بات پانی میں ہے وہ روشنائی میں نہیں۔ جو بات روشنائی میں ہے وہ پانی میں نہیں۔ اگرچہ پانی کے اجزا روشنائی میں موجود و محلول ہیں اسلئے تبادلۂ جنسین و مبادلۂ عناصر و تاثر سے بایکدگر تکمیل کمال کرنا چاہیے۔ کہ دونوں کے اتحادِ توحید سے تنقیضِ افتراق[1] وتشتت تکمیلِ اجتماع و اشتراک مع ہوئیت[2] و ہیئت[3] علی التساوی[4] لحاظِ الجانبین ہو۔ کیونکہ ؎

آہ۔ مرد است۔ و عورت است اَلّا آہ

پس بگو۔ لا الٰہ ـــ اِلّا اللہ

---

(۱) دوئی (۲) مردانگی۔ (۳) زنانگی۔ (۴) برابر دو طرفہ لطف و ذوق کی طرح

یہہ ہےو ہا - لنگ اور بھگت کے معنی ہیں - مگر اے میرے اللہ ! اور اے میرے خاص پیارے اللہ !! توہی عین اللہ ہے - توسب سے اعلٰے و بالا ہے - توہی خود کو جانتا ہے اور کوئی نہیں - جس نے تجھکو جانا - بس تو ہی ہوگیا - اب میں نہیں جانتا کہ میں کیا ہوگیا ؟ اسکو بھی توہی جان ! توہی جانِ جاناں ہے - اب اتنے جاننے اور نہیں جاننے کا بار کون اٹھائے ؟ یہہ تجھی کو زیبا ہے - کس لئے کہ میں مارے نزاکت اور لطافت کے ہوئیتؔ وہیتؔ - انتیتؔ و انانیتؔ سب سے پاک ہوگیا - کہ ؎

چشمم بہ تو افتاد - وجودم - ہمہ خاک شد
ہرچیز کہ - در کانِ نمک رفت - نمک شد

کا مضمون ہوگیا ہے - اسلئے بمصداق ہذا ہوں کہ ؎

نظم

چوں خیالم - می رود - بالائے عالم - سوئے تو
از درونم - خود بخود - می آید - اکثر - بوئے تو

از سیاہی عدم - تابید - ناگہہ روئے تو
روح شد بے ہوش - اندر جسم - از جادوئے تو

نالہ از تہہ خانۂ قعرِ عدم برخاستہ
جملہ عالم تار شد - از پرتوِ گیسوئے تو

جانِ من[1] جانِ شما - دارم تمنائے دلی
ہرچہ بادا باد - باشم - زود ہم پہلوئے تو

(۱) تمہاری جان کی قسم اور اپنی قسم -

از خود ہم۔ تنا توئی۔ خطِ انانیت کشید — ایں انانیت گشتہ قوتِ بازوئے تو

اے سراسر حسن۔ دے زیبا لبس حسن و جمال — خدنگِ عالمگیر شد۔ از جنبش ابروئے تو

اے توئی حسن مرکب۔ اے توئی حسن بسیط — از مکاں تا لامکاں۔ گردیدہ خاطر کوئے تو

نیستی و ہستی و تکرار ہر دو بازی است — ایں ہمہ بازیچہ طفلاں بشد از خوئے تو

شد مسلط بر ہمہ یحییٰ۔ امام العالمیں

جملہ در قابوئے او۔ آں ذات۔ خود قابوئے تو

پس اے لوگو۔ آپس میں بایکدگر سانپ نہ بنو کہ کھیلتے کھیلتے ڈسا اور الٹ گئے۔ برابر توازن رہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عمر نہ ہوتا تو بکر کی کچھ نہ چلتی۔ تو پھر صرف عمر ہی کو ہونا چاہئے تھا بکر کی حاجت نہ تھی۔ اسی طرح عورت و مرد سلسلہ راز الٰہی سے بایکدگر جدا نہیں ہو سکتے ۵

رشتہ۔ در آغوشِ گوہر۔ نیست۔ از گوہر۔ جدا

چنانچہ بوڑھاپے میں عورت و مرد بچوں کی طرح یکساں ہو جاتے ہیں۔ نور کی غیبت کا نام ظلمات ہے۔ اور ظلمات کی غیبت کا نام نور۔ تمام عالم کی پیدا وار ظلمات و نور کی جفت سے ہے۔ لیل و نہار گواہ ہیں۔ غذا و اثر بایکدگر جن وانس ہیں یعنی ہیٹر اور انرجی ہیں۔ اگر مادۂ غذا نہ ہو تو حرارت و تاثیر حیات کا وجود بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تم دونوں کی گیت اور غزل میں برابر ایک دوسرے کی رٹ موجود ہے۔ اس واسطے

(۱) جہاں ٹیلیفون میں سے ہیں کا لفظ بولا گیا وہیں اس تلفظ کا خط بولنے والے اور سننے والے تک کھنچ گیا۔ اور یہاں سے وہاں تک ایک ہی انانیت کا خط ہو گیا۔

تم مرد و عورت دونوں بالیقین گر نِعْمَ النِّصْفَيْنِ ہو یعنی وہ مقدس نصف کہ ان دونوں آدھوں کے ملنے سے حقیقی ایک بننے کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا تم آپس میں عاشق و معشوق ہو۔ ہو ٗ دنا ہو۔ خادم و مخدوم ہو۔ آکل و ماکول ہو۔ میٹر۔ اور انرجی ہو جن وانس ہو۔ نور و ظلمات ہو۔ امرو استر (استری) ہو۔ ابتدا و انتہا ہو۔ ازل و ابد ہو۔ گویا ہر طرح سے لازم و ملزوم ہو۔ ورنہ بہایم سے شادی ہوتی۔ والدین کا لفظ نہیں بولا جاتا مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے تمہیں آپس میں جفت بن رہے ہو۔ والدین بن رہے ہو۔ پس تم سکتہ اللہ ہو سکہ ہمیشہ برابر ہونا چاہیے۔ چھوٹا بڑا ہو تو بیع و شکر میں فساد برپا ہو۔ نظام درہم برہم ہو۔ ازیں جہت ہمیشہ کے لئے آپس میں برابر رہو۔ ایک دوسرے کی بندگی بجا لاؤ کہ مجازی محبت کی تکمیل کے بعد حقیقی پیدا ہو۔ ؎

جب گرے۔ خاک میں دانہ۔ تو۔ شگوفہ نکلے

پس بندگی محبت کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ کسی کو کسی پر شرف حاصل نہیں اور اگر ایسا خیال ہو تو اسکے ساتھ یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے کہ ؎

دوستی۔ با ناتواناں۔ مایۂ روشن دلی است

موم۔ چوں بارشتہ سازد۔ شمع محفل میشود

پس عورت باطن ہے۔ مرد ظاہر ہے۔ دنیا اول ہے۔ دین آخر ہے۔ خدا باطنیت و ظاہریت۔ اولیت و آخریت سے پاک ہے۔ بالکل مستغنی ہے۔ ہم راز ہیں۔

اپنے لو دیکھو ۵

دفعتہً از جاہ و عیسی - افق تابندہ شد

قم باذنی گفت - یحیی - روحِ عالم زندہ شد

حاالبعد از حمدِ آں ہستئ وحدہٗ لاشریک لہٗ باز آمدم بر سر مطلب کہ چونکہ سبب جبر کی قیمت زر ہے - اور زر کی قیمت نور ہے - اور نور کی قیمت نورٌ علی النور ہے

(اعادت مضمونِ اصلی)

یہ ہیں لئے ہیں نے پبلک پر بیس (۲۰) نذرانے فرض کر دئے ہیں - جو دہرم لگان کے تحت میں بیان ہوئے کہ دو تب لو - پھر پبلک کو بھی ضرورت کے وقت خدیو گیہان سے مدد لینے کی رائے وی ہے کہ یہہ اُسکی طرف سے وہب وعطا ہے - کیونکہ سردار کے لئے وہب وعطا کا ہونا بہت ضروری ہے - اسواسطے اُسکی ملکی تنخواہ کے علاوہ سالانہ وہب وعطا کے لئے ایک معقول رقم حسب دورِ زمانہ وقف ہونا چاہئے - اگرچہ عناپچیل جائے مگر نظاماً لوگوں کی کچھہ آس تہر کا بندہی رہے - لیکن جاگیر و منصب کا رسم نہیں ہے گا - شاید کسی موقع پر ضرورت ہی آن پڑے تو تاحینِ حیات مقرر ہوسکتا ہے - پشت در پشت نہیں - نسل کند ہو جاتی ہے - چنانچہ خاقان المعظم یا بارگاہِ معلی کے سرورِ انجمن پر بھی یہہ فرض ہے - لیکن اگر سال بھر میں اُس کے خرچ کی نوبت نہ پہونچے تو وہ اِس رقم کو الگ کر کے دوسرے خزانے میں جمع کرسکتا ہے

اور قابل برداشت اپنی شان کے کرتا ہے۔ اپنے مصرف میں بھی لاسکتا ہے
مگر اسی وقت تک جب تک وہ خاقانی کے عہدے پر ہے۔ کیونکہ اسکے بعد دوسرے
کا حق ہے۔ پھر ہبات وہب و عطا کی نعمت نہیں کرتے۔ سے بے سود محروم رہے
اسواسطے اسکو نذر دینا چاہیے۔ جسنے نہیں دیا ہے اُس نے کبھی نہیں پایا ہے
فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ؎

صراحی۔ چوں شود خالی۔ جدا پیمانہ۔ می گردد
بوقت تنگ دستی۔ آشنا۔ بیگانہ می گردد

لیکن خاقان المعظم کو نہیں دیا جاسکتا۔ مختصر تحائف پیش کرنا دوسری بات ہے
وہ بھی اسوقت کہ جب کوئی معاملہ اسکے یہاں پیش نہ ہو۔ گلّی یا دستی تحفے اور نذر
میں فرق یہہ رہے گا کہ نذر تحفے کے ساتھ دست بستہ ہوکر دایاں ہاتھ اوپر اور
بایاں ہاتھ نیچے کرکے بہ ادب سامنے رکھدینا ہوگا۔ اور جھکے کے سلام کرنا ہوگا
اور سینے پر ہاتھ رکھنا ہوگا۔ اور عورتیں دور سے بلائیں لیں یا چٹکلا سلام کریں
یعنی اُنگلیوں پر پٹ سے پیشانی رکھ کر اُٹھالیں۔ چاہے خدیو کے سامنے ہو۔ یا
خدیجہ کے۔ تاکہ دل سے دعا نکلے۔ خون کا ہر ایک قطرہ اور ہوا کا ہر ایک تنفس دعا
دے کہ اسکی بہتری ہو۔ چاہے بدیر ہو یا بزود۔ کیونکہ نذر و انکسار والا ہمیشہ کامیاب
رہتا ہے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ سچی دعا تو ایسی ہی حالت میں نکلے گی۔ ایذا رسانی
سے تو ہرگز نہیں نکلے گی۔ بلکہ بددعا نکلے گی۔ اگرچہ منہ سے نہ کہے۔ سچی دعا کے لئے

بہ تعریف و توصیف وہ مکر و فریب

مریداں پرانند و پیراں پرند

کے مفہوم پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ اسی واسطے۔ اس مردم شماری کی دوسری ترتیب میں
اگر وہ زندہ رہا تو۔ گھسیٹ کر دنیاوی کام میں لگایا جائے گا۔ یہی دین ہے
اسی کو یوم التناد کہیں گے۔ کہ آرام دہ قدرتی اصولوں پر زندگانی اچھی بسر
ہوا کرے۔ چاہے وہ زندگانی کسی عالم میں ہو۔ اور آگے ترقی کرے۔ کیونکہ
چاول جب تک دہان کی صورت میں رہے گا برابر وہاں ہی ہوتا رہے گا۔ چاہے
کتنے ہی خوشوں میں ہو۔ اسلئے اسکو بھوسی کے غلاف سے نسبت چھوڑ کر باہر
ہونا چاہئے کہ چاول ہو۔ پھر پلاؤ۔ پھر خون و اولاد و عقل رسا بعدہ عقل کل۔
(۹۷) اب آگے یہ دیکھو کہ لوگ کس کس بات میں استاد ہیں اور کیا کیا کمال رکھتے ہیں۔
اگرچہ عیوب ہوں۔ (۹۸) کیسے کیسے رنگ و روغن کے لوگ ہیں اُن کے چال چلن
کیسے ہیں۔ کبھی قید تو نہیں ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو کس جرم میں؟ کیا چارج
رکھا گیا تھا۔ یعنی کیا فرد جرم قایم ہوا تھا۔ کبھی کسی بات میں ملزم تو قرار نہیں دئیے گئے
ہیں۔ اگر الزام جھوٹھا تھا تو کس نے الزام لگایا تھا اور کیوں لگایا تھا؟ وہ زندہ ہے
یا مر گیا؟ یا ضعیف ہو کر نیک ہو گیا؟ (۹۹) کس کس عمر میں لوگ کس کس قسم کا نشہ استعمال
کرتے ہیں اُس سے کیا اُن کو فائدہ یا نقصان ہوا ہے۔ اُسکے بارے میں کیا
گواہی دیتے ہیں؟ نشہ نے اُن کے طبائع و قیافے پر کیا اثر ڈالا ہے۔ عام لوگ

اُنکے اِس قسم کے طبائع سے کیا اثر پذیر ہوتے ہیں؟ اِن سب کے نام اور پتا اور نشان صاف صاف رہے۔ واضح باد اکہ جیسا خیال ہوگا ویسا ہی مقال ہوگا۔ پھر ویسے ہی اعمال و احوال بھی ہونگے۔ مگر خودگری و خودکشی کا سب کو اختیار دیا گیا ہے ہر ایک مشکوک[100] کے بارے میں اُسکے جوار و دیار کا خیال۔ ٹولے محلے کا خیال یا اُس علاقے کے لوگوں کا خیال۔ اور اُسکے گھر کا خیال اور خود اُس کا خیال اُس کی ذات کے لئے کیا ہے؟ پھر خود تمہارا خیال اُسکے بارے میں کیا ہے؟ سب صحیح ہو۔ مطلق جھوٹھ نہ ہو۔ قلم بند کرو۔ جاسوسی میں پورا کمال ہو۔ جہاں پر جس قسم کی صفت استعمال کرنے کی ضرورت ہو برابر استعمال کرے۔ ورنہ جھوٹے الزام دہی پر وہی سزا ہوگی۔ جو اُسکے لئے ہونے والی ہوگی۔ ہر شخص کی اصلی[101] خواہش کیا ہے؟ تمنا کیا ہے۔ اُسکو کس چیز کی حاجت ہے۔ خود کو کس کام کے لایق پاتا ہے؟ کچھ ورزش بھی کرتا ہے کہ نہیں؟ یا اُسکا پیشہ ہی ایسا ہے جو ورزش کا کام دیتا ہے۔ اُسکا مذہب[102] کیا ہے؟ اُس میں[103] کون کون عنصر ہے؟ کسقدر اُس میں آکسیجن۔ ہائیڈروجن ہے۔ یعنی سبزیہ۔ شوریہ۔ حمضیہ۔ فحمیہ وغیرہا وغیرہا ہیں آکسیجن اور ہائڈروجن کے ملنے کا نام پانی ہے۔ جدا ہوتے ہی مائیت کا مفہوم فنا ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح بشریت اور سرِ الوہیت کی ترکیب کا نام اوتاریت یا مسیحائیت ہے۔ ترکِ ترکیب کے بعد ہماں کہ بود) اُسکے ہتھیلی کے نشانات اور ناخن اور اُس پر کے نشانات کیسے ہیں؟ سب کا چھاپہ لو۔ زایچہ کھینچو کر

ہاتھ پاؤں سب اُسکے بارے میں گواہی دیں۔ ہر ایک کے ہاتھ پاؤں کے تشانات جدا ہیں۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ کی پوری تحقیقات منظور ہے۔ اُسکا نبض کیسا چلتا ہے؟ اُسکا مزاج کیسا ہے؟ ٹمپریچر کیا ہے؟ عمر کیا ہے؟ اُس کا قیافہ کیسا ہے؟ اُسکا قیافہ کس چیز سے مشابہت رکھتا ہے؟ (علم قیافہ کو ترقی دو غصہ۔ شہوت۔ شجاعت۔ وعقیدت۔ محبت سچائی۔ دل میں کچھ زبان پر کچھ ہوتے وقت چشم وچہرے بالعموم کیسے ہوجایا کرتے ہیں۔ فوٹو لو اور سمجھاؤ کہ خموشی و دیر گوئی۔ نرم گوئی۔ اتباع وخوشامد۔ دغا اور وفا دونوں کام کے لئے مستعمل ہوسکتے ہیں۔ دونوں کی تفریق بتلاؤ کہ وفا میں خلوص ہوتا ہے دغا میں نہیں وغیرہ وغیرہ) اُسکا قد وقامت کیا ہے۔؟ فوج اور پولیس کے لائق ہے یا نہیں؟ اُسکا وزن کسقدر ہے؟ چاہے عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا جوان کسے باشد۔ اُسکی تندرستی کیسی ہے؟ کچھ خوشگو بھی ہے کہ نہیں؟ اگر خوشگو ہے تو اُسکو کوئی گیت۔ کھماج۔ کہروا۔ پیلو۔ ٹھیکا۔ دوہا۔ برہا۔ دادرا۔ غزل خوانی کوئی چیز جسکے بارے میں لوگ گواہی دیں۔ اور وہ خود بھی اُس پر اعتماد رکھتا ہو کہ فلاں راگنی وغیرہ کو وہ نہایت خوشگوئی سے ادا کرسکتا ہے۔ تو اچھا معلوم ہونے کی صورت میں اردو زبان میں اُس کا داخلہ قبول کرلینے پر ونیز سخت موشر ہونے پر اُسکو گوا کر صاف گو گرامیفون کے ریکارڈ میں بھر دو۔ کہ دل خوشگن ہو اُس آواز کی مناسبت سے صفات وقوے میں تحریک وترقی ہو۔ مریض اچھا

اور آواز شناس لوگ اُس آواز سے اُسکے خصائل اور فطرت کے بارے میں
حکم لگائیں۔ اُسکے خواب و خیال[110] اکثر کیسے ہوتے ہیں؟ اُسکے[111] صفات کیسے ہیں
کون کون[112] صفت کیسی رکھتا ہے؟ کیا کیا علم[113] و فن جانتا ہے؟ جو بے قدری
کی وجہہ سے کس میرسی میں پڑے ہیں۔ کیا اُسکے[114] معلومات و تجربے ہیں۔
کسقدر عقل و حمق رکھتا ہے؟ سب کا وزن ہو یہہ آلہ ابھی ایجاد ہوگا
اسکا نام ولدیت اور بنتیت کے ساتھہ لکھو اور اُسکی قومیت بھی۔ پھر یہ بھی دریافت
کرنا چاہیے کہ اُسکو کچھہ کہانی۔ لطیفے (اگرچہ فحش ہوں بھانڈوں کے کام آئیں گے)
نسخے۔ چیستاں۔ پہیلی۔ بُجھّوّل۔ مثال۔ ضرب الامثال بھی یاد ہیں کہ نہیں؟
کچھہ لکھہ کر رکھا بھی ہے کہ نہیں؟ اگر لکھا ہے تو اپنا پتا و نشان صاف صاف
لکھہ کر اور اُس کتاب یا دفتیں پر چسپاں کرکے اصحابِ مردم شماری کے حوالہ
کردے۔ وہ برباد نہیں کئے جائیں گے۔ قدر کی جائے گی۔

خُبالہ و خُمامہ

جنکے پاس جسقدر تحریرات ہوں اُن پر اپنا پتا لکھہ کر حوالہ کرے۔ اگر کوئی خانگی
خط ہے جسکو وہ واقعی نہیں دے سکتا ہو اور نہ اُسکو اُسکے رکھنے کی ضرورت ہو
تو ایسے کاغذوں کو پارہ پارہ کرکے بالکل نکما بنا کے حوالہ کرے کہ وہ سب ردی
چیز سے کام میں لائے جائیں گے۔ اِسی[115] طرح پُرانے لتّے۔ گودڑ۔ چیتھڑے

روئی۔ چینی کے ٹکڑے۔ لوہے کے ٹکڑے۔ ہڈی۔ سینگ۔ کھور۔ شیشے۔ کانچ
ٹھیکرے۔ کھپرے۔ بال۔ ناخن۔ کھاد۔ خُتبالہ وخُتبامہ یعنی کونڈے کرکٹ۔ اخرنجر
جھول جھال۔ گھاس پات وغیرہ وغیرہ سرکاری مقرر کردہ جگہوں میں پہنچوا دیجائیں۔
یا خود لوگ اپنے طور پر فراہم کرکے۔ یا فراہم کرا کے نزدیک والے ناکے کے
توسل سے تھانے یا میونسپلٹی میں پہونچوا دیں کہ سرکار میں پہنچیں ہو۔ یہہ سب کام میں
لائے جائیں گے۔ حجام لوگ بال اور ناخن ضائع نہ کریں اور جو کچھ لوگوں کے پاس
عجائبات سے چیزیں ہوں وہ عجائب خانے میں بھیجدیں۔ قیمت لیں تاکہ سب لوگ
اُس سے فائدہ اُٹھائیں کہ کیا کیا چیزیں کس کس زمانے میں تھیں اور بتدریج کس
کس طرح ترقی ہوئی۔ کیونکہ سب چیز اسی طرح ہوئی ہے۔ چاہے دین ہو یا آئین ہو
اور لوگ جو کچھ کاغذات حوالہ کر سکتے ہوں تو حوالہ کردیں کہ اُس کے ملاحظگی
سے شاید کوئی نئی بات معلوم ہو۔ مثال معلوم ہو۔ ضرب المثل معلوم ہو۔ شاید
اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔ قبالہ وتمسک سب دکھلا دینا ہوگا کیونکہ اسکی بھی
اطلاع سرکار کو ہونی چاہیے۔ یہہ نوٹ کرکے صاحب قبالے کو دیدیا جائے گا
یہہ سب جمع ہوکر ایک اچھی کتاب بن جاسکے گی جو تعلیمات عالم میں کام آسکے گی
اور تعلیم دینے والے کو بھی تعلیم دیجائے گی کہ اُسکو کس طرح تعلیم دینی چاہیے
حتےٰ کہ بہائم بھی ایسی تعلیم پا سکتا ہے۔ سرکس اسکا نمونہ ہے۔ چہ جائے کہ اندھا
بہرا گونگا اور اچھے خاصے کا تو کیا کہنا ہے۔ اور جمیع کتابیں مطبوعہ وغیر مطبوعہ

اگرچہ گالی۔ پھکڑ ہی کی کیوں نہ ہوں سب حوالے کر دینی ہوں گی (اِس سے فنِ
مسخرگی و طنازی کو یعنی بھانڈ پنے کو ترقی ہو گی۔ یہہ بھی صحت بخش۔ روح افزا۔
و مفید فن ہے۔ خوش کرنا۔ اور ہنسانا ہنسی خوشی کے ذریعے سے بیماری دفع
کرنا کچھہ آسان نہیں ہے۔ یہہ سب ہرگز گناہ نہیں۔ کھیل کود کا نام۔ زندگانی ہے
دکھہ مصیبت کا نام موت ہے۔ ہر کام سے خود کو جائز فائدہ پہونچنا چاہیے۔ چاہے
عبادت ہو یا وصلِ آلہی۔ اسی طرح مکر و فریب کی کتابوں کے جمع کرنے سے فائدہ
پہونچ سکے گا۔ مکر و فریب سے ہوشیار رہنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ چاہے وہ
کہانی کے طور سے ہو یا سچ واقعہ ہو اُس سے کچھہ بحث نہیں۔ بلکہ جملہ طریقے مکر و فریب
کے قلمبند ہونا چاہیے کہ ہوشیار ہوں۔

اثاث البیت

سب کے گھر کا اسباب جسکو اثاث البیت کہتے ہیں اُس کی فہرست لکھی جائے
(۱۱۸)
تنکا تنکا نہ چھوڑا جائے۔ نیا پُرانا ہونا بھی اُسکے ساتھہ لکھا جائے اور ٹھیک
ٹھیک اندازہ کیا جائے کہ کسقدر مالیت کا ہو گا۔ مع کپڑا۔ لتا۔ اخباس۔ ظروف
زیور تیور۔ سونا چاندی کیش (نقدی)، نوٹ۔ جواہرات۔ اور سب کا بل وغیرہ
وغیرہ۔ تاکہ رشوت ستانی۔ اور مالِ ناجائز کا پتا لگے۔ جس طرح حاصل ہوا ہو۔ خاصکر
آیندہ کے لیے۔ اور اگر چوری وغیرہ جائے تو گورنمنٹ اُس فہرست کے مطابق

پتا لگائے۔ اور اپنی غفلت کا خمیازہ بھگت کر اُسکو اوا کرے کہ اُسکے چوکیدار کیوں غافل رہے کہ چوری ہوئی۔ اب پتا لگانے میں کمال حاصل کرے جھوٹھ بولنے پر نالش کرنے والے کی سزا ہو۔ بازپرس ہو۔ تدارک ہو کہ مفت الجھن میں ڈالا۔ اسلئے چاہیے کہ صاحبِ مکان پہلے ہی سے سب چیز کی فہرست تیار رکھے کہ مردم شماری کے وقت کارپرداز فہرست لیکر فقط تصدیقاً سب چیزوں کو ایک نظر دیکھ لے۔ قیمتی چیزوں کا بل بھی ہو تو دیکھ لے۔ تاکہ آگے آنے والے انتظام میں سہولت ہو۔ اس پر عمل ہو کہ ؎

مالِ ظالم۔ می شود۔ صایب نصیب دیگراں
شمع روشن میکند۔ کے خانۂ زنبور را؟

جسکے پاس اچھا فوٹو ہو تو وہ بھی لو۔ جس سے معلوم ہو کہ نقش و نگار میں روز بروز کیا تبدیلی ہوتی آرہی ہے۔ اُس پر وہ اپنا پتا اور نشان لکھدے۔ ملاحظہ اور جانچ کے بعد اُسے واپس کر دیا جائیگا۔

احوال الناس

لوگوں کی حیثیت موجودہ کیا ہے۔ کیا آمد ہے۔ کیا خرچ ہے؟ بیکار ہے یا باکار؟ مدیون ہے یا غیر مدیون؟ اگر دین ہے تو کسقدر ہے؟ کیا اُسکا سود ہے۔ سوتا ہے کہ یا ڈیوڑھا۔ کیونکہ ہمیشہ کے لئے سود کا طریقہ معین ہونا چاہیے۔ دین کے

بارے میں تمادی وغیرہ نہیں سنی جائے گی۔ لیکن اگر دادا پردادا کے وقت کا بھولا بھٹکا قرض جو کسی طرح مستند نہ ہو تو نہیں ادا کیا جائے گا۔ لیکن اگر مستند ہے اور اسکی میراث اسکی اولاد تک پہونچی ہے تو قرض معین سود کے ساتھ وصول کیا جائے گا۔ ہر ایک گھر میں کسقدر بچے بچیاں جوان لڑکے۔ جوان لڑکیاں۔ ادھیڑ۔ بوڑھے۔ بڈھیاں۔ کنوارے۔ کنواریاں۔ حاملہ۔ رانڈ۔ رنڈوے پھر کسقدر بڈھی رانڈ۔ اور جوان رانڈ ہیں؟ کہ جس سے معلوم ہو کہ جہاں بھر میں کسقدر عورتیں ہیں۔ کسقدر مرد ہیں۔ کتنے بچے ہیں۔ کتنی بچیاں ہیں کہ انتظام کرنے میں آسانی ہو۔ سب کا فوٹو لیا جائے۔ عورت کا فوٹو عورت سے تو مناسب ہے مگر جیسا موقع۔ اسی طرح تعلیم نسوان کی مدیرہ والامہ عورت رہا کرے گی۔ بہرکیف مرد کا فوٹو مرد سے مگر بالکل صاف و شفاف فوٹو ہونا چاہیئے اس فوٹو کے نیچے ضرورت کے مطابق اُن کی تھوڑی سی حالت لکھی ہوئی ہو مع پتے اور نشان کے۔ پھر اُس بستی کا۔ محلے کا۔ خواہ علاقے کا فوٹو گروپ کے ساتھ لیا جائے یعنی بھیڑ کے ساتھ جس میں درجہ بدرجہ بچوں کا گروپ یا جھرمٹ جدا ہو۔ بچیوں کا جدا ہو۔ بڈھوں کا جدا ہو۔ بڈھیوں کا جدا ہو۔ جوان عورتوں کا جدا ہو۔ رانڈ کا جدا ہو۔ کنوارے۔ کنواریوں کا جدا ہو زمکرر اینکہ تاکہ زن و مرد کی تعداد معلوم ہو۔ شادی بیاہ کی فکر کیجائے۔ جانور بھی بغیر جوڑے کے جھینپتا ہے اور اپنے نر ہونیکی علامت کو چوس لیتا ہے تکلیف الانسان؟[1] اگر کم و بیش ہوں تو اسکی تجویز کیجائے

(۱) میں کیسے نہیں انسان جھٹ پٹا ئیگا۔ ضروری فرض ہے۔

(تعداد برابر کردی جائے۔ نر جو ہے سو مادہ۔ اور مادہ جو ہے سو نر بن جاسکتی ہے۔ ایک مادّہ دوسرے مادّہ میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ محال حیّزِ امکان میں آسکتا ہے چاہے مدیر ہو یا بزدو۔ کسی جگہہ مستثنیٰ بھی ہوسکتا ہے) اسلئے اس میں خیر ہے مزاحمت نہ ہو۔ ورنہ خیر نہیں)

اوضاع و اقطاع

(۱۲۰)

کون کون قوم گو ونا دواتی ہے۔ بے ضرورت ننگے پائوں رہتی ہے۔ ننگ دھڑنگ پھرتی ہے۔ ژولیدہ مو رہتی ہے۔ حجامت نہیں بنواتی۔ یا مکروہ و ورزیانہ طریقہ پر حجامت بنواتی ہے جس سے حسن و نمائش و زیبائش و تندرستی میں فرق آئے اور اقتضائے جمیل والجمال کے حقوق کو ناجائز طریقے پر پائمال کرے اور ترقی حسن کے حقوق کی پامالی ہو یا وہ قوم جو سدا بال کھولے رکھتی ہو۔ کنگھی نہیں کرتی ہو۔ اُسکو آراستہ نہیں کرتی ہو۔ سدا میدانوں میں بے ضرورت حاجاتِ ضروریہ کے رفع کرنے کے لئے بے محل جاتی ہو۔ روزانہ غسل نہیں کرتی ہو۔ بدبو دھکتی ہو ورزش نہیں کرتی ہو۔ لباس و مکان صاف نہیں رکھتی ہو۔ بیہودہ طور و طریقہ و رواج کی پابند ہو۔ تحتانی و فوقانی منہ میں لغام لگاتی ہو۔ لنگوٹی پہنتی ہو۔ پاتشامیانہ پہنتی ہو۔ یا جھولی میں بند ہو کر نکلتی ہو۔ ناموسِ انسانی کو برباد کرتی ہو (اس لئے برقعہ کیا ہے کہ انکباب بہ تشدّدِ الاطراف ہے۔ یعنی خود کو شکنیں دیکر حرارتِ رفتار

وتعفن سے بچنے پر بھار لینا ہے؟ مکان کسکو کہتے ہیں اور کس کو کہنا چاہئے۔ اُس کی
کیا صحیح تعریف ہونی چاہئے۔ اُس میں از جُز تا کُل کیا کیا چیزیں ہونی چاہئے؟ اور کہاں
کہاں ہونی چاہئے۔؟ اُس سے بالکل بے بہرہ ہو۔ اسلئے دوسری ترتیب میں
مکان ایسا بنانا چاہئے کہ جس دم ایک مکان سے دوسرے نزدیک یا دور کے مکان
میں کوئی جانا چاہے تو بجز مستعملات کے کچھ بھی ساتھ لیجانا نہ پڑے۔ اُس میں پانی
موجود ہو۔ بارش کے بعد مکان کی درستگی ہو۔ اور مفرح مصالحہ سے پینٹ ہوا کرے
(۱۲۱) اسے بھی دیکھنا چاہئے کہ وہاں بم پولیس کا انتظام ہے کہ نہیں؟ وہاں مزبلہ ہے
کہ نہیں یعنی گلخن۔ کوڑا کرکٹ رکھنے کی جگہ جو معقول ہو۔ جس سے آب و ہوا کو
نقصان نہ پہونچتا ہو۔ (۱۲۲) کس کس ملک میں کس کس قسم کی بیماری کس کس موسم میں ہوتی
ہے۔ اُسکے دفعیہ کی کیا صورت نکالی گئی ہے؟ اس بیماری کا اثر پہلے کس چیز
پر پڑا کرتا ہے۔ سب باتوں کے پہچاننے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ اسی طرح
سب رنگ و شکل و آثار و صفات و قوے و اشیاء ہست و نیست کی نشانی جاننی
چاہئے کہ اس تشخیص سے علاج جلد ممکن ہو۔ کہ فلاں رنگ کا فلاں خاص الخاص
اثر ہوتا ہے۔ فلاں ہنگامی ہوتا ہے فلاں مقامی ہوتا ہے۔ فلاں دوامی ہوتا ہے
اسی طرح علم الاشکال کی رو سے شکلوں کا اثر اور ہر ایک اثر کی عمر مستقل بیک حال
جیسے [illegible] کی قدر کی مہتر ہے۔ آگے کی نہیں۔ اسلئے پرانی چیز
یا پرانی دوا، خواہ گرد آلودہ نہیں رکھنی چاہئے۔ جرم و گناہ ہے۔ رکھنے والا واجب التعزیر

ہے۔ مثلاً ہر خوراک و پوشاک۔ بود و باش۔ فنِ طب کے خلاف نہ ہو۔ جوڑ توڑ کے ساتھ ہوا کرے۔ ہر ایک پیشہ بغیر امتحان دیئے ناجائز ہے۔ اسلئے باورچی امتحان پاس کئے ہوئے ہو۔ کیونکہ کوئی ایسی دوا نہیں جو مفید جامع ہو چنانچہ اگر آنکھ کے لئے مفید ہے تو ناک کے لئے مضر۔ ناک کے لئے مفید ہے تو کسی اور عضو کے لئے مضر۔ لہذا مرکب کر دینے کی ضرورت ہے۔ یا کم از کم مصلح و بدل کے ساتھ ہو۔ کہ تاثیرات اُن کے اپنی اپنی حد پر رہیں۔ جس کام کے لئے مستعمل ہوئے ہوں وہی کام کریں۔ یا اضافۃً اور مفید کام۔ اسی طرح مرکب ہدایت کی ضرورت ہے۔ تحقیقات و ایجادات و علم و مال و آرام کے مجموعہ اثر اور اُسکے نتیجے کو ترقی کہیں گے۔ اسی کا نام اقبال ہے۔ ورنہ ادبار توفیضان و قرآن کے بے سود حافظ ہونے سے کہیں بہتر ہے کہ محقق اقبالمند ہو تو جیسے ایک جسمانی بیماری کے سیکڑوں علاج ممکن ہیں اسی طرح ایک روحانی بیماری کے سیکڑوں تراکیب ہو سکتے ہیں۔ مگر جو آسان و مفید و زود اثر و زود مفید و آرام دہ ہو وہ سب سے بہتر ہے ؎

متاعِ خوش بہ ہر دکاں کہ باشد - بگیرید

بس حالا اینکہ - اب یہہ دیکھو کہ ...

حشرات الارض

(۱۶۳) وہاں چوہے - چھچھوندر - لنگور - بندر - گھونس - خرگوش - گیدڑ - جوں - چیلڑ

مچھر۔ کھٹمل۔ پسو۔ کٹکی۔ سانپ۔ بچھو۔ کوسے۔ گلہری۔ چونٹی۔ پپلی۔ تتلی۔ پچھلی۔ گرگٹ۔ چھپکلی۔ کیڑے۔ کوڑے۔ مکھا۔ مکھی۔ نیولے۔ بلے۔ دیمک۔ مکڑی۔ نونی مٹی۔ باندا۔ ہڈا۔ بھڑ۔ مدمکھی۔ بچھکھوپڑا۔ جھبڑ بند ہا۔ کنکھجورا۔ حشرات الارض والہوار۔ الو۔ پچا۔ (۱) ستمبال۔ (۲) جیسے مور وغیرہ وغیرہ کثرت سے مکانوں کے ارد گرد بلا ظاہری و باطنی فائدہ رسانی اور ٹیکس دیئے ہوئے رہتے ہیں یا کیا ؟ یہہ کس سبب اور استحقاق کی رو سے اجمالی سکونت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اور کس لئے اُن کی پیدائش ہے اور کیونکر پیدائش ہے۔ اُن کے دفعیہ کی صورت کیا لوگوں نے اسوقت تک نکالی ہے ؟ اور ہونا چاہئے یا اُن کو کس مصرف میں لانا چاہئے۔ ان کی خاک۔ دہوال۔ سفوف وغیرہ سے کیا کام لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی خاک۔ دہوال۔ سفوف وغیرہ میں جدا اثر ہے۔ یہہ مسئلہ کیوں ابھی تک خارج از بحث رہا ؟ کیونکہ سب انسان کے لئے ہے۔ توجہ کرنا چاہئے۔ جہاں جہاں کے حالات لکھے جائیں۔ وہاں یہہ بھی لکھنا چاہئے کہ وہ مقام ریلوے سے کسقدر فاصلے پر ہے۔ اور ریلوے سے کتنے میلوں میں ہے۔ وہاں آسانی سے پہونچنے کا لوگوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے ؟ وہاں گاڑی۔ چھکڑے۔ وغیرہ کس قدر ہیں۔ کسقدر۔ بگی۔ ٹم ٹم۔ لینڈو۔ تانگا۔ اکا۔ جوڑی۔ پوکڑی۔ موٹر۔ سیکل۔ اسٹیمر۔ کشتی۔ بنگی۔ ونجارتی جہازات۔ زیال (۳)۔ جھلجھلیا۔ پنڈی۔

---

(۱) رات کو آواز دینے والا۔ (۲) دھتورا بیر (۳) سطح سمندر پیرنا چنتی ہوئی جانے والی کشتی۔

اسٹن کھٹولے۔ انجن۔ اسٹیم رولر (مع نمبر اور نام کمپنی) وغیرہ وغیرہ ہیں؟ وہاں الوالت[۱۲۴] تجارت کا کیا سلسلہ ہے۔ اور کیا سلسلہ ہے؟ صرفہ[۱] زر۔ صرفہ محنت[۲]۔ صرفہ اوقات[۳] نئے اور پرانے کے لحاظ سے کسقدر قیمت لیا کرتے ہیں؟ وہاں[۱۲۵] آرام وہ میلا جھمیلا بھی لگتا ہے کہ نہیں؟ وہاں کس قدر خوراک و پوشاک مع گرمی و سردی۔ اکل و شرب فواکہات و میوہ جات و سبزی و ترکاری و گوشت کا خرچ ہے اور ہونا چاہیئے کہ مطلق تکلیف محسوس نہ ہو کہ جب حساب سے سارے جہان کی حالت معلوم ہوجائے تو اُسکے مطابق بندوبست کیا جائے۔ مشکل کشائی و حاجت روائی ہو۔ باقی زر جمع ہو خزانہ پُر رہے۔ اِسی طرح سارے جانداروں کی خوراک و علاج و آرام کا بندوبست کیا جائے۔ جب تک پیٹ کا بندوبست نہ ہوگا۔ خدا کی طرف میلان نہیں ہوسکتا

پیٹ ہے نون۔ تو ناف ہے نقطہ

یہ نقطہ ایک نکتہ رکھتا ہے۔ وہ نکتہ نفی کا ہے کہ پیٹ پُر نہیں تو کچھ نہیں اسلئے پہلے پیٹ۔ یا دنیا ہے۔ لہٰذا دیکھو کہ سب[۱۲۶] چیز کا موجودہ وقت میں کیا بھاؤ ہے اور کن کن صورتوں میں اوپر نیچے بھاؤ ہوجایا کرتا ہے۔ وہ سب صورتیں کیونکر پیدا ہوجاتی ہیں؟ اسکو حسب خواہ کرنے کی کیا کیا ترکیب اختیار کرنی چاہیئے۔

رَقبَتہُ الدُّنیَا

سارے کرۃ السمٰوات والارض۔ خاصکر کُرۃ الارض کا ابعاد ثلاثہ مع عمق وغیرہ کے

کسقدر ہوگا ؟ جہاں بھر میں کسقدر سکّے تیار ہو چکے ہیں ؟ کسقدر تمام عالم میں دولت ہے اور کیا کیا آمدنی کی صورت ہے ؟ ہر ایک محکمے اور ضیغے سے کسقدر آمدنی ہے ؟ کسقدر کاغذ۔ قلم۔ دوات۔ روشنائی۔ نب۔ فیتا۔ تلی۔ ریل۔ ڈوری پن۔ گوند۔ جاذب۔ لاکھ۔ دیاسلائی۔ پنسل۔ چاکو۔ رول۔ ٹیبل۔ کاغذگیر۔ گردۂ زجاج تہ گلگوں یا گلگونہ۔[1] وغیرہ وغیرہ کا خرچ ہے۔ اور جو کچھ چھٹی چھٹائی باتیں ہو سکتی ہوں ہر کسیکو اضافہ کرنے کا حق ہے کہ زیر تحقیقات ہوں اس میں تم کبھی نہیں پڑنا کہ حضور انور نے تو فلاں بات ارشاد نہیں فرمائی۔ پھر کیسے تم کو کرنا چاہیئے۔ اسواسطے مفید اور ترقی افزا باتوں کو چھوڑ بیٹھو۔ اور مردود قوم کی طرح سے ہو جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ تم صاف کہنا کہ حضور انور جہاں پناہ وجہاں پناہ نے سب بات کی اجازت دی ہے۔ جسمیں مطلق نقصان نہ ہو۔ چاہے کہا ہو یا نہ کہا ہو سب اس میں داخل ہے۔ بلکہ صرف یہ ایک جملہ انکا تمام اقسام کے مشکلات کو حل کر دینے کے لئے کافی ہے کہ بروقت۔ برمحل۔ برموقع مفید طریقے پر کام کرتے چلے جاؤ۔ نرم گوئی۔ وشیریں زبانی۔ خوش سلوکی و وفا و ہمدردی کو شیوہ بناؤ۔ نیکی میں[2] پیشقدمی کرو۔ اور بُرائی میں کوئی شخص بھی پیشقدمی و اقدام نہ کرے۔ ورنہ وہی مجرم ہوگا۔ اسکی بھی تحقیقات ہو کہ کنایۃً و اشارۃً۔ صراحۃً۔ استعارۃً۔ مجازاً۔ یا ایماءً۔ حرکاتاً و سکناتاً۔ براہ وستک و انگشتک یا اشتعالاک کس کی طرف سے زیادتی عمل میں آئی ہے۔ ہر سال

[1] شیشے کا حقہ جسکے نیچے گل بوٹے بنے رہتے ہیں جو اوپر سے دکھائی دیتے ہیں۔

جہاں بھر میں کتنے مقدمے اور واقعات ارضی و سماوی ہوتے ہیں۔ مقدمات کی کثرت و نوعیت و اہمیت کے لحاظ سے تعداد وکلاء ہو نیز وکلاء کی معین فیس کردیجائے کہ رعایا کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ اور ان کی اجرت میں کمی بھی نہ ہو۔) پس جیسا موقع ومحل اور وقت ہوگا ہم رفع ضرورت کے لئے مفید ومنظم طریقے پر کام کرتے چلے جائیں گے۔ کہ سب کو آرام پہونچے۔ خدا ملے اور آرام نہ ملے تو خدا کو لے کے کیا کرینگے اسلئے کسی کو بیکار مزاحم ہونے کی ضرورت نہیں۔ ــــ

خال الحسن ہے تو میری آنکھ مقناطیس ہے

لہٰذا ہم مخلصین قاعدۂ جائز کی طرف دوڑتے ہیں۔ معترض جو ہے سو پہلے نقصان صریح وثبوت کے ساتھ بتلائے جب روکے ورنہ خود گمراہ و مردود ہے۔ ایسے ناہنجار ملانے کی صحبت سے گریز کرو۔ کسی محفل میں اُسے بیٹھنے نہ دو وہ خود قید تنہائی کی سزا سے گھلجائے گا۔ پس اسی کا نام اجتہاد ہوگا۔ کہ وقت کے لحاظ سے گھٹاؤ بڑھاؤ کے اصول پر عمل کرنا۔ جس[۱۳۲] بات کی تحقیقات میں اُس علاقہ کے منتخب اشخاص در ماندہ رہجائیں تو اُس خانے کو چھوڑ دیں۔ اور جن جن خواندہ لوگوں کو خانہ پری کے لئے کاغذات دیئے جائیں تو اُن خواندہ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی کسی حالت کے لکھنے میں دریغ نہ کریں۔ گورنمنٹ حلف اُٹھا کر کہتی ہے کہ وہ اُسکو راز کے طور پر رکھے گی۔ اُن کو بری نظر سے نہیں دیکھے گی۔ بلکہ اُن کی اصلاح اور بہتری کیلئے یہ سب کام کیا جاتا ہے۔

قسم کی حاجت نہیں۔ مگر یقین دلانے کے لئے قسم کھا کر کہا جاتا ہے کہ یہہ سب اُن کی بہتری کے لئے ہے۔ اگر اس میں جھوٹھہ ہو تو قسم کھانے والے کا برا ہو۔ اُنکو مدد دینی چاہیئے۔ یہہ سب خود رعایا برایا کا کام ہے۔ اور فرض کام ہے۔ بادشاہ نیچر گورنمنٹ کا ایک کارپرداز عبد ہے۔ اور سب کچھہ ہے۔ جو اپنے فریضے کو پورا کر رہا ہے۔ (اگر وہ مسیحا بھی ہے تو جو کچھہ وہ ہے اُسکو خود معلوم ہے) تم خود سلطنت کے ایک معزز ممبر ہو۔ تمکو اغماض و اعراض نہیں کرنا چاہیئے۔ اغماض و اعراض کرنا۔ حساب و کتاب و ترقی و معلومات میں مزاحم ہونا جرم عظیم ہے۔ بیہودہ و بے فائدہ باتوں کو عزت و آبرو و مذہب نہ بناؤ۔ زندگانی اور زندگانی بسر کرنے کے طریقے کو کہ اچھی طرح بسر ہو۔ پوری طرح جاننا اور عمل میں لانا چاہیئے یہی تمدن و تدین و تعاون اور عین دین و مذہب ہونا چاہیئے۔ کھدڑ کو کھدڑ کی جگہہ رکھو۔ اور ٹاٹ کو ٹاٹ کی جگہہ۔ کان جو ہے سو کان کی جگہہ ہے۔ آنکھہ جو ہے سو آنکھہ کی جگہہ ہے ۵

یہہ ہدایت۔ جو ہے۔ سو جاذب ہے

برخلاف اِسکے جو ہے۔ کاذب ہے

اِسکو اوپر ہم کہہ چکے ہیں۔ تم پبلک کا دربار عین دربارِ عام ہے۔ پہلا آستانہ یہی ہے۔ یہی دیوانِ محلّے ہے۔ اور بارگاہِ معلّیٰ دوسرا آستانہ ہے۔ اور برکت افزا آستانہ جو ہے سو بمقام بہار۔ خدیوی اعتابِ عُلیا ہے

اس مثلث و پر تثلیث نظم کو الف۔ با۔ جیم (ا۔ ب۔ ج) کہیں گے۔ مساوی توازن کی کشمکش سے چکر جو کھائے گا تو بھی (ا۔ ب۔ ج) ہی ہے گا کیونکہ مثلث و دائرہ دونوں تین ہی حروف سے یاد کئے جاتے ہیں۔ کہ دائرہ کھلنے پر خط مستقیم ابدی تخلیص و نجات حاصل ہو۔ اسلئے تثلیث عین توحید کی برابر ہوئی دلیل یہہ ہے کہ تمام جانداروں کی ہر ایک قسم کی غذا میں تثلیث بنام خون۔ غلاظت۔ اور جان۔ توحید کی شکل میں بھرے ہوئے ہیں۔ کہ غذا کی صورت میں مطلق یہ تثلیث نہیں ظاہر ہوتی۔ مگر بعد از انہضام ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ غلاظت باہر آجاتی ہے۔ خون جسم میں تیرنے لگتا ہے۔ اور اس میں کی جان کھانے والی کی جان سے مل جاتی ہے۔ جیسے فنافی اللہ کی روح اللہ سے پھر اس جان میں بھی تثلیث بھر جاتی ہے۔ یعنی عقل و فکر و ارادہ جو چھپنے پر ان ایک ہونے کے درجے کو پہونچتی ہے۔ گویا۔ توحید عین تثلیث کے اندر ہے اور تثلیث عین توحید کے اندر کہ فی الاصل دونوں ایک ہی ہیں۔ اگرچہ کسی وقت میں ان ایک ہونے کے درجے کو پہونچیں۔ جو ایک ہونے کا ضد ہے۔ کہ اس بات کا واقعہ ہونا بھی امر و احد کی کون و تکوین کی جانگی پھر توحید نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟ پس توحید کا سچ مچ برپا ہونا بغیر تثلیث کے محض ناممکن ہے۔ تو چونکہ ہر دو شخص کسی ایک بات کے حصول کے لئے پہلے سبقت کرنا چاہتے ہیں اسلئے مفر کشاکشی واقع ہو کر جنگی صورت

اختیار کر لے سکتی ہے۔ لہذا از روئے علمِ تثلیث درمیانی یا ثالث کا ہو جانا محض ضروری ہے کہ روک تھام بحر کے عدالتاً استحقاقِ سیاق و سباقِ و مدارج ثابت بحر کے عملدر آمد کرائے۔ کہ سے

گربہ میر۔ و سگ وزیر۔ و موش۔ دربانی کند

ایں ہمہ۔ ارکانِ دولت۔ خانہ ویرانی کند

کا مضمون نہ ہو۔ اسواسطے بارگاہِ معلےٰ۔ و درگاہِ معلےٰ و دربارِ عام۔ یا بارگاہِ مجلےٰ جسکا بار بار ذکر کر رہا ہوں ہونا ضروری ہے۔ تو تم بارِ عام والے لوگ انتظام ہذا میں بہ ہر گونہ مدد دو۔ بے سود چون و چرا نہ کرو اور ہمت ہار کر ہرگز ہرگز یہہ نہ کہو کہ سے

بعد از سہ من۔ کوں فیکون۔ شدہ باشد

تم کو اس سے کیا غرض و مطلب ہے۔ تم کو تو صرف تعمیلِ حکم سے غرض رکھنی چاہئے

کہ سے

ایک دن۔ جسکی۔ ہوئی تھی۔ ابتدا

دوسرے دن۔ اسکا ہوگا۔ خاتمہ

تو آج نہیں کل سہی سے

اندک اندک۔ بہم شود۔ بسیار

دانہ دانہ است۔ غلہ۔ در انبار

الغرض اینکہ بڑی سرعت۔ و ترکیبِ سرعت سے مردم شماری۔ و اشیاء شماری کئے

مسائل موضوعہ جنکا ذکر پیش ہے بہت اچھی طرح تیار کر کے تھانہ دار کے حوالے کر دینا چاہیے۔ کہ انتظام کرنے میں آسانی ہو۔ جس وقت مردم شماری ہونے لگیگی تو اُس وقت ساری کمی کو سلطنت حتی الامکان پوری کر لے گی۔ ہر ایک جگہہ کی مردم شماری کا دفتر مع اقلیم و ملک وصوبہ۔ ضلع وتحصیل۔ پرگنہ وتھانہ۔ پوسٹ آفس۔ ریلوے وغیرہ کے صاف صاف ہونا چاہیے۔ پھر ردیف وار کر دیئے جائیں کہ حساب صاف رہے۔ ملک وضلع و مکانات کا نقشہ بھی ساتھ رہے اور سلسلہ وار یکے بادیگرے بذریعہ افاسر کے ماتحت ہوں کہ کام میں سستی و بے رعبی نہ ہو۔ موقع سے نرمی وگرمی کا استعمال رہے کیونکہ ؎

سرد مہری۔ زندگی را۔ بے حلاوت میکند

ارضِ گرماگرم۔ اکثر۔ میوہ شیریں۔ دہد

اسلئے تقررات معرضِ نفاذ میں بایں سلسلہ ہو:۔

تقررات

جیسے فرض کرو کہ ایک گماشتہ ہو۔[1] تو اُس پر ایک کارکن ہو۔[2] اُس پر ایک کاربردار[3] ہو۔ اُسپر داروغہ[4]۔ منصرم۔ منتظم۔ مہتمم۔ محتسب۔ معتمد وغیرہ ہوں۔ اُسپر کارساز[5] ہو۔ اُس پر دیدبان[6]۔ اُسپر نگہبان[7]۔ اُس پر ناظر[8]۔ اُس پر انسپکٹر[9]۔ اُس پر سپرنٹنڈنٹ[10]۔ اُسپر ناظم[11]۔ اُس پر ڈائرکٹر یا مدیر[12]۔ اُس پر گورنر[13]۔ اُس پر کارفرما[14]۔ اُس پر معین المہام[15]

اُس پر نصیر المہام۔ اُس پر ظہیر المہام۔ اُس پر مدار المہام۔ اُس پر صدر اعظم۔ اُس پر بارگاہِ معلٰے + یہی ترتیب ہر ایک سینے و تختے میں ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کو اچھا خاصہ خوف لگا رہے کہ جب تک ۲۴ گھنٹے کا دن ہے لوگ پورے آٹھ گھنٹے بخیر و خوبی کام کر سکیں۔ آٹھ گھنٹے خوب سوئیں۔ آٹھ گھنٹے ہوائے ضروریہ سے فارغ ہو کر سیر و تفریح میں رہیں

لہو ولعب یا تفریح و تفرج

جیسے طاش و گنجیفہ۔ چوسر و شطرنج و ستار۔ ہارمونیم۔ پیانو۔ بانسلی شہنائی بینڈ۔ گانا بجانا۔ ناچ رنگ۔ ناٹک تھیٹر۔ جناٹک سیر تنکار۔ ٹنیس۔ کرکٹ۔ پولو۔ بائیسکوپ۔ ورزش۔ سرکس۔ سیر و تماشہ۔ مسمریزم۔ ہپناٹزم۔ اور حبس دم وغیرہ کی مزاولت۔ کھیل کود۔ ہی ہی۔ ہا ہا۔ چہچہہ۔ قہقہہ وغیرہ وغیرہ کہ ساری ماندگی رفع دفع ہو کر طبیعت مسرور و بشاش ہو جائے۔ تازگی پیدا ہو جائے۔ دوران خون میں راحت و فرحت کی آمیزش ہو جائے۔ کہ لطفِ زندگانی حاصل ہو۔ حیات میں ترقی ہو۔ دنیا چند روزہ ہی۔ تناسخ ہو یا نہ ہو۔ پہلی ہستی بہر حال فنا ہونیوالی ہے۔ پھر جان بوجھ کر کیوں دکھ اٹھایا جائے۔ جو لوگوں کی طرف سے ہے وہ جبر ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہے وہ غیر جبر۔ جیسے جائز طور پر اپنی خودی کا خلاصہ جوہر کھینچا جس سے جائز اولاد ہو خدا کی طرف سے ہے

برخلاف اسکے لوگوں کی طرف سے دونوں کا اختیار ہے۔ اسلئے دکھ سکھ سب
خود کردہ ہے جیسا کیا ویسا پایا۔ پھر جائز روح افزا کام کیوں نہیں کرتے؟ روح افزا
کام کرو۔ اگر حال قال کی تاثر ترتیب یافتہ مجلس کی طرح اور وہم نہ سمجھے۔ کہ۔ بے سود بے فائدہ
اٹھک بیٹھک سے جان کے لالے پڑیں) اس عرصے میں دوسری جماعت باقی
کام کو انجام دینے لگے۔ یہ لیلی و نہاری سلسلہ باری باری برابر جاری رہے
کہ جلد سے جلد کام انجام کو پہونچے۔ کام کرنے ہی سے کام انجام کو پہونچے گا۔ بیکار
رہنے سے کار۔ پائے تکمیل کو نہیں پہونچ سکتے۔ دنیا بہت عمر پانے پر اس درجے
کو پہونچی ہے۔ جتنا اعتدال و اصول کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ اتنا ہی کام کرنیوالے
اوزاروں میں طاقت پہونچے گی۔ چنانچہ دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ شاہدین سے ہیں
پس بیکار رہنے اور خلافِ دورِ زمانہ کام کرنے کو گناہ اور گھاٹا سمجھنا چاہیے۔ زمانے
سے بغاوت کرنا ہے۔ وظیفے کی ادائی میں غفلت ہوئی اور ادبار آیا۔ جیسے پہلے
شہر پناہ بنانے کا دور تھا۔ کوڑی سکے کی جگہ مستعمل ہوتی تھی۔ لونڈی غلام کو محض
ایک قیدی کی طرح سے رکھنے کو باعثِ فخر و اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ اب آج دور اسی
بات کا ہے کہ بندے کا بندہ ہونا تو درکنار کسی کے بھی بندے نہیں۔ صرف اسکے
بندے ہیں۔ تمہاری بندگی نیکو کاری ہونی چاہیے۔ بلکہ مرفہ الحال بنانے کی
کوشش کرنی چاہیے۔ بندۂ مصائب کو آزاد کرنا چاہیے نہ کہ آزاد کو ناجائز طور پر
بندہ بنانا چاہیے۔ پھر خدا کو کیا کوئی بندہ بنائے گا۔ پس نیکی عبادت ہے اور کچھ نہیں

خود خریدا۔ غلام کو۔ جنے کیا غلاموں کو وہ چھوڑائے گا۔ لہذا
بندگی سے نجات پاکر۔ غیر بندگی و آزادی کی ہستی میں فنا ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ
جب عناصر و تاثر ترقی کرکے کیڑے یا علق کی صورت میں ہوکر انسانی درجے کو
پہونچگئے تو آگے بھی ترقی ممکن ہے۔ اب وہ کبھی ہو۔ اسلئے گندگی و بندگی ہی
گناہ ہے۔ غیر گندگی و بندگی نہیں۔ بس ؎

جدائی جو۔ زہجناں۔ نشاطِ طبع گرخواہی
نمی بینی۔ جدا۔ بایک دگر۔ لب ہائے خنداں را

یہ اشارہ ہم نے نجات کی طرف کیا ہے نہ کہ دنیاوی امور کی طرف جس سے
ترکِ مواخات کا نتیجہ نکالا جائے۔ لہذا نجات اسی میں ہے۔ کہ کام کرو۔ اور
مقبول کام کرو۔ تو مقبول کام وہی ہے جسکا کیا جانا مقدم ہو۔ اور مفید ہو۔ مقدم
چھوڑ کر مؤخر کام کرنے والا گنہگار ہے۔ جیسے دنیا۔ جہاں قدم ہے۔ یہی مقدم ہے
اور اس میں تا حینِ حیات ایمانداری سے کام کرتے رہنے کا نام دین ہے۔
اور خدا سے لے کر خدائی تک تمام دین و دنیا ہے۔ اس بلیغ مفہوم کو چھوڑ کر
لغویات استخواں پرستی میں پھنسنے کا نام دین رکھنا سنت بے دینی ہے

از برائے جیفہ۔ عوعو[۱]۔ تا کے ہمچوں کلاب
بر سر مردار تا کے۔ چوں کلاغاں۔ کاؤ کاؤ[۲]

---

[۱] ہڈی گڈی [۲] کتے کی آواز۔

اسواسطے بیہودہ باتوں کو ترک کرو۔مٹی کی ڈھیری یا درختوں میں خدا کے نام سے عرضی نہ آویزکرو۔ول میں خدا کو کہنا اور نیک عمل کرنا کافی ہے۔اگر خدائی پوسٹ سے بھیجنا ہے تو عرضی لکھ کر جلادو۔اور خاک کو نمک سے ملادو۔یا سوختہ خاک دریا میں بہادو۔یہہ چاروں پوسٹ ہین چاروں عنصر کے دفتر میں عرض حال پہونچادینگے مٹی اور دریا نے اپنا حصہ لے لیا۔وہوئیں نے مفہوم عرض حال کو خلاو ہوا تک پہونچایا جو کچھ اسکے معنی المعنی کی گرمی و نرمی تھی وہ سورج سے ملی۔قبر والی اور درخت والی عرضی تو یہیں رہی۔پس واہیات وخرافات سے بچو۔چنانچہ اسوقت تک انسان کو جسقدر طرح طرح کے دینے طریقے ایجاد کرنے کی صحیح یا غیر صحیح گنجائش مل سکی ہے سب کو کر چکا ہے۔اب کچھہ باقی نہیں ہے۔لیکن سب کا آخر میں یہی فیصلہ ہوا کہ کچھہ کرنا چاہیئے۔تو وہ کرنا کرانا صرف دنیاوی کام ہے۔جو مقبول عنداللہ وعندالناس ہو۔ورنہ جو آدمی اپنے فریضے کی ادائی میں تکاسلی وغفلت و خیانت کرتا ہے۔حقوق دنیا کی پامالی و بے حرمتی کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے بے شک اُسکی سزا کرو۔سزا جرمانہ و چابک زنی و قید و رسوائی وغیرہ سب ممکن ہوگا چاہے اکٹھا ہو یا جدا جدا۔جیسا موقع ومحل ہوے

ہمسری زیبد نہ احمق را۔بہ اہل عقل وہوش فرق باشد درمیان اہل کار و نابکار

دیکھو۔یاد رکھو کہ روح وجسم کے اتحاد کا نام حیات ہے ورنہ موت۔اسی طرح دین و دنیا کے اتحاد کا نام عالم ہے ورنہ فنا۔اگرچہ فنا و بقا جفت متضاد ہونیکے سبب سے تشابہ وتماثل رکھتے ہوں اسلئے عالم محسوس کا کام کرنا پڑیگا۔چنانچہ خدا نے بھی پہلے اسکو مقدم کیا کہ پیدا کیا

ہر کام اتحادِ مفیدہ و مقبولہ کے ساتھ کرنا ہوگا۔ جب تو جملہ کارروائی مقبولہ ہوگی ورنہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اتحاد ہی عزت و آبرو و راحت کے حصول کا پہلا اصول ہے۔ جنکو دوستی پیدا کرنی نہیں آتی وہ دشمنی کا دوست ہے۔ پس وہی گھاٹے میں ہے۔ وہیں نا اتفاقی ہوگی یعنی پھٹکار کیونکہ ؎

چہرۂ آشفتہ حالاں۔ می دہد۔ از دل خبر
گرچہ شاں۔ در عرضِ مطلب بے زباں استادہ اند

تو یہ آشفتہ حالی خود کردہ ہے۔ کہ دوستی و اتحاد سے دشمنی ہے۔ اور عداوت و نفاق سے محبت ہے۔ اسلئے واجب الرحم نہیں۔ بلکہ واجب التعزیر سمجھنا چاہیے۔ لہذا سب سے آخر و الا افسر الافاسر پادشاہ۔ یا سرورِ انجمن کا کوئی مقرب ہونا چاہیئے۔ کہ پادشاہ کو اُس افسر سے و نیز جاسوسِ خفیہ سے صحیح صحیح خبر ملے۔ پولیس جواسیس۔ و خفیہ و سرورِ انجمن و تدبیر گیہاں کو۔ بڑا نقال و حکیم و چالاک و فہیم و ذہین۔ مردم شناس۔ و قیافہ شناس۔ و محقق۔ و مدقق ہونا چاہیئے جھوٹے جوتشی اور جوگی۔ اور بیہودہ پیشینگو کے دام میں نہیں آنے والا۔ کیونکہ ؎

بر قدمبوسیٔ دشمن۔ تکیہ کردن۔ ابلہی است
پاسے موجِ سیل۔ یکسر۔ افگند دیوار را

اسلئے پادشاہ ہوشیار رہے۔ اُسے بہروپیہ بننے میں کمال ہونا چاہیئے کہ بھیس بدلکر تحقیقات کر سکے۔ آنکہ سب سمجھتے ہیں کچھ نہ کچھ۔ کتنی ایام تک کام کئے ہوئے ہونا چاہیئے

کہ سب سے واقف ہوں۔ بلکہ ہر کسی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ تمام محکمے سے ترقی کرتا ہوا اوپر پہونچے۔ جیسے عناصر و آثر ترقی کرتے ہوئے انسانی عہد تک پہونچے ہیں۔ جو اسپس و پولس و فوج و شاہ کی ڈیوٹی ہونی چاہیئے کہ بہروپیئے و سیاحت کردہ ہوں۔ جو اسپس خفیہ و فوج و پولس کو گرفتاری کے موقع پر بروں کے ساتھہ محض بے وفا، و بے مروت و وعدہ شکن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بے محل وفا و مروت اور وعدہ جیسے جوہر عظیم کو صرف کرنے سے جرایم و درہمی میں ترقی ہوجاے گی اسکا اُس پر گناہِ عظیم ہوگا۔ جہاں جھوٹھہ بولنے اور وعدہ کرنے سے سچی بات معلوم ہوجاے تو دوا، جھوٹھہ بولنا گناہ نہیں۔ اسکا نام جھوٹھہ نہیں ہے۔ جھوٹھہ اور چیز ہے ؎

"قفل[1] وسواس است۔ در کف۔ رشتۂ ہر کار و بار
می خورد صد جا گرہ۔ تا یک گرہ وا می شود

توبہت چھان بین کے بعد یہہ عقدہ کھلا ہے کہ جھوٹھہ اور چیز ہے۔ حکمت و مصلحت و اصول اور چیز ہے۔ اسلئے کسی صفت یا قوے کو آلات و ادویات کے ذریعہ سے خارج کرنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ اُن کے استعمال کا طریقہ جاننا ہوگا۔ ہاں دس گنہگار چھوٹ جائیں تو کچھہ مضائقہ نہیں لیکن ایک بے گناہ نہیں پھنسنے پاۓ۔ پولس جس طرح حقیقتِ حال دریافت کرے۔ الا۔ عدالت میں مجرم کا بیان صحیح سمجھا جاے گا۔ اِس حکم کے اندر رحمت اور زحمت دونوں کا

(۱) گورکھ دھندے کا تالا۔

مفہوم مصلحتاً مضمر ہے۔ تمم (۱۳۴) اینکہ اس کا اشتہار پہلے سے ہوجائے کہ جو لوگ فلاں فلاں محکمے کے لایق ہوں اپنا نام و نشان لکھوادیں کہ وقت پر امتحان لیکر رکھ لئے جائیں۔ یا کام سکھلا دیا جائے۔ جیسے باورچی ہے مصلح کے ساتھ کھانا پکائے۔ جو لوگوں کی ضرورت کو رفع کرتا یا کرتا ہے۔ اسی کو زر اور آرام ملتا ہے۔ اب کسی ذریعہ سے رفع دفع کرے + اُن ذرایعہ کا جو کچھ اسکا نام رکھا جائے۔ چاہے نام تجارت ہو۔ یا زراعت و فلاحت۔ یا صنعت و حرفت خدمت و ملازمت اسلئے سب لوگ باہمدگر ملازم ہیں یعنی لازم و ملزوم :-

مجمع ماہرین علوم و فنون اور تحقیقات کتب

(۱۳۵) اس نئے قسم کی مردم شماری و انتظام میں۔ سامدرک جاننے والے۔ منجم۔ نباض و چسمک شناس۔ دیدہ شناس۔ حرکات و سکنات شناس یعنی قایف یا قیافہ شناس کاہن۔ لال بجھکڑ۔ باغبان۔ فوٹوگرافر۔ نقاش۔ معبّر۔ جاسوس۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علوم و فنون و این و آں سب کی ضرورت پڑے گی۔ (۱۳۶) سب لوگ ملکر اس بات کی بھی رپورٹ کریں کہ دوران مردم شماری میں کس کس مقام پر ان کا مزاج کیسا رہا کس چیز کے بعد کیا چیز کھائی تھی جس سے طبیعت خراب ہوئی۔ یا فرحت رہی۔ (۱۳۷) روزنامچہ درست رہے۔ کیا نئی بات معلوم ہوئی۔ سم و تریاق کا حکم کس کس پر

جاری ہوا۔ یہاں تک اول حشر و نشر ہوا۔ اب دوم حشر و نشر یہ ہے۔

دوم حشر و نشر یا ترتیب دوم

دیکھو مردم شماری کے پہلے ہی سے مکانات عظیم الشان کا بندوبست کرلیا جائے۔ کہ جبوقت کا غذات وکتب وغیرہا کا انبوہ پہونچے تو سرکاری اخبارات و اعلانات کے ذریعہ سے پہلے ہی ایسے ایسے لوگوں کا جمگھٹا ہوجائے کہ پہلے صرف کتابوں کو چُن لیں کہ کس کس فن کی ہیں؟ جس فن کی کتابیں ہوں وہ سب ایک طرف کردیجائیں۔ اُس میں سے ایک آسان طریقہ بنایا جائے جیسے ردیف وار لکھ ڈالنا۔ اگر دوائیں ہیں یا کتب طب ہیں تو ردیف وار بیماریوں کا نام لکھ کر۔ اُن کی ردیف وار نشانی بتلاکر مصلح وبدل کو بھی بتاپائیں۔ اور جسقدر اُن کتابوں کی ہم نوعہ جلدیں مختلف مقامات سے آئی ہوں وہ سب ایک طرف کردیجائیں۔ کیونکہ اُن میں سے صرف ایک ہی جلد کی ضرورت ہوگی۔ اور احتیاطاً دو یا چند کی۔ سب کی ضرورت نہیں۔ مختلف پراگندہ کاغذات واخبارات میں سے تشبیہ و مثال و ضرب الامثال و مذاق کی باتیں اور جملہ کارآمد باتیں اور اُس میں کی پیشینگوئیاں اکٹھا کرلینے کے بعد ضرب الامثال و مثالوں کے دفتر میں ملادو۔ مگر پُرانی کتاب کو تنفس سے ذرا دور رکھ کر کھولا کرنا اور انگلی میں لب نہ لگایا کرنا۔ کیونکہ اُس میں اوراق

زہریلے ہو رہے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسی ساری کتابوں کو پہلے
ہونی دو۔ مگر آگ سے بہت بچاؤ رہے۔ اُس جگہہ سگریٹ نوشی وغیرہ سے
بہت احتیاط رہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے سگرٹ۔ تمباکو ہو یا کوئی چیز ہو الّا اتنقد
سے استعمال میں رہے۔ جس سے کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہونچے۔ دانت
ناک۔ منہ کو خراب نہ کرے۔ مصلح کے ساتھ استعمال کرو۔ آیندہ کپڑے
اور کتابوں کے بچانے کے لئے ادویات و ترکیبات فراہم کی جائیں۔ جیسے
تیزپات کپڑوں کو بچاتا ہے۔ اسی طرح بے شمار چیزیں ہیں۔ پھر ایک سلسلے سے
وہ سب کتابیں ترجمہ ہونا شروع ہوں جس میں کی کوئی وقیع و اہم و کارآمد بات
نہ چھوٹنے پائے۔ لیکن واقعی جو بلا ضرورت اور حشوات سے معلوم ہو تو
اُنہے چھوڑ دو:۔

سوم حشر و نشر

جب یہہ مرحلے پائے اختتام کو پہونچ جائیں تب تیسرے درجے میں
یہہ دیکھا جائے کہ جس قدر ایک ہی فن کی کتابیں ہیں اُن سبھوں میں بایکدگر
کیا فرق ہے۔ اور کیا کیا کم و بیش باتیں ہیں۔ اُسکی کمی و بیشی کو عالمانہ طور سے
پوری کر کے ایک سلسلے میں کر دو + جیسے غذا کے بارے میں جسقدر دلائل
ہوں سب ایک جگہہ ہوں۔ آسمان و زمین و نباتات و جمادات وغیرہ کے

بارے میں وہ اکٹھا ایک جگہہ ہوں اگرچہ بہت سی جلدیں ہو جائیں۔ کہ کتب بالسبق کی حاجات ساقط ہو جائیں۔ اور کثرت سے چھاپ کر اشاعت ہو۔ ہر ضلع ضلع کتب خانہ ہو۔ اور جہاں جہاں ضرورت ہو۔ ہر جگہہ کتب خانہ ہو۔ ہر ایک جلد اس کی اسی قدر وزنی ہو کہ آدمی آسانی سے اُٹھا کر مطالعہ کر سکے۔ اور خوبصورت چھوٹے پیمانے پر اُن کی ضخامت ہوا کرے۔ جس فن کی کتابیں اِس طریقے پر مرتب ہونے لگیں تو سرکاری اخبار اور عام اخبار میں اُن کا چرچا کر دیا جائے کہ۔ جو جو کتابیں ہنوز دل و دماغ کے اندر ہیں اُن کو لوگ نکالتے جائیں۔ فراحم ہو نیوالے روانہ ہو گئے۔ ۵

تحفۂ لامکاں۔ فقط سخن است
حیف۔ گر نزدِ قدرداں نرسد

دیکھو خیالات کے تحریری مجموعہ کا نام کتاب ہوا کرتا ہے۔ اُن کو جبس بیجا کر نیکی ضرورت نہیں۔ اب اُنکو آزاد کرو۔ اسلئے خیالات ظاہر کرنے کا عام حکم ہے وہ اسی واسطے ہیں کہ ظاہر کر دئے جائیں۔ چاہے اچھے ہوں یا بُرے۔ معقول ہوں یا نامعقول۔ کمیٹی اسکو جانچ کر نکال لیگی۔ قال وخیال کو درست کر لے گی۔ اُن کے مصلح ومصحح کا اجماع بکثرت رہا کرے گا۔ بہت سی ہنرمند باتیں جنکو ہنوز خیالات نے مس تک نہیں کیا ہے بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ اصُول واختراع وایجاد کا طریقہ اسی کائنات ومافیہا کی امدادِ مفہومات وعملیات سے معلوم ہوگا۔ اور وہ فکر وخیال سے۔ تاکہ تمام کائنات تسخیر وقبضے میں آسکے۔ چاہیے

دنیا فانی ہو یا باقی۔ مگر تم بندوبست سے نہ چُوکو۔ مخالفین کو لَایَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡ بَعۡدِیۡ[1] کا
نعرہ مارنے دو۔ تم اپنے فعل سے دعوے کو باطل کر کے ثابت کرتے رہو۔ سب
جائز بات لایقین کے لئے مسخر و حلال ہے۔ نالائق پر سب کچھ حرام ہے ؎

باران بے محل۔ نہد۔ نفع کشت را
در وخت پیری اشک ندامت چہ فائدہ

تو بے فائدہ بات کی طرف رخ نہ کرو۔ پس دین و دنیا سب ایک ہی ذات کی ہیں
کوئی مذمت کے لایق نہیں۔ ایک ہی حیات بے شمار شکلوں میں ہے۔ اگرچہ
کنتا بلی۔ خواہ زید و بکر وغیرہ نام ہو۔ اور ایک ہی موت بے حساب صورتوں
میں ہے۔ اگرچہ لقوہ و فالج وغیرہ نام ہو۔ موت و حیات دونوں کی جان
نکالنے کے بعد صرف ایک ہی جان باقی رہے گی۔ جو جانِ جاناں ہوگی
جسکو یچھی کہیں گے اُس میں ہما شما سب ہونگے۔ دارالوفاق یا دارالوصال میں
توحیدِ احدی[2] کا وجود ہے۔ اور دارالفراق و دارالفصال میں توحیدِ کثاری[3] کی
نمود ہے۔ یہہ سب عالم کا عالم یاہو و لہو ہے اور ایک ہی لہو کی نمود ہے۔
کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

دیکھئے بکھری ہوئی ہو زلفِ جاناں واہ واہ	چاند سے مکھڑے پہ ہے چھایا ہوا ابرِ سیاہ
ریلگاڑی کا دھواں ہے یا کہ ہے بل کا دھواں	یا کہ معدے کا دھواں ہے یا کہ ہو یہ دود آہ

اِس دود وآہ تبکل عالم کا راز اُسوقت معلوم ہوتا ہے۔ جب استحقاقاً اُس پر راز کی

(۱) میرے بعد میرے جیسا کوئی نہ ہو (۲) احد کی تانیث (۳) مختلف قسم کی توحید۔

باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ [illegible] کے پاس کچھ تھا ابھی نہیں ہوتی
مگر وہ اپنی روحانی تجلی سے اس طرح [illegible] جس طرح ریڈیم شعاعیں چھوڑ دیا
سے [illegible] ہوتی اسکی [illegible] ظاہر کر دیتی ہے
یا جس طرح [illegible] کو [illegible] سکتا
کے اندر پایا جا کر ظاہر کر دیتی ہے۔ اور روحانی آمد اسکی اس طرح [illegible] کے
ساتھ ہوتی ہے جس طرح بنسی کے ڈورے میں لال کپڑے کی بندھی ہوئی
گولی پر مینڈکوں کا بے تحاشہ چھلانگ مار کر گرنا اور اسکو نگل جانا تاکہ کھینچنے والا
ان کو کھینچکر دوسری دریائی چیز اُن سے گرفتار کرے۔ جیسے مچھلی وغیرہ ہے۔
یا یوں سمجھو کہ آئینے میں عکساً آفتاب کا اُتر جانا۔ پھر اُس آئینے کے ذریعہ سے
سایہ دار جگہوں پر تیزی سے بائیسکوپ کی طرح روشنی کا عکس ڈلوانا جس سے
آفتاب کی حضوری آسمان سے لیکر زمین تک ہو جاتی ہے کہ ؎

بحرِ کثرت میں نہ ممکن ہے کہ باندھے کوئی پل
ہاں اگر وحدت کا اُس پر ڈال دیں محراب ہم

پھر آفتاب اپنی جگہہ پر بھی رہتا ہے۔ پس اس درجے کو پہونچنے والا ولی اللہ
ہے۔ تو یہ درجہ سب قدرتی فرائض کو ایمانداری سے ادا کر لینے کے بعد ملسکتا
ہے۔ خالی فاقہ کشی۔ و چلہ کشی۔ اور سر پٹکنے۔ اور شب بیداری نا جائز
ترکِ نا جائز۔ ترکِ زینت و آرائش و ترکِ زن و فرزند مصیبت برداری و خود کشی

اور واہیات خرافات گپ شپ اور اپنچ پنچ سے نہیں۔ یہ سب مجربین کی سزا ہے۔ نہ کہ
غیر مجربین کی۔ پس نوافل ازلیہ و فطریہ کو ادا کی ہوئی انانیت قدسیہ و ازلیہ جو اس
جسم یحیاویہ کی معرفت کام کر رہی ہے وہ کہہ سکتی ہے کہ۔

نظم

ازپنجرہ[1]۔ عناصر و عالم چناں پرم ــــ از کوہ لامکاں۔ پر عنقا بر آورم
از فضل ذی الجلال۔ خداوند اکرم ــــ از جملہ برترین جہاں۔ ذات برترم
تھذب[2] السبق کر گشتہ۔ بمیدان کن[3] مکاں ــــ بر توسنے سوار شدہ۔ سبقتے برم
روح و انانیت کہ بدارم۔ چنیں بگفت ــــ بالائے جسم و عالم و ہر سو و اندرم

یحییٰ۔ خدا ز باؤ۔ خدا ہست ما ز با
باشد چہ کشمکش؟ کہ بہر دو طرف کرم

کیونکہ جو اپنے نفس کے آگے گنہگار ہے تو وہ خدا کے آگے بھی گنہگار ہے۔ اگرچہ
خلایق غلطی سے اسکو بزرگ سمجھ رہی ہو۔ اسکی دعا و بد دعا میں اثر نہیں۔ اور
جو اپنے نفس کے آگے بے گناہ و مقدس ہے وہ خدا کے آگے بھی بے گناہ و مقدس
ہے۔ اگرچہ مخلوق اپنی ملعونیت کے سبب سے اسکو اسکے خلاف سمجھ رہی ہو۔
حالانکہ۔ جو کوئی زیادہ تر کسی بات کو دریافت کر سکتا ہو۔ یا اسکو زیادہ معلوم ہو

(۱) پنجرہ لفظ فارسی ہے (۲) پولو جو ایک کھیل ہے (۳) عالم۔

تو اپنے معلومات کو اُسی فن کے اخبارات میں شائع کردے کہ صحیح واقعہ ہونے پر وہ بھی ذخیرۂ معلومات میں داخل کرلئے جائیں کہ کتاب مکمل رہے۔ پھر آیندہ جسقدر تحقیقات ہوتی رہے گی اُس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور فہرست ترمیم تیار ہوتی رہے گی کہ جنتری و تواریخ اور ریکارڈ سے ترقیات و تنزلات و انقلابات و واقعات و حادثات کے شمار و مدارج کی حالت معلوم ہوتی رہے۔ اور جس جس فن میں جس آدمی کو مذاق ہے وہ سرکار میں اپنا نام لکھوا دے کہ آیندہ اُس فن کی تحقیقات و فروغ وہی کے لئے مقرر کرلیا جائے۔ جیسے ہوائی و خلائی و سماوی و ذرات خون۔ و خون تنا سُلی حیوانات و انسان و ذکور و اناثی۔ و اودیات۔ برق و حرکت۔ کشش و طاقت۔ افناء[1] و ابقاء[2] کی تحقیقات وغیرہا۔ تو چونکہ خون بہت ہی بہت مقوی چیز ہے یہ خراب نہ ہونے پائے۔ اسی کی خرابی سے علم و عقل و فکر و خوض و صحت و نسل سب خراب ہوجاتے ہیں۔ خونریزیاں ہوتی ہیں اور قوم کی قوم مردود ہوجاتی ہے۔ اور خون کی صحت سے دل و دماغ منوّر رہتے ہیں اور کہاں کا کہاں پہونچا دیتے ہیں۔ کیونکہ ؎

نیست ممکن۔ نکند صحبت نیکاں تاثیر

گل۔ بخورشید رسانید سر شبنم را ؂

لیکن بری حالت جو دیکھی جارہی ہے۔ وہ سب خود کردہ ہے گویا ؎

ایں بلا اے مبتلا۔ از شامت اعمال تست کا مضمون ہے

(۱) فنا ہونا (۲) باقی رہنا۔

ثم اینکہ یہہ بھی معلوم ہوجائے کہ مردم شماری کی رو سے کس قدر انسان کی تعداد فلاں فلاں محکمے میں لی گئی ہے۔ اور کسقدر باقی ہے۔ اُن لوگوں سے اب کیا کام لینا چاہیے۔ تاکہ کثرتِ کاروبار سے غیبت اور برائی۔ جنگ وجدال کی فرصت نہ ملے۔ مگر بنیم جنگی تعلیم عام طور پر تندرست زن ومرد سب کے لئے جاری رہے۔ لاٹھی۔ پٹا۔ بنوٹ وغیرہ سب۔ مگر کسی کو کم۔ کسی کو زیادہ۔ حاملہ وغیرہا کو معافی۔ غرض کہ جیسا موقع ہو۔ اس محترم فن کو بے کار نہیں کردینا چاہیئے۔ اسی کا یہہ جلوہ ہے جو اسقدر اصلاح وترمیم وبندوبست کی ضرورت پڑی ہے۔ چاہے جنگ ہو یا نہ ہو۔ مگر جنگی قیدیوں کے لئے قیدخانہ اور ہوسپٹل وغیرہ کا بندوبست پہلے ہی سے رہے۔ علم ظاہری کی رو سے مبادا کیا ہو۔ کہنا چاہیئے۔ اسکے بعد جن جن کی کتابیں ہیں واپس کردینا چاہیئے۔ اور روی کاغذات گلادیئے جائیں کہ اُن سے دوسرا کاغذ تیار ہو۔ یا اور کوئی چیز بنائی جائے۔

احترام الموجدین

اور عام نوٹس ہو کہ جو کوئی بیشتر از فوراً کتابوں کی نقل کر لینے کی ترکیب اور چھپ جانے کی ترکیب ایجاد کرے گا تو اُسکی تمام عالم میں بڑی قدر ہوگی۔ اُسکو خطابات و اعزاز و امتیاز ملیں گے۔ اور حضورِ انور بذاتِ خود سینے پر ہاتھ

رکھ کر تعظیم و تکریم فرمائینگے۔ یا اُن کا قایم مقام۔ اس فرض کو ادا کرے گا
ہر ایک موجد کی۔ پھر وہ کسی زمانے میں ہو) اور اُسکا مجسمہ شاہراہ پر رکھا جائیگا
اُسکا ادب کرنا یعنی موجد کا خصوصیت کے ساتھ لوگوں پر فرض ہوگا۔ یہہ
کچھ پرستش نہیں۔ نہ وہ پرستش کیئے جانے سے خدا ہو جائے گا۔ یہہ خیال غلط
ہے۔ اُسکو کافی و وافی انعام و اکرام ملیں گے۔ وظیفہ ملے گا۔ مجمع عام میں
پھولوں کا ہار پہنایا جائے گا۔ اُسکی جمیع ممکن الوقوع جائز تمناؤں کو بر لانیکے
لئے راجا پرجا سب ملکر کوشش کرینگے۔ اور جو کچھ وہ ممکن الوقوع جائز بات چاہیگا
حتی الوسع پوری کیجائے گی۔ اور اس بات کے مخالف اور ضدی شخص کو
جو مضر خلایق ہو بالکل اسی کے قدِ مقابل سزا دیجائے گی۔ اسلئے ترقی میں مزاحم
نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اسی طرح جس چیز کی ضرورت پڑے اُس چیز کو سہل کرنیکے
خیال سے کوئی آلہ۔ عالم ایجاد میں لانے کے لئے اشتہار دیا جائے۔ اور لوگ
اُسکے بارے میں بایکدگر چرچا کرنے کو عین عبادت سمجھیں۔ کہ ایجاد و تحقیقات
کرنے کی طرف دل و دماغ مائل ہونے لگیں۔ پھر اسی طور پر موجد کی سخت عزت
کی جائے بلکہ ایجاد اور خوبی اشیاء بذاتِ خود ایک اچھا خاصہ اشتہار ہے
کہ موجد کو فائدہ پہونچائے اور اُسے معزز بنائے۔ اور عام نگاہوں میں عزت
پیدا کردیگا۔ اور ہر ایک بُرے کام اور نیکی کے کام کی یہی خاصیت ہے بشرطیکہ
پھوٹ نہ ہو۔ نقصان رساں نہ ہو۔ ان موجودہ مشایخین و گوشہ نشین ہستیوں

سے کہیں معظم و محترم اور قابلِ عزت شخصیت ہوگی کہ اُسکی ذات سے اصلی بیت اللہ کو زینت و رونق حاصل ہوئے یعنی کون و مکاں کو۔ خدا بھی اُسکو زینت دے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ دَائِمًا ابدا:۔

ایجادات

پھر جو کوئی ستاروں کے اندر کی حقیقت دریافت کرنے کی ترکیب۔ یا آلہ ایجاد کرے گا یا خورشید[1] و مہتاب[2] کو قید کرنے کی ترکیب ایجاد کرے گا کہ سرچ لائیٹ یا کشافہ کی طرح آفتاب و ماہتاب زمین پر بلا ضرر اُتر آئیں کہ سوا انیز سے پیدا ہوں۔ جیسے بجلی کی روشنی۔ گرمی و سردی وغیرہ وغیرہ کو اختیاری بنانے کی ترکیب ایجاد کرے گا۔ حسب خواہ تبدیلِ موسم کی ترکیب آلہ ایجاد کرے گا۔ کوہ کن سیرما زمین کو روڑے وغیرہ سے صاف کرنے والا آلہ۔ خزانے کے استحفاظ کا آلہ۔ یا حفاظت کہ چوری نہ جا سکے۔ تناسخ شناس و ترکیبات شناس ترکیب و تحلیل کرنے کا آلہ۔ آب و ہوا خراب کر دینے کی ترکیب۔ پانی میں آگ لگانے کی ترکیب۔ کہرا بنانے کی ترکیب۔ اولا برسانے کی ترکیب۔ دریا کے اندر کی چیزوں کو دریافت کر لینے والے آلے۔ جزیروں کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ پانی برسانے کا آلہ۔ پانی کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ بجلی کو روکنے کی ترکیب۔ بجلی بنانے کی ترکیب۔ اور حسب خواہ معین مقام پر گرانے کی ترکیب

(۱) آفتاب (۲) چاندنی۔

ہوائیں بھرنے کی ترکیب۔ اُسکو قبضے میں کرنے کی ترکیب۔ اُس سے حسب خواہ کام لینے کی ترکیب۔ معدن شناس آلہ۔ زمین کو چشم زدن میں کھودنے کی ترکیب یا حفّارہ۔ اُسکو فوراً بھر دینے کی ترکیب۔ ڈوبے ہوئے اسٹیمروں کو نکالنے کی ترکیب۔ مکانات بنانے اور اُنکو اُکھاڑ کر دوسری جگھہ لیجانے کی ترکیب یا نقّالہ۔ اگرچہ پہاڑ ہو۔ چشم زدن میں کھانا پکانے والا آلہ۔ یا طبّاخہ۔ جن و بات ہی ٹیبل پر کھانا مہیا کر دینے والا آلہ۔ جنگل صاف کر دینے کی ترکیب۔ ریت اور سمندر سے سونا چھانٹ کر نکالنے والا آلہ۔ ریت کو متحجّر کر دینے کی ترکیب۔ مضر و سرد ہوا سے بچنے کی ترکیب خاصکر گرم پانی سے نہانے کے بعد۔ نسل شناس آلہ۔ اصل شناس آلہ۔ خیال شناس آلہ۔ حادثات گو آلہ۔ تمام اقسام کی آفات سے بچانے والا آلہ۔ یا ذریعہ۔ خیال گو آلہ۔ کہ اصلی حقیقت معلوم ہو جایا کرے۔ جرم کی جلد تحقیقات ہو جایا کرے۔ بلکہ جلدی سے تحقیقات ہو جانے کی ترکیب۔ کہ کسی کام یا مقدمہ میں طولانی نہ ہو۔ فوراً فیصل ہو جایا کرے کہ فتنہ و فساد نہ رہے رجیسے مقناطیسی تھٹیں کو پ ہوتا ہے یعنی محقق الاحوال باطنیہ یا ولر باجس میں ریم کے منکر نکیر بنے رہتے ہیں اور ڈاکٹر اپنے دونوں کانوں میں لگا کر عناصر و مریض سے سوال کرتا ہے کہ انکا رب کس حالت میں ہے؟ یعنی اُن کی روح کس حالت میں ہے۔ اور اُن کے دین و دنیا؟ یعنی قلب و قالب کیسے ہیں) جو عیب ہنر وغیرہ ہوں اُن کو نکالنے۔ معتدل بنانے۔ یا روک رکھنے کا آلہ

جن سے حسب خواہ کام لیا جا سکے۔ گرامیفون کے ریکارڈ کی طرح دل ودماغ میں علوم و فنون انسان وحیوان میں بھر دینے کا آلہ کہ پڑھنے سیکھنے کی ترکیب انسان کے لئے قدرے قلیل باقی رہجائے؟ کہ لوگ جلدی عالم فاضل وغیرہ وغیرہ ہوجایا کریں۔ بدصورت کو خوبصورت۔ بڈھے کو جوان بنانے کی ترکیب فلزات بنانے کی ترکیب۔ کلفتِ ولادت کو رفع کردینے والی ترکیب جو شدت سے سریع الاثر ہو۔ گرمی وسردی حسب خواہ کرنے کا آلہ جس سے صورت وسیرت پر حسب خواہ اثر ڈالا جا سکے + غرضکہ مرصاد۔ کشّافہ۔ حفّاظہ حفّارہ۔ نقّالہ۔ مقیاس الاوقات۔ برقکش۔ زمین کن۔ چھگینہ۔ میزان الحق۔ معیار الدجیٰ۔ کھدوال[1]۔ کھودنی وغیرہ وغیرہ۔ تو جو افراد ایسی ایسی مفید چیزیں ایجاد کرینگے کیسے نہیں اُن کی عزت ہوگی؟ اور کیوں نہیں؟ ضرور بالضرور عنداللہ ماجور غیر ممنون ہونگے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ یہہ سب امر بحدیثِ دیگراں کچھ ناممکن بات نہیں ہے یہہ ضرور[2] ہونیوالا ہے۔ مگر جسکو جس ذریعے سے ماجور عنداللہ ہونا ہے اُسکے لئے یہہ فوائد رسانی کا طریقہ امانۃً مختص رکھا ہوا ہے کہ اُن کو بعنقریب اُن کے ذاتی و میراثی و نسلی اعمال کے نتیجے میں ملنے والا ہے۔ اسواسطے یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ پادشاہ کسی امر کے اجرا کے لئے حکم دے اور خود ہی اُسکو کرنے بھی لگے۔ تو پھر وہ

---

(۱) مسطح کھودنے والا آلہ۔ (۲) نبوت یعنی پیشینگوئی۔

بادشاہ نہ رہے۔ اسی طرح جسنے ان سب باتوں کی خبر دی اُسکو خود عالمِ ایجاد میں لانے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں دوسروں کی حق تلفی ہوگی۔ لہذا امری صورت اپنی جگہہ پر نمایاں ہوگی اور نبوی شکل یعنی پیشینگوئی کی صورت اپنے مقام پر قایم ہونے والی ہے۔ اور ارادی صورت اپنی جگہہ پر اور ایجادی صورت اپنی جگہہ پر (ہر ایک کا ایک ایک کام ہے۔ از جز تا کل سب کام ایک ہی شخص نہیں کر سکتا۔ اتنا وقت نہیں) جسکے لئے در پردہ بانی مبانی قادرِ کن فکاں صرف ایک ہی ہستی ہے جو ہستی آفریں ہے۔ چاہے مجسم رہے یا غیر مجسم۔ یا دونوں سے مرکب۔ یا دونوں سے بری۔ جیسے مئوگے کا وجود کہ عورت و مرد دونوں سے مرکب اور دونوں سے بری ہے اس اشارے کو غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔ الغرض اینکہ اسی طرح جو کوئی تمام عالم کو ایک کر دیگا نسبتِ عالیہ و انتہائیہ سے جکڑ دے گا۔ فتنہ و فساد کو مٹا دے گا۔ کاموں کو آسان کرتا جائے گا۔ مفسدین و شریرین کو نیست و نابود کرے گا۔ دافع البلائے والوباءِ والقحطِ والمرضِ وَالاَلَمْ انتظام کرے گا۔ تو کیسے نہیں اُسکی تعریف ہوگی؟ کیسے نہیں اُسکی مان[1] دان ہوگی؟ کیسے نہیں پوجا پاٹ ہوگی؟ کیسے نہیں اُسکو خداوند و ربّی کہیں گے۔ بلکہ یہہ نہیں کہنا اور اُسکی نسلًا بعد نسلٍ عزت و عظمت نہیں کرنا ہی کفرانِ نعمت ہے۔ کیونکہ عناصر و تاثر۔ اسباب و حرکات سے مرکب ہوکر

---

(۱) ایک جگہہ غلطی سے یہہ لفظ تذکیرانہ بیان میں آگیا ہے۔

جسمانی و روحانی صورت میں نیاز مندانہ رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی مجسم استاد و مالک و ارباب نیاز مند بعناصر و تاثر ہونا چاہیے کہ امر و نہی کر سکے۔ کیونکہ خلاف الوقیا غائبانہ جزا و سزا۔ یا قہر الٰہی سے نہیں ڈرتی۔ اور اس صورت سے بری البرئی و بے بنا اور رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی غیر مرئی العین (۱) غیر محسوس الحواس اختیار محض و بے نیاز سرپرست ہونا چاہیے کہ ظاہر و باطن کی تفریق از روئے قواعد و قانون حقانی ہو۔ پس ؎

چوں نظر در نور گنجیدہ۔ بگردیدہ چو نور ؛
چوں بتاریکی نشد۔ نورِ نظر گردیدہ کور

اس لئے اوتار یا ہادی مجسم ہوا کرتا ہے وہ اسی قانون کی بنا پر مبنی ہے کہ زمانے کے مطابق اپنی نسبت کے ذریعہ سے اپنے پیروکاریں پشت بہ پشت فیض و برکت پہونچائے۔ لوگوں کی بد اعمالی پر اور دورِ زمانہ ختم ہونے پر غائبانہ فیاضی سے الگ ہو جائے۔ اور اُسکے تعلیمات کے تمام حرف اُڑ جائیں۔ یعنی بے اثر ہو کر منسوخ ہو جایا کریں۔ (یعنی غیر مجسم کے لئے غیر مجسم اور مجسم کے لئے مجسم ہادی چاہیے) ایسی حالت میں اگر اُسکو براہِ اعزاز و احترام و عظمت و محبت اپنا ازلی سردار ہی گردانا۔ اور رتّی خواہ سرورِ عالم ہی کہا تو کیا گناہ کیا؟ کچھ نہیں۔ الانسان عبید الاحسان۔ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ اور یہہ معاملہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہی

(۱) یعنی دکھنے والی شئے۔

ہوتا رہے گا۔ کسی قدر روک ٹوک ہو۔ عاشق تو اپنے معشوق کو خدا کہتا ہی ہے وہ کثافت کو نہیں دیکھتا۔ لطافت کو دیکھتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے معنوں میں سے ایک معنی معشوق کے بھی ہیں۔ جبھی کہتے ہیں کہ انما العشق ہو اللّٰہ۔ جسکو ہندی میں لاڈو۔ یا لاڑو کہتے ہیں یعنی لاڑ پیار سے نسبت رکھنے والی ہستی۔ اس میں واؤ نسبت کی ہے۔ جیسے الّو۔ چاکو۔ ہندو۔ پیٹو۔ میں واؤ ہے۔ چنانچہ معشوق کی خدائی صفت کی بے نیازی کی شان کہ وہ کس طرح بے نیاز ہے، اگر ایک شکل و صورت میں ظاہر کیجائے تو اسکو ظاہر کرنے کے لئے ہمیشہ جسیمہ یا مورت بنا کر ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے خود عالم بنا ہے سوائے اسکے کچھ دوسری شکل و تشکیل نہیں ہے۔ کیونکہ مجسم کے لئے مجسم اور غیر مجسم کے لئے غیر مجسم۔ مگر ایک ہی جیسی شکل و صورت کا نقشہ ہو تو نہایت بہتر ہے۔ تاکہ پتا لگے کہ ہیکل اسی جسیمہ یا تصویر کے جیسی وہ ملجم و مجسم شکل تھی جسنے اہل دنیاء کو بے انتہا فائدہ پہونچایا۔ اور جسطرح تمام ذرۂ کائنات مع آفتاب و ماہتاب بغیر کسی طمع کے اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح اُس اوتار نے بھی ادا کیا۔ مگر یہہ اپنی سعادتمندی ہے کہ ہم اُسکو اپنا محسنِ ازلی واجب الذکر والسجود سمجھیں۔ گو تصور کے اندر تشکل گوناگوں ہوجایا کرے) اُسکا اصلی وجود زیادہ تر قابل عزت ہے۔ لہذا اُس مرئی العین وجود کے ذریعہ سے غیر مرئی العین تک پہنچا جائے۔ مکان کے ذریعہ سے لامکاں تک۔ جیسے نوٹ کے ذریعہ سے

یعنی اُس پیشانی پر بت ہونے

زرتک رسائی۔ مگر عام طور پر یہہ ایک قسم کی نمایش ہے وہ بھی خالی از تفریح طبع نہیں۔ پس اچھے کام کرنے والے کی ضرور عزت ہوگی۔ ضرور فطرت کی طرف سے اُس فن کے لیئے اُسکے نام میں برکت دیجائے گی۔ جیسے عون وفرعون[1] کے لفظ میں اثر ہے۔ اور خدائے حی القیوم کی طرف سے غائبانہ مدد = حتیٰ کہ برے بے وفار کے نام لیوا میں بھی برائی اور بے وفائی اور بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے۔ چہ جائیکہ بھلائی کے نام لیوا میں حکیمانہ عمدگی نہ ہو۔ ضرور ہوگی۔

پر سہ
لوگ کہتے ہیں۔ بھلائی نہ رہے دنیا میں
یہہ بھی کہدیں کہ۔ برائی کا مآل اچھا ہے

اسواسطے لوگوں کو چاہئیے کہ اوتار اور اُسکے خاندان کی قولی وفعلی دونوں طرح عزت کریں۔ وہ اُس نجم الہوا سے تو کہیں بہتر ہے جو شہاب کی صورت میں زمین پر گر کر حجر اسود کے روپ میں نمایاں ہوتا ہے۔ جسکو کالا پتھر کہتے ہیں۔ جو آجکل بھی بہت سے عجائب خانوں میں ہے۔ مگر گذشتہ زمانے میں کثرتِ جہالت کے سبب سے خاص جنبت کے وہی باورچی خانہ کا پتھر سمجھا گیا۔ اور خوب ہی خوب اُسکی پرستش ہوئی۔ چڑھا چاٹی لئے گئے۔ اُس حقیر پتھر سے بھی کمتر اُس ازلی محترم خاندان کو لوگوں نے سمجھا ہے جس میں انوارِ الٰہی اس طرح محلول ہوتا چلا جارہا ہے۔ جیسے ہیرے کے سرمے میں مروارید۔ کہ کچھ بھی ہو جائے مگر اُس میں کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ میراثی وخاندانی [illegible] ودرثہ

(۱) فرعون کا لفظ کچھ کا کچھ بن گیا ہے۔

ہوتا ہے۔ جبھی زندگانی کا بیمہ کرتے وقت پیدائشی صحت و مرض حسن و قبح کی جانچ ہوا کرتی ہے ورنہ ہرگز نہ ہوتی۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ جب نورانی انسان کا ظہور کسی سرزمین پر ہوتا ہے تو اُسکے ظہور کے سبب سے ازروئے قانون ذی القربی اُس سرزمین کا حق قدسیت و تقدس کی ناعزوگی سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ ارضِ مقدس اور اماکنہ مقدسہ کہے جانے لگتے ہیں۔ اور عجائب چیزد کھلانے والے کو نذر پیش کیا جائے۔ اور کبھی سرزمین موسومہ افرادِ خاندانِ قدسی بجائے نائب اللہ۔ حامی الخلقت و الدین گل[1] سرسبد زیب و زینت و فیض و برکت سمجھے جانے کے کچھ بھی مقدس نہ سمجھے جائیں اور بے جرم و قصور واجب القتل قرار دئے جائیں؟ ٥

وائے۔ بریں فہم۔ و ایں فہمیدگی

لعنت باد۔ بریں عقل و دانش۔ حالانکہ۔ واضح رہے کہ امام کے معنی آگے کے ہیں۔ تو تمام عالم کا اگوا آنجناب حضور رب العزت کی ہستی پاک ہے ہللویاہ ثم ہللویاہ[2] (الحمد للہ رب العالمین۔ ثم الحمد للہ رب العالمین) پس وہی امام العالمین و امام الکائنات ہے۔ اُسپر تمام آئمہ ملقب بہ القاب مختلفہ سے کوئی امام۔ افسر و حاکم نہیں محض خودسر ہے۔ اُس امامتِ ازلیہ کے جسمانی عمل کا ظہور جسمانیت تاب ہوا ہے جیسے دیکھ رہے ہو۔ اس لئے تمام شاخ در شاخ اُسکی جسمانیت کا ظہور محترم ہے۔ سبحان اللہ:۔ ٥

(۱) گچھا یعنی پھولوں کی ڈھیری کے اوپر کا بڑا پھول۔ (۲) عبرانی زبان میں الحمد للہ۔

نظم

از لبِ شیریں۔ کلام اللہ را فرمودنش	در دلِ مومن۔ ہمانا۔ نور را۔ افزودنش
بود وہم۔ نابود۔ ہر دو بودنی۔ از بودنش	بے محابا بودنی۔ بہ نابود۔ بخشودنش
ظلمتِ ملکِ عدم[1]۔ سرگرد شد۔ وز زلفِ گل	ہر جبینِ او مفتخر شد۔ با سرا و سودنش
رونقِ انوارِ ربانی۔ برویش جلوہ گر	رنگ و روغن را۔ بخشیدنی برابا اندودنش
رتبۂ میدانِ قدرت را لفکر و عقلِ خویش	بلکہ از خیالِ شت۔ زود تر۔ پیمودنش
درمیانِ آب و آتش۔ باد۔ ثالث میشود	زیں حکیمانہ روش۔ انصاف را بخشودنش
درمیانِ خلق و خالق شد وجودش ثالثش	از برائے رستگی۔ فرض است پس انبودنش
جملہ جائز شد۔ چو بر موقع[1] و بر وقت[2] و محل[3]	کردہ آید۔ قدرت۔ خوب شد فرمودنش

از جمیع بیقراری اے تو بیجا۔ در گزر

کارِ بد۔ آلودن است۔ و کارِ تو۔ پالودنش

چنانچہ یہہ سب کام ہمارا صفائی و پالودگی میں داخل ہے۔ مگر اس سے یہہ مقصود نہیں کہ اُسکے بعد اگر اُسکے اہلِ بیت یعنی خاندان سے کوئی مجرم ہو تو واجب التعذیر نہیں سمجھا جائے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ وہ بھی اُسی سزا کا مستحق ہو سکتا ہے جو عام لوگوں کے لئے سزا مقرر ہے۔ صرف نظاماً۔ و برکتہً و فیضاناً و فضلاً محترم ہے۔ یہہ سب اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اسواسطے اب نئے سرے سے

---

(۱) قربان (۲) بڑے لوگ۔

ارضِ مقدس اور خاندانِ مقدس قایم کیا جاتا ہے کہ اُسکے بعد سے پہلے سے فیضانِ فضل و کرم ہو۔ فہو ہذا

چونکہ تمام عالم گول ہے اس لئے جو چیز جہاں سے روانہ ہوتی ہے آخر میں وہیں پر آ کے واصل ہوتی ہے۔ جیسی موسم کے بعد وہی موسم۔ ایام کے بعد وہی ایام ہوا کرتے ہیں۔ تو پہلے پہل ہندوستان سے آدمیت وجمیع لوازماتِ آدمیت شروع ہوئے تھے۔ اسی واسطے اس کا نام ہند ہے۔ یعنی مبدأ و مرکز جو نتیجۃ الاخریٰ پر از روئے قواعدِ مذکورہ بالا بصورتِ مہادیو یا مہدی پھر ہندوستان میں ظاہر ہوئی مگر ہندوستان کے سرزمین سے وہ سرزمین ذات القرنی ہونے کی حیثیت سے زیادہ تر مستحق ہے۔ جہاں کے عناصر و آثر نے اپنے عہدِ مجید میں پرورش کی تو وہ **صوبۂ بہار** ہے۔ اور بہار پہلے سے بھی محترم ہوتا چلا آرہا ہے:۔

ثبوت مع توجیہات

سنسکرت میں مہا بڑے کو کہتے ہیں جسکو مقدس کر کے ماہ کہا گیا۔ اور مخفف کر کے مہ۔ جس سے مہتر کا لفظ بنا ہے۔ یعنی اتنا بڑا۔ یا اونچا جیسے زمین سے مہ یا چاند ہے۔ جس کا ضد کاہ یا کہہ ہے جس سے کہتر کا لفظ بنا ہے یعنی اتنا چھوٹا یا نیچا جیسے گھاس پات۔ تو مہ گڈہ کے لفظ کو فارسی بنا کر مہ کدہ یا مہ کہہ کہتے ہیں یعنی بڑے بڑے اور اونچے اونچے درجے والوں کے ظہور کی جگہہ

چنانچہ وہاں کے اکابرین کرام کے کچھ اسماء یہاں پر ضرورتاً بیان کئے جاتے ہیں۔ جیسے اوتاروں میں سے بہت بڑے اوتار حضرت بدھا ہیں جن کو بدوح کہتے ہیں۔ وہ یہیں سے ہوئے + نیز شرف الدین و شرف الحق۔ احمد یحیی منیری شیر شاہ عادل یہیں سے ہوئے۔ کبیر داس۔ تجلاج موجد شطرنج۔ تلسی داس کالیداس۔ منوداس۔ یہیں سے ہوئے۔ قوم جین کے رہبر گرو گوبند یہیں سے ہوئے۔ جن کی اصلی تعلیم کے خلاف اُن کی قوم چل رہی ہے بلکہ جہان بھر کی ساری قوم اپنے رہبر کی رہبری کے خلاف چل رہی ہے اسی پر کیا حصر ہے + اسی طرح بہت بڑے بڑے منطقی و فلسفی۔ حکیم و طبیب و منجمین وغیرہم پیدا ہوتے گئے۔ جس سبب سے اس خطے کا نام بہار یعنی دار العلوم پڑا۔ راجاؤں میں سے بہت بڑا عادل و خدا پرست میگھ دیو راجہ پیدا ہوا۔ یعنی گوسپند مزاج۔ جسنے حضرت بدوح کی تعلیم کو خوب ہی خوب رائج کیا۔ جس وجہ کر اُسکے ہمعصر راجہ لوگ اُسکو مہ گدھوی راجہ کہنے لگے اُسکا نام لینا اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ پھر وہ مہ گدھوی کا لفظ بگڑ کر مہ گد ہوگیا۔ پھر مقلوب ہوکر میگدھ ہوگیا۔ جیسے سورج سے خورج۔ خورج سے پھر ستید خور۔ بعدہٗ ستید خور کا لفظ مقلوب ہوکر خورشید بنگیا ہے۔ گرد شاہ سے شاگرد بنگیا ہے۔ خوشناوند سے خوشنود بنگیا ہے) اور اُس عادل خدا پرست راجہ کا نام میگدہی ہوگیا۔ جو آخر میں مخفف و منقلب ہوکر مگھہ ہوگیا۔ اور

اِس خطے کا نام ہی مگھ ہوگیا۔ تو چونکہ عربی زبان میں گاف (گ) کا حرف نہیں ہے یہ زبان مُنہ کے ہر ایک حصے کا حقِ ورزش تلفظ نہیں ادا کرتی۔ قاصر ہے اور بجائے گاف کے جیم (ج) یا کاف (ک) استعمال کرتی ہے۔ بجائے (چ) کے (ص) استعمال کرتی ہے۔ جیسے گچ سے جص۔ شنگرف سے شنجرف گوہر سے جوہر۔ چوگان سے صولجان۔ چین سے صین۔ بیگن سے بادنجان کلنجن سے خولنجان۔ چندری سے جدری (چیچک) وغیرہ۔ اسلئے مگھ کا لفظ مجہ اور مکہ ہوگیا۔ اور صاحبگنج بنام گیا کو مکیشور کہنے لگے۔ یعنی مکہ والا ایشور یا عیسیٰ کی جگہہ کیونکہ ایشیا سے ایشور بنا۔ ایشور کے لفظ سے عیسیٰ بنا ہے۔ جسکو انگریزی میں ایسٹ کہتے ہیں۔ تو گویا یہہ بھی شرف بہار ہی کو حاصل ہوا اور گیا کے ماننے والوں کی تعداد اُسی قدر ہے جسقدر جروسلم کے ماننے والوں کی ہوگی۔ کعبے کے ماننے والے تھوڑے ہیں صدیقاتِ بہاریہ میں سے ایک ہندی صدیقہ جنکو سنسکرت میں ستّی اور سیتاجی کہتے ہیں وہ بھی بہار ہی کی ہیں۔ جنسے شادی کرنے کے لئے شاہزادہ اجُدھیا مسمّی باسم ارمیا۔ یا رامچندرجی جب سوئمبر میں بہار پہونچے۔ تو دستورِ سابق کے مطابق اُنکو وزنی تیر و کمان دئے گئے کہ کمانِ مذکور کو جو شخص کھینچکر ٹھیک نشانے پر تیر پھینک سکے گا تو اُس سے سیتاجی کی شادی ہوگی۔ چنانچہ ارمیا نے اپنے پاؤں کے انگوٹھے

(۱) دو لعاد دکھائی کا جلسہ۔

لگاکر اتنے زور سے کمان کھینچی کہ تانت والا حصہ ایک اور دوسرے قوس کی شکل میں ہوگیا۔ اور تیر مذکور اسکے درمیان کا خط مستقیم یا قاب بنگیا۔ اور کمان مذکور کے دونوں زہ ملنے کے قریب پہونچے۔ اور حسب معاہدہ راجچندر جی سیتاجی کے قوسین یدین تک پہونچنے والے بنگئے۔ جسکو عربی میں قاب قوسین او ادنیٰ کہہ سکتے ہیں۔ گویا قاب قوسین کہکر ان جمیع واقعہ کے مجموعی مفہوم کو رمزاً وغمضاً کنایتاً واشارتاً اپنے مخاطب کو یاد دلانا ہے کہ تم کو اپنی کسی آمد کا واقعہ یاد ہے کہ نہیں ہے جیسے عاشق ومعشوق۔ دوست ودشمن۔ موقع پر باہمدگر رمزاً وکنایتاً بات چیت کیا کرتے ہیں۔ مثلاً جب قوم رحیمیہ کہا جاے گا۔ تو خواہ مخواہ اس اشارے سے وہی قوم سمجھی جاسے گی جو رحیم کا لفظ بہت استعمال کرتی ہے چنانچہ پرم گیان نامی صحایف میں مضامین مذکورہ کی طرف نظماً ایما کیا گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ؎

نظم

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ..... لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ او نوش احکام سے جو منوالیں

اک قوس جسنے کھینچا جسکے چلے ہل گئے تھے اوسیف کے سب دوست۔ اور صمصام سے جو نیولیں

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ٭ کچھہ معنی بھی سمجھے ؟ اوسیتا رام سے جو نیوالی

تو مافوق الذکر واقعہ کا ظہور بھی ہماری ہی سے ہوا۔ اور زمانہ حاضرہ میں بھی وہاں بڑے بڑے لوگ ہیں۔ اور آج بھی جو کوئی غیر ہماری لیڈر جھوٹھ یا سچ

مشہور ہوا ہے تو پہلے بہار ہی کی تحریک و ترغیب سے ہوا ہے۔ نوبت بانیجا رسید
کہ امام الکائنات و سرورِ عالم کا جسمانی وجود بھی بہار ہی سے نمایاں یا نمودار[1]
ہوا۔ اس لئے بہار کو زیادہ تر ارضِ مقدس اور پائے تخت قدسی ہونے کا
حق حاصل ہے۔ اُسکی اور وہاں کے لغت و زبان اور نسلِ امام کی حق تلفی نہیں کیجا سکتی۔
پس عالم بالا میں یہی بات قرار پائی کہ بہار ارض مقدس کیا جائے۔ اور فرمانروائی
خاندان سے عرش اعلیٰ ہمیں ہے۔ یہی مرضیٔ الٰہی ہے۔ لہذا۔

انچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگویم

پس اب سابق اماکنِ مقدسہ مسلوب القدس۔ مسلوب الروح۔ مسلوب البرکات و مسلوب الفیضان
مسلوب الافضال و مسلوب الاحسان سمجھے جائیں۔ تمام مقدس معبد کے تلبے
یہاں کے معبد میں لگائے جائیں۔ جیسے تمام اوتار کی روحیں ایک اوتار میں
تمام الوان ایک آفتاب ہیں۔ جیسے گلِ عباسی۔ مگر ملبہ اور عمداً ڈہونے والے
بجائے گد ہے۔ خچر۔ اور ناپاک لوگوں کے وہ لوگ اپنے اصلی جامہ کے ساتھ
ڈہوئیں۔ جو خود کو جوگی۔ سادہو۔ پیر۔ فقیر۔ درویش و علماء۔[2] سجادہ نشین و صوفی کہتے ہیں
مقدس سے بیت اللہ بنے۔ مگر بہار کی سرحدیں سرگجہ معہ چھتیس گڈہ اور بنارس معہ ضلع بنارس
سمجھا جائے گا۔ ملکی تعریف کی رو سے جسقدر ممالک مساوی الرقبہ ہونیکے بعد زیادہ قرار پائیں

(۱) بہار کے مال چنید نامی شخص نے اندور وغیرہ خطہ فتح کیا جس سبب سے اسکا نام مالوہ ہوا۔ اور بہار کے معنی سنسکرت میں دارالعلوم کے ہیں یعنی یونیورسٹی
(۲) اب دین و دنیا کے کام میں یہہ حضرات لائے گئے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا تھا۔

تو وہ سب قطعات ارضیہ ہماری خط میں اضافہ کرکے اُسکا سر جدید آباد یا جائے۔ اب سب
لوگ کا مرجع اسی طرف ہو۔ اسی کے بارے میں صحف میں ہے۔

صحفی پیشینگوئی

کہ قلم سے کائنات کی پیدایش کرنے والے

جسکو ذوالنون و القلم کہیں گے۔ اور عَلَّمَ بالقلم کا مصداق ہے۔ عجیب وغریب
انتظام کرنے والا ہے کہ لوگوں کو ناممکن معلوم ہو۔ اور وہ پیدا ہے جسکا ظہور مشرق سے
از مقام پیدا ہوگا۔ جو اُرْیَل کے پاس ہے اور وہ اُریل دریائے سیحون کے پاس ہے
جسکی نشانی تین انکھا ناگ ہے۔ اور بار نما و ہناک بان پر بیٹھا ہوا ہے۔ (اسی
اسکا نام ظاہر ہوتا ہے) یعنی یحییٰ کا ظہور موضع یحییٰ سے ہوگا۔ جو اُرْول کے پاس
ہے۔ اور وہ اُرْول[1] سوان دریا کے کنارے ہے۔ اور میم بار اسکی نشانی ہے
جس میں راز ہے۔ مگر اب اُس موضع یحییٰ کا نام مسیح آباد رکھدینا چاہیئے اور عمدہ
طریقے پر آباد کردینا چاہیئے۔ وہاں بھی مکمل کتب خانہ و عجائب خانہ ویسے ہی
ہو جیسا قسطنطنیہ میں ہوگا۔ اسی کی بائبل میں خبر ہے کہ نیا جروسلم یا دار السلام
بنے گا۔ ۵ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + اب سعادت مند اور
لیاقت مند ہو تو قولی و عملی طور پر ثابت کرکے بتاؤ۔ اگر نہ ہو تو تعجب ہے کہ

کیڑا۔ ذرا سا۔ اور وہ۔ پتھر میں گھر کرے
روحِ البشر۔ نہ روحِ منور میں گھر کرے

(۱) اُرول کا لفظ جو مشہور ہے وہ یہیں کا ہے۔

تو اوتار جو ہے سو روح الارواح ہوتا ہے۔ وہ نظم ہے اور غیر اوتار نثر ہیں۔ اور نثر کا مضمون اس نظم میں موجود ہے۔ اور نظم بھی ہے غنا یہ میں آسکتا ہے مگر نثر میں یہ بات نہیں۔ پس اوتار بین الخالق و المخلوق ہے۔ جو اس میں فنا ہوگا تو وہی ہو کر رہے گا۔ جب غذا جسم میں فنا ہوئی تو خون بنی۔ اس میں شک ہی کیا ہے؟ اسلئے پہلے تم کو خدائے بے نیاز سے کیا کام؟ درجہ بدرجہ آرہے ہو۔ درجہ بدرجہ چلو! تمکو تو صرف اوتار یعنی رسول و مسیحا اور فرمان و عزت و نیک عملی سے غرض رکھنی چاہئے۔ یہی بڑی بھاری عبادت ہے اگر بادشاہ اپنے مصاحبین کے ساتھ موٹر پر نکل گیا اور لوگوں نے سلام کیا لیکن اُسنے نہیں دیکھا تو اس سے موٹر اور مصاحبین کو سلام نہیں پہونچا۔ بادشاہ ہی کو پہونچتا ہے نیت دیکھی جاتی ہے۔ پس اللہ اللہ خیر صلاح۔ خدارا خدا میداند۔ یا العدرا عین اللہ میداند۔ غیر اللہ چہ داند؟ خیر یہہ سب مضامین جملہ معترضہ کے ذیل و ضمن میں آ گئے۔ جو یہہ بھی ضروری اندر ضروری تھے۔ (۱۴۰) اب مطلب یہ ہے کہ موجدین و خیر خواہ کی سخت عزت کرو۔ اسکے بعد جب یہہ سب ڈرافٹ تیار ہولے تو آخر میں تمام زبان کی لغات سے الفاظ چھانٹکر اردو لغات و گرامر تیار کرلو۔ اور ایک زبان عالمگیر رائج کردو۔ کوئی اس میں رخنہ نہ ڈالے۔ ۵

چہ آسایش دراں کشور کہ دہ فرماں رواد ارد

تمام جانوران اپنی اپنی زبانیں تمام دنیا میں ایک ساں اداکرتے ہیں۔ تمام
بچے اپنی عالمگیر زبان میں دودھ طلب کرتے ہیں۔ تم بھی ایک زبان بولو
اور جس طرح نظماً ونثراً انتظام عالم کے لئے قرآن و فیضان نامی کتب میں
از جز تاکل اصول بیان کئے گئے ہیں اُن کو عمل میں لاؤ۔ اور یہہ فیصلہ خود
جزو فیضان ہے جو سب بھلے کے لئے ہے اور یقینی بھلا ہے (۱۴۱) دیکھو۔ پھر نقشہ عالم
تیار کراؤ۔ بعدہ گلوب یا کروی شکل پر اِس نقشے کو بناؤ۔ پھر اُسے ناٹک تھیٹر
میں بائیسکوپ سے دکھلاؤ۔ اسکو اس طرح پر سمجھو اور تم فرض کرلو کہ جس طرح
اب بیان کیا جاتا ہے اسی طرح سے دنیا تیار ہو چکی۔ اور وہ یوں ہے کہ

چہارم حشر ونشر۔ یا ترتیب چہارم

سارے جزائر خشکی سے ملادئے گئے اور سمندر کے کنارے
پہاڑوں کی لمبان۔ چوڑان۔ موٹان۔ اونچان۔ اتنی کردی گئی ہے۔ جتنی
دنیا بھر کے سارے پہاڑوں کو ملادینے سے ہوسکتی ہے۔ جو نیچرل گورنمنٹ
کی طرف سے ایک قسم کے میل۔ یا سنگِ منازل۔ اور تفریقِ ممالک کی نشانی
بنائے گئے تھے۔ یا خزانون اور سمندر کے بھرے بان۔ جواب ضرورتاً ایک جگہہ
سے دوسری جگہہ مسلسل کردئے گئے ہیں۔ اور ناہمواری اُن کی علی حسبِ خواہش
خوبصورتی کے ساتھ ہموار کردی گئی ہے۔ اُس پر آب وہوا وروشنی کے

مدخل و مخرج کا لحاظ رکھ کر جا بجا معین فاصلے پر خلار کھتے ہوئے مختلف اقسام کے بڑے مضبوط مضبوط عالیشان مکانات وقطعات مع جمیع ضروریات کے بنائے گئے ہیں جو تعریفِ تعمیرات سے قطعی خلاف نہ ہوں۔ طاق۔ الماری کھونٹی۔ کھٹکے۔ چوکھٹے باقاعدہ ہوں۔ اور سب کا ہونا ضروری ہو۔ جو ہرگز ہرگز کسی مکان و تعمیر کے لئے اعتراض کی گنجایش نہ ہو۔ ان سب باتوں کا خیال رکھنے کے لئے پہلے ہی سے سب مایحتاج علیہ ضروریات رولیف وار فلسبند کرائے گئے ہوں اُن کے مطابق تیار ہوں۔ باغ۔ تختے۔ نہر۔ حوض۔ چشمے۔ کنویں۔ کتب خانے۔ مصحف و رسالت گاہ یا پوسٹ آفس۔ ضغاط[1]۔ مہیدہ (لفٹ) کارخانہ۔ قید خانہ۔ معذور خانہ۔ ہوٹل۔ حمام۔ منارے۔ شفاخانہ۔ جانوروں کا شفاخانہ۔ گھاٹ۔ بندرگاہ۔ ڈوک۔ تھیٹر۔ ناٹک۔ ناکے۔ معبد۔ عجائب خانہ مدارس وغیرہ وغیرہ سب + اور گھاس پات کے قانونِ ارتقاء کے مطابق درجہ بدرجہ ترقی بہ ترقی ہوں۔ خاصکر عجائب خانہ کے احاطے میں۔ جن سے اُن کا معیار و معراجِ ترقی ثابت ہو۔ اسی طرح جملہ نباتات کے اقسام کے تختے مسلسل ہوں۔ پھر ایک دوسرے سے قلم لگا کر تیسری شکل پیدا کی گئی ہو۔ جس سے مسئلہ ترکیب و ترقی باسانی حل ہو کہ مشاہدہ سے لوگوں میں فہمید کی طاقت پیدا ہو۔ جہاں جہاں پہاڑ چڑھنے کے موڑ آتے جائیں وہاں سے دور خہ درختوں کی جھالر کی نمایش ایک ایک میل تک۔ ایک ہی قسم کے

(۱) ہوائے منضغطہ کے ذریعہ سے بالاخانہ پر خطوط وغیرہ پہونچانے والے تراکیب

درختان اور گھاس پات ہوں۔ تاکہ اُن کے پھولنے کے زمانے میں اِس طرح خوش نمائی میں افزایش ہو کہ شاید و باید۔ مثلاً فرشِ خلار پر میلوں کہیں آسمانی رنگ کے پھول دکھائی دے رہے ہیں تو کہیں فیروزی رنگ کے۔ کہیں سفید کہیں سیاہ۔ کہیں سرخ۔ کہیں زرد۔ کسی جگہہ بالکل مرکب۔ کہ اسکے اندر سے گذرنے میں براہِ تنفس خاص اثر پہونچے۔ جس سے بہت بیماریاں دفع ہوں۔ کمزوری کے سبب سے اگر حرج ہو تو راہ کترکر چلیں۔ حسب خواہ رنگین پھول بنانے کی ترکیب ایجاد کریں۔ پہاڑ کے اندر سے ریل بھی سفر کرے۔ پہاڑ۔ جنگل۔ مکان۔ گاڑی ٹکٹ۔ اسٹامپ۔ سب پر نمبر ہو۔ ڈبے۔ ٹکٹ مختلف رنگ کے ہوں جس سے درجہ کا امتیاز ہو۔ معین مسافر سے زیادہ ڈبے میں سوار ہونے والے کی سزا ہو۔ جو پہلے بیٹھا ہے اُسکا حق ہوچکا ہے۔ یہہ حقِ اوّلیت ہے۔ بارہ گھنٹے کے مسافر کو سونے کی جگہہ چاہئے۔ اسی طرح سمندر کے کنارے کنارے باضابطہ آبادی ہو۔ پہاڑ سے اُترکر اور ہٹ کر لمبی چوڑی ریلوے سمندر کے کنارے تک ہو۔ اُس سے ہٹ کر نہر برابر سمندر کے کنارے تک چلی جائے جسکی منڈیر پر دورویہ درختان مذکورہ بالا طریقے پر مع نام و نمبر ہوں۔ نہر کے بعد عام پختہ سڑک۔ اُس پر بھی درختان زرہ کچھہ تبدل و تغیر کے ساتھہ لگا تار ہوں اور ... نشان آلات کے ذریعے سے خوبصورت بنائے جائیں۔ خلاف مرضی ٹیڑھے بنگلے نہ ہوں۔ ورنہ جلاوطن بنائے جائیں۔ اسکے بعد پانچ میل

چوڑی۔ یا جیسا مناسب ہو رقبۂ زمین کی لمبی ہی۔ سڑک اور نہر مذکورہ بالا کے ہمسفر ہو۔ اسکے ساتھ چھوٹی چھوٹی نہریں معین فاصلے پر۔ وہ کاشتکاری کے لئے وقف ہوں جن میں کے سارے تختے ایک پیمانے پر ہم رقبہ مربع ہوں کہ شتِ ہل اچھی طرح چل سکے۔ ان میں آری پگاری تخمیناً اتنی چوڑی ہونی چاہئے کہ دو بائیسکل بخوبی چل سکیں۔ اور بعض بعض جگہہ گاڑی موٹر وغیرہ بھی۔ کہ اجناس ڈھونے میں آرام ہو۔ اُس کے متعلق چوڑان کے سرحد سے ملا ہوا باغ ہونا چاہئے۔ جن میں قانونِ ارتقاء کے بموجب درختان ہوں یعنی موجودہ صورت سے پہلے کس شکل و صورت کا درخت تھا۔ اور کس چیز کا تھا۔ اور اب کیا بنا ہوا ہے۔ اور دنیا بھر کا کوئی جھاڑ پیڑ نہ چھوٹنے پائے۔ جو اس مسلسل فلاحت و باغبانی کی زنجیر سے جکڑا ہوا نہ ہو۔ سب قدرتی علمی قاعدے پر ہوں۔ اتنے گنجان نہ ہوں کہ ہوا و روشنی کو روکیں۔ ان کے تسلسل کے اندر بھی یکساں معین معین فاصلے پر اچھا خاصہ کشادہ راستہ چھوڑنا چاہئے۔ کہ ایک بڑے معین تختے کو دوسرے تختے سے بیّن طور پر جدا کر سکے۔ ان کی سیدہ یا جادہ پر آبادی کا مدخل ہوا کرے۔ وہ سیدھا آبادی والی سڑک سے ملتا ہوا مخالف پہلو والے باغ میں داخل ہوتا ہوا انتہائے کرۂ ارض تک پہونچے اور اُسکی اندرونی روِشیں بھی کشادہ ہو۔ اور برابر فاصلے پر باغ کے اندر کوٹھیاں اور تھانے بھی ہوں۔ جن میں بخوبی ہوا اور روشنی آ سکے۔ کھلیان بھی بن سکے۔

اس باغ کی چوڑان ایک ایک میل کی ہو۔ یا جیسا مناسب ہو۔ مگر کسر انداز حساب
کے مطابق نہ ہو۔ حساب میں پورا پورا آسکے۔ اور سب ہم رقبہ ہو۔ باغ کے
خاتمے پر شہری لمبی سڑک ہو۔ پھر سڑک کے بعد آبادی ہو۔ اگر گانوں ہے تو
گانوں کی تعریف قایم کر لو۔ تو پھر آباد کرو۔ اس میں ہر ایک پیشے والا مناسب
تعداد میں ہونا چاہیئے کہ اہلِ آبادی کو مطلق کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔ اور
ایک دوسرے کا پیشہ اہلِ آبادی کی کاربرآری کے لئے پوری پوری طرح
کافی و وافی ہو۔ اور سب اپنی اپنی آمدنی سے سیر ہوسکیں۔ کس پیشے والے کو
کس پیشے والے سے نسبت ہے۔ اسی نسبت سے مکانات ہوں اور ہر ایک
محلے کا ایک ایک لکھیا درجہ بدرجہ ہو۔ اسکے بعد اگر کوئی دوسرا اہم پیشہ شخص
آباد ہونا چاہیئے تو کہدیا جائے کہ ایک گھر زیادہ بڑھجانے سے گانوں کی
جو تعریف قانوناً مقرر کی گئی ہے وہ ساقط ہوجائے گی۔ اور دوسرے کی روزی
میں خلل پڑے گا۔ اس قریہ کا خیال چھوڑ دو۔ دوسرے قریہ میں جاؤ۔ یا مدینے
میں جاکر آبادی اختیار کرو۔ پھر مدینے کی بھی آبادی مدینے کی تعریف
کے مطابق ہو۔ جو قریہ سے ٹھیک کوس ڈیڑھ کوس پر دائیں یا بائیں ڈائرکشن
میں ہو۔ اسکے بعد پانچ کوس پر یا جیسا مناسب ہو قصبہ آباد ہو۔ وہ بھی حسب
تعریفِ تعمیرات و آبادی ہو۔ اسکے بعد پانچ کوس پر۔ یا جیسا مناسب ہو
(مگر تعدادِ میئت کو بلا کسر کے کاٹ سکے) بلدہ آباد ہو۔ سب یکے بادیگرے

ہم رقبہ ہوں۔ اس سے پانچ کوس کے فاصلے پر یا جیسا مناسب ہو شہر آباد ہو وہ سب اُنھیں ضوابط کے مطابق ہوں۔ مگر سب کی آبادی چوگھنٹی ہوگی۔ اسی طرح شہر کے اُس پار کی آبادی ہو۔ اور وہ سب اسی ایک شہر کے ہی ماتحت ہوں گاؤں کے آخر میں ایک میل پر لشکر گاہ ہو جنکی عورتیں ساتھ رہیں گی۔ مگر فریضہ کی انجام دہی میں فرق نہ آئے۔ جو اپنی جفت سے چند سال تک قطعِ تعلق رکھے تو بلا خرخشہ دوسرا جفت کر لینے کا اختیار ہے۔ پیشے کے لحاظ سے مکانات کی وسعت ہونی چاہیئے۔ ہر دو طرفہ وسطِ بین مکانات آمنے سامنے ہونے کے بعد ہوٹل ہو۔ زنانہ و مردانہ بڑے پیمانے پر حمام مصفّا ہو۔ اُسکے سامنے ناکہ۔ بیچ شہر میں مارکٹ اور کوتوالی۔ ہر جگہ موقع موقع سے پیخانے پیشاب کا بندوبست۔ جانوروں کے پانی پلانے کا انتظام۔ ونوبت خانہ میونسپلٹی کا سامان گاہ۔ آگ بجھانے کا سامان گاہ۔ اسی طرح سب کار و باری و ضروری دو طرفہ تعمیرات ہوں۔ بار بار یہہ سمجھانے کی حاجت نہیں کہ فلاں فلاں چیز ہونی چاہیے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ مردم شماری کے وقت جسقدر باتیں دریافت کی گئی ہیں اُن میں سے کونسی بات قابلِ اجراء و نفاذ ہے اور کونسی بات لایقِ انسداد و ارتداد۔ جسمیں نقصان ہوگا ضرور اُس کے لئے انسداد کا حکم ہے۔ جیسے وزن و پیمانے کا برابر نہیں ہونا۔ ضرور اُسکے برابر کرنے کا حکم ہے۔ اور اعتدالی صورت قایم کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ نگہ ظالمانہ

مگر اور سب باتیں جیسے عجائب خانہ وغیرہ کی تحقیقات وہ صاف کہہ رہی ہے
کہ اعلےٰ درجہ کا عجائب خانہ کھولنے کی ہدایت ہے۔ پس عاقل وہ ہے کہ اگر
ایک لفظ کہا جائے تو وہ حسب منشاء سیکڑوں مفہومات اُس سے سمجھے۔ ناقص
اور لغویات پر اڑنجائے۔ اور بہت تشریحات نہ کرائے۔ تم کو فقط ایک بات
کی ہنٹ دی گئی ہے یعنی مدد۔ گویا بہرہ کھولا گیا ہے کہ فلاں فلاں طرح سے
نظام ہو۔ اِس سے یہ غرض نہیں کہ عندالبیان اگر کوئی بات رہگئی۔ یا طوالت کے
سبب سے چھوڑ دی گئی تو اپنی طرف سے اضافہ نکرو۔ اور اُسکی خوشنمائی و خوبی
وخرسندی کو دوبالا نہ کرو۔ اور غلطی سے یہہ سمجھنے لگو کہ اللہ اللہ حضور الور
کے کاموں میں اصلاح دینی ہے سخت کفر ہے۔ گناہ ہے۔ بُرے معنی
میں بدعت ہے۔ چنیں ہے۔ چناں ہے۔ سوئزکینل بنانا۔ پناماکینل بنانا
حجامت بنانا۔ ناخن بنانا۔ درختوں میں قلم لگانا۔ علم سیکھنا۔ جو کسی کلام
سیکھنا۔ روح افزا آرائش وزینت کا بندوبست کرنا۔ تحقیقات کرنی۔ زر حاصل
کرنا۔ سب گناہ میں داخل ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا کے کاموں میں اصلاح
دینا ہے۔ اُسکے دئیے ہوئے جہل سے انکار کرنا سرکشی ہے۔ اُس نے
خود اپنا کیا دھرا ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں ظاہر کر دیا۔ پھر اُس پر دنیا چند روزہ
ہے۔ تو جو شخص ایسا سمجھے وہ خاموش رہے۔ اگر قوم کی قوم ایسا سمجھنے والی
ہو۔ اور کارآمد باتوں کے اجراء میں مزاحم ہوتی ہو۔ مدد نہ دیتی ہو تو اُسے

روئے زمین پر رہنے کا حق نہیں ہے۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے نیست و نابود ہوجائے گی۔ بے حیا۔ بیغیرت۔ مفت خورے۔ ڈاکو لوٹیرے۔ لوٹ کا مال کھانے والے۔ تجارت اور سود مند کام کو بُرا سمجھنے والے۔ ناقص المعاملہ۔ خبیث الطبع۔ کاہل الوجود۔ دشمنِ دوستی و اتحاد۔ حاسد و شیخی باز۔ محسن کش۔ آقا کُش نمک حرام۔ موذی و ایذا رساں۔ راستہ چلتے لوگوں کے سر ہونیوالے۔ خوبی کو خرابی کرکے بتلانے والے۔ ضابطہ سے گھبرانے والے۔ چڑچڑی طبیعت رکھنے والے جاہل مفلس کنگال۔ ٹھگ۔ مصنف سے مفت تصنیف لیکر اُسکی تصنیف و اشاعت و طباعت و مالی طاقت و حق الناس کو صدمہ پہونچانے والے۔ بلکہ اور بُرا کہنے والے۔ سچی بات اور نصیحت پر ناراض ہونیوالے۔ ناجائز فحش و مباحات پر جینے والے۔ خود کو معزز و شریف سمجھیں یا خود کو شاہی و جنتی ہونیکے لائق سمجھیں تو یہہ ظلم اور لعنت نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلئے ہم تم کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند پر عمل کرنا۔ ہم کو۔ یا ہماری روحانی ہستی کو ہرگز ہرگز اس کا ملال نہیں ہوگا۔ بلکہ بجائے ملول ہونے کے نہایت خوش و خرم ہوگی +

حکم ہشتم

سلسلۂ آبادی

پس اگر سپوت ہو تو صرف ہمارا منشاء سمجھکر درستئی کار و بار میں لگ جاؤ۔ جب اس

انتظامِ تعمیری و ترتیبی کا سلسلہ آبنائے ہمبرنگ (بہرنگ اسٹریٹ) سے لے کر وہایٹ سی تک (بحرِ ابیض) مسلسل ہو جائے۔ تو بعینہٖ اسی طریقے سے دوسری طرف کی آبادی و تعمیری لائن بناؤ۔ اور جس قدر رقبہ میں ایک طرف ریلوے نہر۔ کاشتکاری۔ باغبانی کا انتظام ہو چکا ہے۔ ٹھیک اُسکے دوسرے پہلو کی طرف بھی ویسے ہی ہم رقبہ قطعۂ ارض ہو۔ یعنی خلاؤ فضا کا حصہ چھوڑ کر (اب وہ چین ہو۔ مراکش ہو۔ یا بغداد۔ یا مقدّس کہیں ہو کوئی جگہہ۔ یہہ جہان بھر کا انتظام ہے) ان سب ترتیبات کا سلسلہ شروع ہو۔ زمین کا وہ قطعہ جو لشکر گاہ اور ٹولے کے درمیان چٹائی کی بوٹ کی طرح ہو۔ یا ٹولے اور قریہ کے درمیان ہو۔ یا قریہ و مدینہ کے درمیان ہو۔ یا مدینہ اور بلدہ کے درمیان ہو۔ خواہ بلدہ اور شہر کے درمیان ہو۔ وہ خوشنما سیرگاہ۔ رمنہ۔ میلے۔ جھمیلے جھمگھٹ کی جگہہ ہے۔ یا گاجر مولی۔ تر۔ ترکاری۔ لہسن۔ پیاز۔ سنگھاڑے وغیرہ جیسے چیزوں کے لئے کام آسکتا ہے۔ اُسکو عطر اور سینٹ اور ادویات وغیرہ کے لئے تختۂ گلزار بنا سکتے ہو۔ مگر ایک زمین کے اندر ہمیشہ کے لئے ایک ہی چیز کی زراعت نہیں کرنی۔ ورنہ زمین خراب ہو جائے گی۔ تبدیل و تغییر و تصریف و تدوّر۔ انقلاب و انتساب ہوتے رہنا قانون ہے۔ اُس زمین کے اندر کھاد بننے کی جگہہ۔ فیکٹری وغیرہ سب بنائی جاسکتی ہے لیکن نہایت ترتیب و نظام کے ساتھہ کہ ٹھیک اُسکا جواب دوسری جانب دینا ہوگا۔ اِس کو سمجھکر تم خود اُسکو

ترتیب دو۔ یہاں پانی کا بوچھار اور سیلاب جاری ہے۔ تو سیلاب اور بوچھار کا جو قدرتی قانون و انتظام ہوا کرتا ہے وہی قدرتی بیان کے سیلاب کی حالت ہے۔ تم اسکو انسانی ترتیب کے مطابق کرلو۔ کہ آسمانی ترتیب جدا اس سے نکالو۔ ہوائی جدا۔ آبی جدا۔ خاکی جدا۔ آتشی جدا۔ جبلی جدا۔ معدنی جدا۔ نباتاتی جدا جماداتی جدا۔ حیواناتی جدا۔ زرعی جدا۔ حرفی جدا۔ صنعی جدا۔ خدمی جدا۔ انسانی جدا علمی جدا۔ تحقیقاتی وغیرہ وغیرہ جدا۔ مگر جملہ قانون بدنی۔ قانون خانگی۔ قانون مدنی قانون ملکی۔ قانون اسود۔ قانون ابیض۔ قانون احمر۔ قانون اخضر۔ و قانون سلطنت و جملہ آداب قوانین مختلفہ سریع الخفطان ہوں۔ ہمیں کثرت فرمانروائی سے اتنی فرصت کہاں کہ انسانی ترتیب دینے کو بیٹھیں ؎

طائر سمت نما۔ دام نہ می داند چیست

پس اس ہدایت پر عمل کرنا کرانا۔ اور حکم کی تعمیل کی طرف مائل کرنا۔ اور انجام تک پہونچوانا۔ یہ سب ہماری حکمی ترتیب ہوئی کیونکہ تم کو بخوبی ہنٹ دیدیگئی کہ اپنے پاؤں کے بل چلو۔ اس ترتیب کو درست کرکے ہمیں دکھلاؤ۔ اگر اصلاح کی حاجت ہوگی تو اصلاح کردیجاوے گی۔ ورنہ برقرار رکھی جائیگی اما اینکہ۔ اس طرح سے دنیا آباد کرنے کے پہلے (یعنی کمرخی شکل پر) زمین پوری طرح آلات وغیرہا سے ملاحظہ کرلیجائے کہ کہیں اس جگہہ کسی چیز کی کان۔ یا دفینہ تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو نکالو۔ اسکے بعد زمین بھردو۔

عمران

مکانات جتنے منازل کے چاہو بناؤ۔ خلاء سے مفید طریقے پر کام نکالو۔ جہاں سے آب و ہوا نقصان کرے تو اُسکا دفعیہ کرو۔ پھر آگے بڑھو۔ تمام آسایش کی چیز مہیّا ہو۔ لاشہ آسانی سے نیچے آسکے۔ مگر شہر بھر میں اُتنے ہی منازل کے ہونے چاہئے کہ پستی و بلندی نہ پیدا ہو۔ صرف منارہ سب سے اونچا ہوا کرے گا اور بلدہ شہر سے کم منازل رکھنے والا ہوگا۔ اور قصبہ اس سے کم۔ وقس علی ہذا البواقی تاکہ آب و ہوا اور روشنی صاف رہے۔ زہریلے فاسفورس نہ پیدا ہوں۔ جیسے قبروں میں۔ اگر اُن کا دفعیہ ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ ورنہ لوگوں کا جی گھبرانے لگے گا۔ اسلئے رنگا رنگ رہے تو بہتر ہے۔ شہر وغیرہ میں تعمیرات وغیرہا بھی ایک ہی قسم کے ہوں یا جیسی مرضی + رنگوں کی تفریق بھی باضابطہ ہو لیکن تعمیرات میں ساری قابلیت خرچ کی جاسکتی ہے۔ اُسکا جواب دوسرا شہر ہو۔ کہ جس وقت حساب کرنا چاہیں تو فوراً معلوم ہو جائے کہ دُنیا بھر میں اس قدر شہر ہیں اس قدر بلدے۔ مدینے۔ قریئے۔ ٹولے۔ لشکرگاہ وغیرہا ہیں۔ اس لئے اس قدر مکانات ہیں۔ اس قدر شہر ہیں۔ تو اُسکے ماتحت اتنے بلدے۔ مدینے وغیرہا ہیں۔ اور اس قدر فلاں فلاں اشیا ہیں۔ اس قدر جانور ہیں۔ صرف تعداد نفوس کو جاننے کے لئے دوسرے اصول پر عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہہ کچھ ضروری نہیں کہ ہر گھر میں دو ہی آدمی ہوں۔ نہ معلوم اُسکے کتنے بال بچے ہیں۔ وہ دوسرے

ریکارڈ سے ظاہر ہو۔ جب تک ایسا انتظام نہیں ہوا ہے بلکہ عمل میں لایا جاتا ہے تب تک اسی سلسلے پر رہنے دو۔ جو موجود ہے۔ آہستہ آہستہ بکمالِ سرعت ترقی دیجائے کہ در ہمی نہ پھیلے۔ کیونکہ سب کام آہستہ آہستہ ہو کر وقتاً ہو جاتا ہے اسی کو قانون ابداع و اسراع کہتے ہیں۔ جیسے اگر کوئی خط سے ٹکٹ چھوڑانا چاہے تو پہلے ٹکٹ کو پانی سے نرم کرنا ہوگا جب جا کے بہ آسانی چھوٹ سکتا ہے۔ جیساکہ مشکوک خط کے لئے پوسٹ آفس کے اندر گورنمنٹ ایسا کرا سکتی ہے۔ مشکوک جگہہ اور مشکوک ذات پر دھاوا کر سکتی ہے۔ قوانینِ جزاء و سزاء کے زیر اثر وہی ہونگے جنکے جیسے اعمال ہوا کرینگے۔ یہہ عام قانون ہے۔ پس ؎

آنرا کہ۔ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک

یہہ سب نظام میں داخل ہے۔ کچھ عیب نہیں۔ اگر یہہ عیب ہے تو بغاوت نامہ و سئیات نامہ لکھ کر دوسری طرف بھیجنا بھی عیب ہے۔ چہ جائیکہ خاص بغاوت و ترغیبِ تنافر۔ تعلیمِ ترکِ مواخات۔ و ترکِ تعلقات۔ و بے اعتنائی۔ اور بائیکاٹ کی ہدایت۔ پھر کیوں بھیجا کہ کھولا گیا؟ پس واضح باد اکہ لوہا نرم ہونے پر سب قسم کی شکل اپنی ہستی کے اندر قبول کر سکتا ہے۔ بخلاف سختی میں رہکر قبول کرنے کے اس لئے ہر کام میں صبر و تحمل۔ اخلاق و احسان و سلوک اور برتاؤ۔ شدت و لینت بحکمت مفیدہ ہونا چاہئے + چاہے حکم دینے والا رہے یا نہ رہے۔ اس کے نیابت در نیابت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا + اسی طرح تمہارے انسان

بھی رہیں گے۔ یہہ سب قدرتی کام دہندا لگا ہوا تو ہی ہے۔ تو چونکہ صرف ایک دفعہ
کی پیدائش سے روح کمال کو نہیں پہونچ سکتی کہ فوراً فنا فی عین اللہ ہوکر جامع الصفات
بنکے یا عاشق اللہ ہوکے نجات پائے۔ اسلئے قانونِ تدریج و مدارج کا نفاذ
ہوا ہے۔ لہذا جہاں اُسکو بھیجنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں قدرت اُس کو
بھیجدیا کرتی ہے جسکو تم انتقال کرنا بولتے ہو۔ جو براہِ قانونِ تبدیلات و
تاثرات وہ رحمۃً نیا بنجاتا ہے۔ گذشتہ واقعات مرتے ہی وقت سب بچپن
کی باتوں کی طرح بھلادئے جاتے ہیں کہ غم کا یاد رہنا ہی عظیم الشان غم ہے

سخت تر گردد۔ گرہ۔ چوں تر شود

اِس لئے استحقاقاً اُس کا اصلی مادّہ اُسکو صاف کرکے دیدیا جاتا ہے کہ اپنے
اختیار سے جو چاہے سو کرے۔ جیسے جنیت کا مادہ دیا جاتا ہے۔ اسواسطے
بہت سی تجربہ کار روحیں تمھیں مدد دینے کے لئے لگاتار واپس آرہی ہیں کہ ؎

این قالبِ فرسودہ۔ گر از کوئے تو دور است
القلبُ الیٰ بابِک لیلاً و نہارا

جیسے قانونی و آئینی زمانے کا مالک بلقب مالکِ یوم الدین سمجھا رہا ہے
پس جہاں رہو اپنا کام بخوبی کئے جاؤ ہمیشہ وہاں سے انتقال کرنا ہے،
جیسے اگر نباتات بینی پر تقرر ہے تو (۱۶) گھنٹے کے بعد آٹھ گھنٹے تک لگاتار
تم کو ملاحظہ کرکے نیز تجربہ حاصل کرکے لکھتے رہنا ہوگا۔ کہ کونسی گھاس کس

(۱) رات دن میرا قلب تمھارے دروازہ پر لگا ہوا ہے۔

گھانس کے متصل نکلتی ہے؟ اور بخوبی نشو ونما پاتی ہے۔ اور کونسی گھانس اُس کے متضاد ہے۔ کہ اُس سے فوراً جل جاتی ہے۔ اسی طرح درخت کے بارے میں ہو۔ پھر کس گھانس کے اندر کیسے کیڑے اور کس کس موسم میں پیدا ہوتے ہیں اُن کی مخالفت میں کون گھاس یا درخت خواہ کیڑا وغیرہ ہے۔ اُس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے؟ اگر اِن سب تحقیقاتی امور میں محقق چوکے گا اور کام کے وقت خسارہ کن گپ شپ کرے گا۔ یا ضابطہ کے خلاف کرے گا خواہ سستی کرے گا وقت برباد کرے گا تو اُسکا بالادست باز پرس کر کے سزا دے سکتا ہے۔ یا دلوا سکتا ہے۔ جو چابک زنی۔ جرمانہ۔ قید۔ یا تینوں سب ممکن ہے۔ اسی طرح سب جانوروں کے بول و براز کی تحقیقات کے لئے تقرر ہو سکتا ہے۔ کہ کس چیز کے کھانے سے کس صورت و رنگ و روغن کا بول و براز ہوا۔ اُسکا کیا اثر ہے اُس سے کیا چیز اُگ سکتی ہے؟ کس چیز کا کھاد بن سکتا ہے۔ اور کیا کیا کام اُس سے لیا جا سکتا ہے۔ اُسکی گرد نے تنفس کے راستے سے داخل ہو کر صفراوی میں کیا اثر پیدا کیا۔ اور بلغمی میں کیا؟ تندرست میں کیا۔ نا تندرست میں کیا؟ بچوں میں کیا۔ جوانوں میں کیا۔؟ کیونکہ عجائب خانے سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ بہت سی بیماریاں زائل ہونگی۔ عقل بڑھے گی۔ جسقدر محکمے ہیں اُن کے بارے میں اسوقت تک تمام دنیاوی سلطنتوں اور ملکوں نے کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے اور ڈائرکٹری تیار کی ہے۔ اُسکو اکٹھا کر کے مدد لو۔ اور ایک مکمل ڈائرکٹری بناؤ

جس میں سب ہو۔ اور عمدہ عمدہ باتیں اضافہ کرو۔ جیسے اگر محکمۂ اصطفا یعنی میونسپلٹی خراب ہو تو پہلے آلِ عمران والصفاء پر مقدمہ دائر کیا جائے یعنی میونسپلٹی اور اسکے کارکنوں پر۔ اسی طرح جس محکمے کے متعلق جو بات ہو۔ جرم ثابت ہونے پر جرم کی اہمیت کے لحاظ سے جرمانہ وچابک زنی وقید ایک ایک ہوں خواہ تینوں ہوں۔ مگر حاکمِ وقت کو ماحول مواقع کی رعایت کا ہمیشہ اختیار ہے لیکن تاہم نہ چنداں نرمی ہو نہ چنداں سختی ؎

من فقط گفتم کہ کلُوا واشربُوا
کے چناں گفتم کہ کلُوا تا گلو

اِس لئے ہر کام میں موقع ومحل دیکھو۔ اسکی بار بار تکرار کر رہے ہیں۔ دنیا ٹھیک ٹھاک ہو کر جنت بنجائے۔ کہ اِس انتظام کو دیکھ کر لوگ بول اُٹھیں کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ ولا عینٌ(۱) رأت ولا اذنٌ سمعت ولا خطر علےٰ قلب البشر من قبل۔ اگرچہ یہ بہت مشکل ہے کیونکہ نظم و عدم نظم۔ فناء و بقاء۔ حق و باطل کی پہچان کے لئے تضاد بات کا ہونا قدرتی بات ہے۔ اور اسکا علاج بھی قدرتی ہے جو (علاج) ہمیشہ فانی کو نیست کیا کرتا ہے۔ کس لئے کہ عارضی فانی کا وجود تھوڑی دیر کے لئے ہے اور باقی کا ہمیشہ کے لئے۔ اگرچہ وہ باقی خود اپنے حق میں دوامی متضاد ہو کر ظاہر ہو۔ پس تعریف کی بات یہ ہے کہ سب کو حسب خواہ مفید بناتے رہنا۔

(۱) نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا۔ نہ کبھی ایسا دل میں خیال آیا۔

عین کامیابی ہے ؎

پاے مالنگ است و منزل بس دراز
دستِ ما کوتاہ و خرما بر نخیل ؎

کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھٹاؤ۔ بڑھاؤ۔ مخالفت۔ بین بین۔ پھر موافقت و اتحاد سب کا نظام ادور۔ عین رکنِ سلطنت ہے۔ درہمی و برہمی و بدنظمی کا نام دین و مذہب و سلطنت نہیں۔ پس جہاں پر زیادتی کی ضرورت ہے وہاں پر زیادتی جہاں پر کمی کی ضرورت ہے وہاں پر کمی۔ جہاں پر اعتدال کی حاجت ہے وہاں اعتدال۔ جہاں پر ضروری و غیر ضروری کی شان ظاہر کرنی ہو تو خال کی طرح استعمال ہو کہ خال ہٹے تو حسن بڑھ گیا۔ نہیں ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کہیں چوری ہو۔ یا اور کوئی ضرر رساں واقعہ ہو تو پہلے پولس پر مقدمہ دائر ہو۔ کہ کیوں اُس نے غفلت کی۔ کس وقت سے کسکا پہرا تھا۔ پہرا بدلتے وقت سب چیز کی دیکھ بھال شمار و تعداد کے ساتھ کر لی گئی تھی یا نہیں؟ حاضری بہی سے دستخط وغیرہ کا ثبوت لینا چاہیے؟ اور طابق النعل بالنعل(۱) تحقیقات جاری ہو۔ اگر پہرے والا اصلی چور کو بھی پیش کرے تاہم اُسکی جان بخشی نہ ہو کچھ نہ کچھ غفلت کی سزا ضرور کرنی چاہیے پہرے والا مصنوعی مشتہر(۲) شئے استعمال کرے۔ اگر پولس مصنوعی چور پیش کرے تو اور اُسکی سزا ہو۔ کیونکہ پولس کا کام جان و مال۔ عزت و آبرو وغیرہ کی نگہداشت

(۱) قدم بقدم و نقشۂ قدم پر (۲) عارضی جگانے والی دوا

ہے۔ نکہ ظلم وفریب وخودغرضی وبدنیتی ودشمنی وغیرہ وغیرہ۔ جیسے مقدمے پر
گورنمنٹ خود مقدمہ چلائے۔ انسان میں کسقدر گن اور الجھن یا خواص وخصائل
ہوتے ہیں۔ ردیف وار لکھ کر۔ ایک کمیٹی اُسکی مخالفت میں۔ دوسری موافقت میں
ضرب المثل ودلیل منطقی۔ صحیح معنی میں دیکر ثابت کرے۔ تیسری کمیٹی اُسکو صاف
کرے۔ چوتھی کمیٹی اُسکو پایۂ ثبوت تک پہونچائے پھر عمل میں لاکر زیرِ امتحان ہو۔ (۱۴۲)
اسکے بعد اجرا ہو۔ ہر بات میں یا جہاں جہاں موقع ہو بسبیلِ اخبار پبلک (خلائق)
سے رائے لیجائے۔ اسکی تاکید ہم اوپر کرچکے ہیں۔ لیکن اگر موقع نہ ہو تو رائے
نہ لیجائے اور اسی سلسلے پر چھان بین کرتے ہوئے ترقی دیتے جاؤ۔ حتےٰ کہ
خدا کے بارے میں بھی بے تکلف بحث کرو۔ اپنے اپنے خیالات ظاہر کرو تا
ایک دم آزادی ہو کہ اصلی بات ظاہر ہو۔ تاکہ ترقی ہو۔ اگرچہ خدا کے بارے میں
یا کسی کے بارے میں خیالی تحقیقات کا جادو جو طفلی وجوانی وپیری کی طرح نشوونما
پاتا ہوا قایم ہوتا گیا ہے اور اسکے وہمی ویقینی منازل بنتے گئے ہیں۔ اب
اگر پھر ایک دیگر طبقۂ محققین سے جو اس جادو اور منازل سے عادت کرکے
گذرتا جائے گا تو اُسکے بھی تحقیقاتی خیالات میں موجودہ فطرت کے مطابق اصلی
طور پر وہی سب باتیں آتی جائیں گی۔ جو متقدمین کے دل ودماغ میں آتی گئی
تھیں۔ یہی وحیٔ آسمانی ہے فقط۔ امتدادِ زمانہ ومتعدد انقلابات کے تعدد
حرکت ودفعاتِ حرارت ونوبت بہ نوبت ذرایعۂ اسبابِ مسلسل وگوناگوں

کے سبب سے اُسکے داخل فی الذہن ہونے ہیں کچھہ اور اسباب کے طریقے مختلف ہو جائیں تو ہو جائیں مگر حقیقی اصلیت اُس شئے کی وہی ہوگی جسکے آگے پُرانی باتیں بالآخر دماغی کھاونتی رہتی ہیں کہ عمدہ خیالات کی پیداوار ہو۔ اُسیکے مطابق اُن کی سمجھ بھی ہوگی۔ پس ایکہی قسم کا توارد[1] ہونا حق بات ہونے کو یقینی ثابت کرتا ہے۔ چاہے توارد ماضی ہو یا توارد حال ہو یا توارد استقبال ہو۔ قانی جو ہے سو باطل ہوگا۔ ورنہ حق۔ مگر یہہ البتہ کہ

گفتن آئین۔ ہوشیاری نیست
لیک دانستن۔ اختیاری نیست

شرح وبسط

حالا شرح وبسط اینکہ۔ اگرچہ نقصانیٔ دماغ سے بے اختیاری فعل دانستن دنادانستن عمل میں آئے جو نامفید ہونے کے سبب سے نقصانیٔ دماغ ہونے پر دلالت کرتا ہو۔ کچھہ ہو۔ مگر بے اختیاری ضرور ہے۔ پس علم ظاہری کی رو سے جو باتیں خدا کے بارے میں متوارد[2] ہوتی چلی آرہی ہیں پھر وہی ظاہر ہونگی کہ وہ ایک ناممکن الفہم خود رو زبردست۔ با اختیار قوائے قادرہ ہے۔ یعنی خالی اختیار محض ہے کہ ہرچہ خواہد بکند وہرچہ خدا خواست ہماں می شود۔ چنانچہ جان ہوتی ہے۔ مگر عقل واختیار نہیں ہوتے

(۱) ایک بات کا اڑجانا (۲) میل جول کھاتی ہوئی یا الگ بھگ

اس لئے خالص خدا ہی روح ہے۔ حتٰے کہ خود دیکھ رہے ہو۔ جو عالم تشریحات میں ہونے نہ ہونے سے بھی بری ہے۔ جیسے روح کی حالت ہے۔ جس کی تشبیہًا طاقت کا ظہور ہر ایک جگہہ سے قانونًا رنگارنگ ظاہر ہو رہا ہے۔ بلکہ ظہور بھی عین قانون ہی ہے (جیسے حالتِ خواب بھی میں روح وجسم واشیاء بلاوجود کے موجود ہیں کہ گویا

خیالُ اللہ میں۔ عالم ہے قایم
کہ جیسے واقعاتِ خوابِ نایم

وہ نامشہود و یامشہود کب ہے؛ نہ اب ہے۔ یا نہ تب ہے۔ یا نہ سب ہے)
یہہ مجسّم قانونِ فطرت اُس ہی سے نکلا۔ اور خدا خود اُس ہی سے نکلا۔ اور ایسا کرنے اور کرانے پر وہ قادر ہے۔ اور اُس سے بھی بری ہے۔ بلکہ ایک ہونے سے بھی بری ہے۔ اور عناصر و مآثر۔ مکان و زمان۔ موت وحیات۔ اطراف و اکناف۔ خوشئی و ناخوشی کی طرح ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے۔ یا حاضر و غائب ہے۔ گر

ظاہر میں کہیں رہتے ہیں۔ باطن میں کہیں ہیں
یہہ وصف انھیں میں ہی کہ ہیں اور نہیں ہیں

سب شان نمایاں ہو۔ مگر آپ ہیں اوجھل؛ اللہ میاں میرے چناں اور چنیں ہیں

اور فرمودہ ہذا اس طرح پر براہ راست ظہور طاقت ہی۔ جس طرح اگر یہہ کہا جائے

کہ دیکھو آسمان وزمین ایک ہو جائے تو ہو جائے مگر تم لوگ ہمیشہ حسب قانونِ

فطرت معید طریقے پر اجتہاد کے ساتھہ ہمرنگِ زمانہ ہوتے رہنا۔ یہہ پہلا

فطری قانون کا دفعہ ہے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ زمانہ چونکہ چکری ہے اس لئے جو رائے
ایک وقت مناسب تھی دوسرے وقت نہیں ہوتی۔ اسواسطے فطرت یا سب چیز
بدلتی رہتی ہے۔ قانونِ مصنوعی بھی بدلتا رہتا ہے۔ یہہ بھی فطری قانون ہے۔
جو لوگ اِس قانون کے خلاف ہوں تو سمجھ لو کہ اُن کا وقت پورا ہو گیا۔ اُن کے لئے
سب باتیں ختم ہو گئیں۔ اُن کے سردار کی نبوت آب سرداری ختم ہو گئی۔ فعالِ بدایت نامہ
قدرت کو منسوخ کر دیا۔ وہ اب بہایم و غنایم حشرات الارض۔ کنکر او پتھر۔ ظلمات
و کثافت۔ جمود و غیرہا کی طرح رہیں گے۔ یا قطعی نیست ہو جانے والے ہیں + تو
اس دفعہ کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ خاص خدائی و ربوبیت کی طاقت کا ظہور
خاص کسی بشر کے ذریعہ سے کسی وقت ہونا کیونکر قبول کیا جا سکے گا؟ تو فوراً اسی
دفعہ کی رو سے جواب یہی ہو سکے گا کہ جیسے ہر ایک قسم کی طاقت کا ظہور ایک ایک
قسم کی شئے سے ہو رہا ہے (اور شئے خود ہی ایک ظہور ہے) یہہ بھی ہو رہا ہے
یا ہوا ہے۔ دوسرے جب مفید طریقے پر اجتہاد کے ساتھ ہم رنگِ زمانہ ہونا
ضروری ہے کہ انتہائی روشنی کو اندھیرا کہنا۔ یا اُسکو اور روشن کرنے کا بیکار خیال
کرنا تاریکی کی نشانی ہے۔ نقطہ دار حروف کا نقطہ غصب کر کے غیر نقطہ دار کو دینا
کر معنی بدلجائے حق تلفی و گمراہی ہے تو انصافاً غیر مجسم مخلوق کے لئے غیر مجسم خدا
چاہئے۔ مجسم مخلوق کے لئے مجسم۔ کہ اُسکے ہم رنگ ہو کر براہ راست خداوندی کا کام
کرے۔ کیونکہ غیر مجسم خدا سے اور اُسکے قہر اور نزولِ بلیات سے تو مجسم خلایق ڈرتی نہیں

چاہے کتنا ہی کچھ کھڑکا۔ بجلی۔ آندھی۔ اولے۔ سیلاب۔ طوفان۔ آتشزدگی۔ کال۔ بھونچال۔ بیماری و بلیاتِ گوناگوں نازل کرے خلایق نہیں ڈرے گی تاوقتیکہ اسرار مقتدر و مختار کوئی مجسم تمہارا نہ ہو۔ اور حکم قاہرہ جاری نہ کرے کہ مجرم کی ابھی کی ابھی کھال کھینچ لو۔ پھر اُسیوقت لوگ رُک جاتے ہیں۔ اور رُک جائیں گے۔ اور اسی طرح اُسکا جانشیں ہوتا جائے۔ اسلئے مجسم کی ضرورت ہے۔ پھر جو ظاہر اً برائی سے چھڑا کر بھلائی تک پہونچا سکے گا تو وہی مخلصی بھی دلائے گا۔ لہذا مقدماً اُسکو وہی کرکے تسلیم کرنا ہے اُسکی ذات یا خودی و خدائی دونوں اُسی (خدا) کی مخلوق ہے۔ تو تم مجسم ہو اس لیے تمہارے ہمرنگ ہونا ضروری ہے۔ یہہ بھی خلق اور تخلیق کی ایک شان ہے (جب تم خواب کی حالت میں غیر مجسم ہونے کے نمونہ ہو تو ہم اور غیر بھی بے جسم اور بےجان تم سے خواب میں ملتے ہیں) کہ مجسم نسبتِ موجودہ کے وسیلے سے غیر مجسم نسبتِ غیبیہ سے منسوب کرا کر خود سے چھوڑا دے۔ مگر یہہ البتہ کہ وہ فوق البشر بھی جامہ میں ہو کہ جہلاء و حمقا سے اُسکو یہہ کہنے کا موقع ملے کہ باطن میں ہماری ہستی کچھ بھی ہو سہی مگر ظاہر میں تو تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تمہارے ہمرنگ ہیں یعنی (انا بشر مثلکم) تمہارے ہی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ بال بچوں کو بال بچوں کی طرح پیار کرتے ہیں۔ اصحاب کو اصحاب کی طرح نہ کہ بے سود و بے دریغ بال بچوں کو کاٹ دیں۔ یا کٹوا دیں۔ جو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مگر جس طرح خوبصورت و بدصورت۔ عالم جاہل۔ عاقل احمق۔ شاہ و گدا۔ تندرست و ناتندرست۔ ٹھگ

اور شکر میں فرق ہوتا ہے دخون ہی ۔گھی ۔ چربی ۔ دونوں ہے مگر دونوں میں
فرق ہے) اسی طرح کچھ فرق ہوگا کہ جتنے بھی لوگ ٹارنے والے ہوں وہ ٹار جائیں
کہ پانی سب کو ڈبو کر یکساں کر دے سکتا ہے مگر اندر نشیب و فراز ضرور ہے ۔
اسی طرح تاریکی سب کو یکساں کر کے ہمہ اوست کہلانا چاہتی ہے مگر در حقیقت
نہیں ہے ۔ روشنی تفریق کر دیتی ہے بہمیں طور و طریقہ تمام عالم خاکستر ہو جانے کے
بعد ایک تودہ خاک ہو جائے گا ۔ مگر یہی ایک تودہ خاک ہزار ہا رنگ و شکل
و خواص میں ہے کہ ہمہ از وست ۔ ہمہ بہ اوست ۔ اور ہمہ اوست ہو کر ہوا میں
غبار ۔ دھواں ۔ اور بخار ہو کر اُڑ جانے کے بعد بری الذمہ ہو جاتا ہے ۔ کہاں
جاتا ہے ؟ جانے والے کو معلوم ۔ رنگ و بو ہو کر اصل میں سما کے علم بنجاتا ہے
دیکھو اکثرت کی کثرت ہے ۔ قلت کی قلت ۔ ہست کا ہست ہے نیست کا نیست
شئے کا شئے ۔ بلا شئے کا بلا شئے ہے ۔ پھر اس سے بھی پرے ۔ ہے کہ جب یہ ترکیب
و کثرت ۔ قلت و بسط کی شکل میں آنے لگتی ہے تو پراگندگی ترکیب سے رہا ہو کر
ترتیب کی شکل میں آنا شروع کرتی ہے ۔ یہاں تک کہ تثلیث کی شکل قبول کر لیتی
ہے (یعنی نوکیلی ۔ جیسے دل ۔ دماغ ۔ تودہ اشیاء ۔ ستاروں کی رفتار کا نشان ۔
انتشار ۔ گرد باد ۔ شعلہ وغیرہ + مگر مختلف الفصل والنوعہ ہونے سے سب میں مختلف رنگ
و شکل و خواص ۔ مادہ ۔ ہیولے روح ۔ پائے جانے لگتے ہیں لیکن یہ تینوں ملکر ایک صورت
میں ہو جاتے ہیں ۔ اور ہر ایک وحدت میں ۔ کیفیت[1] ۔ کمیت ۔ و اصلیت کی

(۱) ہیٹر ڈگری پر نسپل

تثلیث کا ہونا ضرور پایا جاتا ہے۔ پھر ان میں مکان و زمان و سریان کی تثلیث
کا ہونا بھی یقینی ہے۔ بغیر ان تینوں کے ملے ہوئے یکتائی کی صورت
بشکل عالم ظاہر نہیں ہو سکتی ہے جسکو از روئے علم تشابہت۔ تشابہت فی التوحید
اور توحید فی التثلیث کہیں گے۔ جسکی تھوڑی سی بحث اوپر آچکی ہے۔ چنانچہ ان
تینوں چیزوں کا غلولہ۔ یا کرہ۔ یا یوں کہو کہ عالم کا کرہ۔ خود کسی مکان میں نہیں
بالکل لامکان میں چکر لگا رہا ہے۔ حتیٰ کہ مکان و لامکان خود کسی مکان میں
نہیں ہیں۔ (جیسے قطب شمالی کے پاس کچھ سمت نہیں۔) اور زمان خود کسی
زمان میں نہیں۔ اور سریان یا اثر خود کسی سریان میں نہیں۔ جب یہ یہاں
غایب ہو جائے تو ویسا ہی بن جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بعد ... کے پہلے تھا۔
جیسے کثیف سے لطیف۔ خموشی سے گویائی۔ نیند سے بیداری۔ ظلمات
سے نور۔ راحت جیسے نیند کی حالت میں ہوتی ہے۔ کوئلے سے ہیرا۔
خالق سے مخلوق۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا جسطرح ایک بوند پانی میں ... کا
خاندان چھپا رہتا ہے۔ اور ایک تخم میں درخت کا درخت۔ باغ کا باغ + تو
انتہائی ترقی پانے والے لوگ۔ یا مخلوق یا خلقت عالم پھر ... میں جا کے
بعد اپنی ترقی کی حالت معلوم کر سکے گی۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر سب کو
آدمی بنکر قولی و فعلی نبوت کے ساتھ عین اللہ سے منسوب ہو کر آگے جانا ہے
بغیر اسکے ہو ہی نہیں سکتا ہے جسکا ایک ادنیٰ نمونہ صحیح و اعلےٰ درجہ کا خواب لذیذ

ہے۔ کہ ؎ ممکن بیدار زیں خوابم کہ ہستم کا مضمون ہوتا ہے

اما اینکہ اس خواب کو فنا ہے۔ اور اُس بے خواب و خیال ہستی کو بقائے لذیذہ۔ اس میں اضطرار ہے اُس میں اختیار۔ اس رتبۂ اختیاری کو پہونچنے کے لئے روح کو نتیجہ پہونچنے کے واسطے بہت سے جنم کے اندر چکر کھانا پڑتا ہے۔ اس جنم کے نتیجہ کو مسلمان اگلے جنم کہتے ہیں۔ جیسے اُوم کا لفظ اَلاُوم کہا گیا۔ پھر الوم ہوگیا۔ [illegible] اللّٰہم کہا جاتا ہے تو نئی جنم کا ہونا بہت قرین عقل ہے۔ جیسے ایک بار پیدا کیا دو کرور بار پیدا کرسکتا ہے۔ وہ ممکن آفرین و محال آفریں و ہمہ آفریں سب ہے

[illegible] تحریر ہے عینیت

[illegible] معنی میں ہو جاتا ہوگیا

اور یہہ [illegible] کا باعث ہوتا ہے۔ جسکو جزاء و سزا کہیں گے۔ جیسے [illegible] متعدی مرض کو جسنے چھوا[1] اُسکو وہ مرض ہوگیا۔ یہہ نہیں ہوسکتا کہ چھوا [illegible] یہاں اور بدلہ ملے دوسرے عالم میں۔ یہہ بالکل [illegible] ہے۔ جسکی یہاں عملداری ہے اُسکی وہاں عملداری ہے۔ قانون مواخذہ اُسکو جہاں کا تہاں گرفتار کرلیتا ہے۔ اور دیگر اقسام کے جرم سرزد ہونے پر خداوند یا پادشاہ یا اُسکی گورنمنٹ گرفتار کرلیتی ہے۔ یا اوتار پکڑتا ہے۔ ورنہ خدا کے

نزدیک سب نابالغ بچے ہیں۔ بالغ ہی کب ہوئے ہیں کہ اُن سے پرسش ہو

صرف خدا ہی اپنے آپ بالغ ہے اور کوئی نہیں (بلغ العلی بکمالہ) اِس کے

(۱) اسپر غور کرو۔

علاوہ کیا دنیاوی مصیبت کچھ تھوڑی ہے کہ پھر وہاں پرسش ہوگی ہے کثیف تو وہاں
جا ہی نہیں سکتا۔ کہ اُس سے پرسش ہو۔ اور پہونچنے والے سے پرسش نہیں۔ کیونکہ
جنت میں رہنے والیکا نام آدمی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ فرشتہ نام ہوتا ہے۔ زمین پر
رہنے والے اشرف المخلوقات کو آدمی کہتے ہیں۔ مگر خدائے مجسم یعنی خداوند
جسکا ذکر اوپر آیا (ہادیٔ برحق) وہ اُسکو بالغ سمجھ کر مجرم ٹھہراتا ہے۔ اور مجرم سزا یاب
ہوتا ہے۔ پھر بھی اوتار مذکور مہلت دیدیتا ہے۔ کہ اُس پر ایمان لاؤ اُس کو
اوتار مان کر اُسکے احکام کی تعمیل کرو۔ تو چھوٹ جاؤ ہمیشہ آرام میں رہو۔ یہی
موجودہ مومن کی پہچان ہے۔ تو وہ جو مومن ہوتے ہیں اُسکے ہو جاتے ہیں
اور غیر مومنین اپنے گذشتہ اعمال کے تاثیرات کی بازگشت سے مجبور ہوکر پامال
ہوجاتے ہیں۔ یہی بئس القضاء ہے ورنہ نعم القضاء۔ وقت سے پہلے کسی عذاب
ایذارساں میں گرفتار ہونا۔ سزا پانے کی نشانی ہے۔ اسکا نتیجہ اعلےٰ ہے اور
سب کام وقت پر ہوتا ہے۔ وقت ہی پر دعاء و دواء بھی عمل کرتی ہے۔ ورنہ
جب وقت گذر جاتا ہے تو یہ نیچر کی نافرمانی کرکے عمل نہیں کرسکتے۔ جیسے
بہت ہی بڈھے پر ورزش اپنا پورا پورا عمل نہیں کرسکتی۔ یا مرنے کے لئے
جس کا وقت پورا ہوگیا تو دواء عمل نہیں کرتی نہ کرائی جاتی ہے۔ قوتِ عاملہ سلب
ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اگر پیٹ چیر کر دیکھا جائے تو ثابت ہوجائے گا۔ کہ دواء
یوں ہی رکھی ہوئی ہے۔ پس عارضی باتوں کو دواء و دعا ٹال سکتی ہے۔ غیر عارضی

کو نہیں۔ اس جگہہ ثابت ہوا کہ جہان بھر میں سب چیزوں کے لئے تین باتیں ہیں
وہ یہہ کہ ہوتا۔ نہ ہونا۔ اور ہونے نہ ہونے کے درمیان صفت قیامیہ میں آثار
و خواص یا افعال کا ظاہر کرنا۔ یہی بات انسانی دائرے کے لئے بھی ہے جسکو۔ مرنا
جینا۔ بیچ میں عمل کرنا کہا جاے گا۔ ابتدا و انتہا جو ہے سو نیستی ہستی ہے۔ اور بس
تو چونکہ ہر چیز میں افسر ہونے کا بھی قانون ضرور ہے جیسا کہ برابر ہم کہتے آرہے ہیں
اسلئے ان تین افعال میں تین افسر ہیں۔ جنکو مال۔ جمال۔ کمال کہیں گے۔ تو دنیا
میں قدم رہنے کے سبب سے دنیا مقدم ہے۔ یعنی تمدن اور قوانین تمدن کو اوا کرنا
عین دین ہو جایا کرتا ہے۔ اور چونکہ پہلے تمدن کی ضرورت ہے اسلئے مالی یا جلالی
افسر یا معجزہ مقدم ہے۔ جسکا استعمال آخر میں ہوتا ہے۔ اور آخر وہی ہے جسکے بعد
کچھ نہ ہو۔ اسکو کامیاب درسا و غالب و مستثنے کہیں گے۔ کیونکہ دودھ پھٹا اور
کھویا بنا۔ پس کثرت خوبی یا شدت خرابی سے مستثنے ہوا کرتا ہے۔ خوبی والا مستثنے
جیّد و مستحسن کہا جاتا ہے۔ اور خرابی والا ردی و مستقبح۔ چاہے کوئی چیز ہو۔ آئین
ہو یا قانون ہو کچھ ہو۔ تو شاہی و خدائی اختیارات کو حق حاصل ہے کہ وہ ضرورت
کے وقت مستثنے کر دینے کو عمل میں لائے کہ خوبی والوں کا اس لایح میں قدم
آگے پڑے۔ اور خوبی دکھلائیں۔ اسلئے نظام مستثنے کرنا بہت ٹھیک ہے
مگر کثرت استثنار سے عمومیت پیدا ہوتی ہے۔ اُسوقت سب استثنار کا جوہر
نکالکر ایک ہی مستثنے رکھنا پڑتا ہے۔ جیسے خدا تمام ہوا دے مختلف الاسما ہو الشان

کی کثرت کو ایک کر دیا کرتا ہے۔ اور اسکے سنت کو روح اللہ کہدیا کرتا ہے تاکہ
احترام استثنا پامال و بے قدر نہ ہو۔ جیسی وہ خود کو چنیں و چناں کہا کرتے ہیں۔ پس
آخری نسبت ازلی مستثنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب
بینھم الا بعین اللہ تعالیٰ۔ یعنی نئے دورہ و انتظام میں جب مناوی ہوگی تو سب
انساب و نسبت نیست ہو جائیں گے۔ صرف خدا سے نسبت رہے گی) اب وہیں
نقطہ استثنا پر ٹھہرنا پڑے یا وہاں سے لوٹنا پڑے۔ تو لبریزی ادبار کے مارے
لوٹتے وقت کشمکش کا ہونا ضروری ہے۔ یہی کشمکش بنائے جنگ ہے۔ جس کو
چوں تنگ آید بجنگ آید بولتے ہیں جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مگر تشریح وار بطور جملہ
معترضہ یہہ ہے۔

جملہ معترضہ

عظمتِ جنگ مع جلالی و فوجی و جنگی اسپیچ

کہا جاتا ہے کہ۔ واقعی بعض موقع پر جنگ ہی موجب دولت و نعمت۔ خیر و برکت
ترقی و اقبال ہے۔ اگرچہ جنگی نعمت ایک نعمتِ مکروہ ہے۔ یا شاقہ ہے۔ خواہ مخواہ نباہ
ہے۔ مگر چار و ناچار کیا جائے۔ مجبوری آن پڑتی ہے۔ تو یہہ بھی ظاہر ہے کہ
نعمت تو اسی طرح پوشیدہ رہتی ہی ہے۔ لہذا جنگ کی عظمت و اہمیت بیان

کرنے کے لئے ضرور ہوا کہ انسانی منطقی تعریف یہ ظاہر کیجائے کہ الانسان حارب یعنی انسان وہی ہے جو جنگ جو ہو۔ ورنہ جسنے ٹھیک غصہ کرنے کے وقت خاموشی اختیار کی تو وہ بے دھوئیں کی آگ ہے۔ جیسے بجلی کا تار۔ وہ ضرور دھوکا دے گا۔ پانی بھی ڈبونا چاہے تو گھونسا مکا مارو کہ پار اترو۔ پس جسنے جنگ کو راہ دی وہ کامیاب ہوگیا۔ صاحب اقبال ہوا۔ صلح وسداد قایم ہوا۔ من دان (۱) الی فوق عال اسکا نام روشن ہوا۔ چنانچہ اسی جنگ کے فریقے کو ثابت کرنیکے لئے مبالغۃً ومصلحۃً وسیاستۃً رحمان وشیطان کی جنگ فرضی طور پر فوجی غرض کے لئے تصنیف کی گئی۔ اور انسان کی پیدایش کے اسباب اسی جنگ کی بنا قرار دئے گئے۔ تاکہ عندالضرورت لوگ جنگ سے نہ گھبرائیں۔ بلکہ جنگی وجہادی اسپیچ سے زور پہونچایا جائے کہ ؎ سپاہ تستر دل۔ نباشد عزیز؛ اسواسطے یہہ سمجھنا چاہئے کہ الانسان میت یعنی انسان وہ ہے جو بدرجۂ الاخری میت ہو۔ اگر چنانچہ ستاروں میں بھی جنگ ہوتی رہتی ہے۔ جس کا اثر زمین پر پڑتا رہتا ہے۔ بادل میں جنگ ہوتی ہے۔ جس سے کڑکا۔ اور بجلی پیدا ہوتے ہیں۔ چو طرفہ ہوا میں جنگ ہوتی ہے جس سے آندہی اور طوفان پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہوا کو صاف وشفاف کر دیتے ہیں۔ امواجِ دریا میں جنگ ہوتی ہے جس سے پانی میں آگ نکل پڑتی ہے اور مونگا پیدا ہو جاتا ہے۔ زمین کی مخالف کششوں میں جنگ ہوتی

(۱) زمین سے لے کر آسمان تک۔

ہے کہ زلزلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ کوہِ آتش فشاں نبجاتا ہے۔ لعل و یاقوت پیدا ہوجاتے
ہیں۔ درختوں کی باکید گر شاخوں میں رگڑ یا جنگ ہوتی ہے جس سے جنگلوں میں
آگ لگ جاتی ہے۔ اور جنگل کی ہوا صاف ہوجاتی ہے۔ نباتات عمدہ سے عمدہ
اوگنے لگتے ہیں۔ زہریلے کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں۔ مقناطیس اور لوہے
میں جنگ ہوتی ہے کہ لوہے میں کشش پیدا ہوجاتی ہے۔ تمام کیڑے مکوڑے
اور جانوروں میں اپنے اپنے حقوق کے لئے جنگ ہوتی رہتی ہے کہ آخر میں
دوسرے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں۔ تحریر و قلم میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ طومار کا
طومار ہے۔ حال و قال میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ ہدایت ہے۔ آنکھیں بھی لڑتی
ہیں۔ تمام عالم میں کشاکشی کی جنگ برپا ہے۔ گویا جنگ کے معنی اور مفہوم کے
اندر زندگانی زیر و زبر بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ تمام نرینۂ و مادینہ کی مزیدار جنگ کا
ثمرہ جو ہے سو اُن کا بچہ ہے۔ پھر دیکھو کہ حمل کے اندر بھی نسلی کرم میں جنگ ہوتی ہے
جس سے حمل کا جی نیٹڈ ہال ہونے لگتا ہے تو جو کیڑا یا عَلَق[1] غالب آتا ہے وہی بچہ
بنتا ہے۔ کیونکہ غالب کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اور اب وہ کیڑا نہیں رہا بلکہ اولاد ہے
متضاد عناصر و تاثر کے جنگ کا نتیجہ پیداوارِ گوناگوں ہے۔ فنا اور بقاء کے تصادم
و جنگ سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔

غرض کہ جنگ بھی ایک ازلی فریضہ ہے کہ اس خونی احداث و تکوین کے لیے۔

(۱) خلق الانسان من علق۔ (۱)

ترقیٔ زنگار رنگ کی تدوین ہو۔ پس جو کوئی یا چیز خوبی و صفات قوی ہیں یا کمزور ہو اُس پر قدرتاً فرض ہے کہ نیست ہو۔ اور قالب بدلکر اچھی بنجائے۔ جو باقی رہجائے وہ دُہل دُہلا کر صاف صوف ہوجائے۔ پس قربانی یا جنگ وہ نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ چستی و شجاعت افزا۔ انمول۔ دریتیم اور انمٹ نام آوری ہے کہ بے سوچے سمجھے فوراً استعمال میں لانا چاہیئے۔ یہہ فیصلہ کن امتحان ہے۔ اس کا یہی اصول ہے اگرچہ ؎

بے اصولی بھی۔ ایک اصول تو ہے
پر نتیجہ جو ہے۔ سو مہمل ہے ؛

چنانچہ جنگ و اصولِ جنگ ہی نے تمام انبیائے کرام و سلاطینِ عظام کے نامِ نامی فیض گرامی کو فی جمیع الامصارِ والنواحی کالقمرِ الطالع فی السماءِ المعالی سربلند کردیا اور ہر ایک کے مقلدین نے اُن کے فیوض و برکات۔ اعظام و افضال کے طول و عرض کو تفوق بالائے تفوق کرتے ہوئے تحت الثرا سے لے کر سرِ ثریا کے پرے تک پہونچایا۔ جسکی اصلیت

(۱) یک چمچہ آب است۔ و یک چمچہ دوغ سے زیادہ تر

نہیں ہے۔ لیکن شانِ جنگ آوری و فتح و ظفر چونکہ ایسی ہی تھی اور ہے اس لئے یہہ وقتی مبالغہ کار آمد عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ از روئے علمِ ظاہری ابراہیم کو نمرود سے جنگ کرنی پڑی۔ داؤد کو جالوت و طالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ موسیٰ کو

(۱) دنیا سے لیکے علیا تک چاند کی طرح۔

فرعون سے جنگ کرنی پڑی۔ محمدؐ کو کفارِ عرب سے جنگ کرنی پڑی۔ حسین کو یزید سے جنگ کرنی پڑی۔ حسینِ حال کو شیخ نجدی سے جنگ کرنی پڑی (اول بہ آخر نسبتے دارد۔ بس ختم شد۔ دورِ جدید آمد) رام چندر کو راون سے جنگ کرنی پڑی کرشنا کو پانڈو سے جنگ کرنی پڑی۔ بدھا کو کفارِ چین ہماچین سے جنگ کرنی پڑی خدا کو شیطان سے جنگ کرنی پڑی۔ عیسےٰ نے بھی کہا کہ وہ بھی صلح کے لئے نہیں آئے ہیں کیونکہ ؎

صلح می خواہی۔ بلا جنگ و جدال
لقمہ می خواہی - بلا رنج و ملال

یہہ نہیں ہوسکتا + تو مبارک ہیں وہ لوگ جو حفاظتی و جائز جنگِ اجتماعی میں مرکز مغفرت و نجات پانے میں سبقتِ دوشیزۂ و پاکیزہ لے جاتے ہیں۔ اور خدا کے سامنے دولہا بنکے لال لال کپڑا پہنے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں جسکو ایک لفظ میں شہید ہونا کہتے ہیں یعنی حاضرِ حضورِ جنابِ حضرت رب العزت جل جلالہٗ و عم نوالہٗ۔ اور اگر خون کا دریا بہا کر جیتے رہجاتے ہیں تو صحیح معنی میں غازی و پادشاہِ عادل و حاکم وقت بنتے ہیں۔ زندہ شہید بنے رہتے ہیں کہ ہمہ آن موردِ الطافِ الٰہیہ فی الدنیا نظر آتے ہیں۔ فہم من الغالبین[1] فوق اللذین کفروا کے مصداق سمجھے جاتے ہیں۔ اور آپس میں بینہم[2] مودت والرحمہ کی۔ اور عندہٗ[3] لا امن فی کل حال

(۱) کفار و جحود پر غالب رہنے والے لوگ (۲) آپس میں بلحاظ خوبی و حسنات نہایت ہمدرد و شفیق (۳) بہر حال مودب۔

مع اثر و اب رہنے کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ اسے سبحان اللہ پس حق جو ہے وہی غالب ہو کے رہتا ہے اور غلبہ ہی حق کو ثابت کرکے رہتا ہے غلبہ ہی موجب ترقی ہے۔ یہی حق و باطل کی پہچان ہے۔ لہذا جس کا غلبہ اسکا حق پس اعتمادِ ناجائز و غفلت و پہلوتہی اور بے محل راست بازی کے استعمال کی بھی سزا ہے۔ کیسے باشد۔ اسکی شناخت غالب حق کی ہیبت و رعب کا حدِ اعتدال سے متجاوز ہو کر بصدق و صفا برپا ہونا ہے کہ ؎

از ہیبتِ شاہِ جہاں۔ لرزد زمین و آسماں
انگشتِ حیرت در دہاں نیمہ دروں نیمہ بروں

کا مضمون ہو۔ پس غالب کے مقتولین کا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کی شہادت سے اُن کے لئے تمام فریضہ و احکام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جملہ فریضے اُن کے لئے منسوخیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ علاوہ اسکے اُن کی روحانی برکت کا اثر اُن کے ساتھیوں پر نسل بعد نسل پڑتا ہے۔ اور ترقی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کامیاب + اور مغلوبین کی حالت خلاف ذالک ہے کیونکہ وہ مجرمین سے ہوتے ہیں۔ جبھی اُن کے دلوں میں سخت تپاک و وحشت بے اختیاری ہوتی ہے جس میں مطلق مصلحت و فوائد نہیں۔ یہ سب قدرتی عدالت سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ؎

ما بہ آں منزلِ عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطفِ خداوند نہد گامے چند

مع انکے واب رہنے کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ اے سبحان اللہ
پس حق جو ہے وہی غالب ہو کے رہتا ہے اور غلبہ ہی حق کو ثابت کر کے رہتا ہے
غلبہ ہی موجب ترقی ہے۔ یہی حق و باطل کی پہچان ہے۔ لہٰذا جس کا غلبہ اسکا حق
پس اعتمادِ ناجائز و غفلت و پہلوتہی اور بے محل راست بازی کے استعمال کی بھی سزا
ہے۔ کیسے باشد۔ اسکی شناخت غالب حق کی ہیبت و رعب کا حدِ اعتدال سے
متجاوز ہو کر لصدق و صفا برپا ہونا ہے کہ ؎

از ہیبتِ شاہِ جہاں۔ لرزد زمین و آسماں
انگشتِ حیرت در دہاں نیمہ دروں نیمہ بروں

کا مضمون ہو۔ پس غالب کے مقتولین کا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کی شہادت سے
اُن کے لئے تمام فریضہ و احکام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جملہ فریضے اُن کے لئے
منسوخیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ علاوہ اسکے اُن کی روحانی
برکت کا اثر اُن کے ساتھیوں پر نسل بعد نسل پڑتا ہے۔ اور ترقی کی صورت میں
ظاہر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کامیاب + اور مغلوبین کی حالت خلاف ذالک ہے
کیونکہ وہ مجرمین سے ہوتے ہیں۔ جبھی اُن کے دلوں میں سخت تپاک و وحشت
بے اختیاری ہوتی ہے جس میں مطلق مصلحت و فوائد نہیں۔ یہ سب قدرتی عدالت
سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ؎

ما بہ آں منزلِ عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطفِ خداوند نہد گامے چند

مع الّٰہ واب رہنے کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ اسے سبحان اللہ پس حق جو ہے وہی غالب ہو کے رہتا ہے اور غلبہ ہی حق کو ثابت کرکے رہتا ہے غلبہ ہی موجب ترقی ہے۔ یہی حق و باطل کی پہچان ہے۔ لہذا جس کا غلبہ اُسکا حق پس اعتماد ناجائز و غفلت و پہلوتہی اور بے محل راست بازی کے استعمال کی بھی سزا ہے۔ کسے باشد۔ اسکی شناخت غالب حق کی ہیبت و رعب کا حدِ اعتدال سے متجاوز ہو کر بصدق و صفا برپا ہونا ہے کہ ؎

از ہیبتِ شاہِ جہاں۔ لرزد زمین و آسماں
انگشتِ حیرت در دہاں نیمہ دروں نیمہ بروں

کا مضمون ہو۔ پس غالب کے مقتولین کا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کی شہادت سے اُن کے لئے تمام فریضہ و احکام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جملہ فریضے اُن کے لئے منسوخیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ علاوہ اسکے اُن کی روحانی برکت کا اثر اُن کے ساتھیوں پر نسل بعد نسل پڑتا ہے۔ اور ترقی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کامیاب + اور مغلوبین کی حالت خلاف ذالک ہے کیونکہ وہ مجرمین سے ہوتے ہیں۔ جبھی اُن کے دلوں میں سخت تپاک و وحشتِ بے اختیاری ہوتی ہے جس میں مطلق مصلحت و فوائد نہیں۔ یہہ سب قدرتی عدالت سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ؎

ما بہ آں منزلِ عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطفِ خداوند نہد گامے چند

خیالات ومغضب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم وملت کا خون پیکر چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت وخون کو اور خون میں نہانے اور نہلانے کو فخر وفضیلت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب عناب جانتے ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے خیراً وشراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی غالب ہو کے آے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقلِ مکان کرتی ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔ مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصول کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کر کے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا پھر وہ بل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

خیالات و متعصب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر
چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں
نہانے اور نہلانے کو فخر و فضیلت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب عناب جانتے
ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین
عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ
نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے
خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا
جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی
غالب ہو کے آے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی
خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقلِ مکان کرتی
ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور
کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی
آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔
مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصول
کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کرکے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا
پھر وہ بل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آگے کی زندگی ملے جیسی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغۃً یہہ کہنا پڑا کہ

خیالات و متعصب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر
چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں
نہانے اور نہلانے کو فخر و قربت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب و عناب جانتے
ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین
عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ
نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے
خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا
جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی
غالب ہو کے آے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی
خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اس ذریعہ سے نقلِ مکان کرتی
ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور
کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی
آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔
مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصول
کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کرکے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا
پھر وہ بل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

خیالات و متعصب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر
چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں
نہانے اور نہلانے کو فخر و فضیلت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب عناب جانتے
ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین
عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ
نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے
خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا
جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی
غالب ہو کے آے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی
خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقلِ مکان کرتی
ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور
کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی
آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔
مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصول
کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کر کے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا
پھر وہ بِل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

خیالات و مغضب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر
چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں
نہانے اور نہلانے کو فخر و مسرت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب عناب جانتے
ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین
عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے بشرطیکہ
نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین بیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے
خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا
جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی
غالب ہو کے آئے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی
خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقلِ مکان کرتی
ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور
کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی
آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہوگا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔
مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصُول
کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کر کے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا
پھر وہ بِل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہٰذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

سے باز آؤ۔ خاصکر جو مردہ حقیقی ہو۔ کیونکہ تم بھی مردہ ہو جاؤ گے۔ دسالے جو کوئی
بروقت۔ برمحل۔ برموقع جنگ جو ہوگا۔ سرکشوں کو سنگینوں پر اٹھائے گا
آگ میں جلائے گا۔ اُن کے بال بچوں کو بصد ترحم و اعزاز چھین کر اُن کی
جائز خواہش کے مطابق اُن کو کامیاب ہونے کا موقع دے گا۔ اور عورتوں
کو اپنے جائز مصرف میں لائے گا تو وہ مبارک ہوگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو نیکی
کے لئے جنگ جو ہیں اور جائز و مفید کشت و خون کو جان و آبرو سے زیادہ تر
عزیز رکھتے ہیں۔ عندالحرب بال بچوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ خدا پر سونپتے ہیں
جو اُن کے لئے بہتر ہے کہ یہاں مرگِ انبوہ جشنے دارد کا مضمون ہے۔ پھر وہ کڑکا
بجلی۔ گھٹا۔ باڑھ۔ سیلاب۔ آندھی۔ طوفان۔ بھونچال۔ توپ و تفنگ۔ جہنم کا طبقہ
وغیرہ۔ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو انھیں کا ڈنکا بھی بجتا ہے۔ لہٰذا جسکی تیغ
اسکی ویغ ہے ہر کہ شمشیر زند۔ سکہ بنامش خوانند — بس

مرنا بھی نعمت ہے جو اس سے بھاگا تو نسل بعد نسل پھر نعمت نہیں پا سکتا۔ اگر سب کے سب
جیتے رہیں تو رہنے کو جگہہ نہ ملے۔ پس مرنے والے ہی مارے جاتے ہیں جینے
والے کب مارے گئے ہیں اس واسطے چاہئے کہ ایسی موت سے خوف نہ کرے
جسے انسانیت کھوئی اُسی کو خوف ہوگا۔ دیکھو! کتا کمینہ کا ہو اُس میں وفاداری ہے
اُسکی وفاداری کے قدرداں اقبالمند ہیں نہ کہ غیر۔ جنکے لئے فقر باعثِ فخر ہو تو وہ
کتے کو کیا کھلائیں گے۔ اور دولت کی نگہبانی کرائیں گے۔ اُن کی دولت

افلاس ہو۔ لہذا اُن کے لئے کُتّا حفض بخش ہونا چاہئے۔ غرضکہ اسی طرح لازم ہے کہ انسان کہیں کا ہو اُس میں صحیح معنی میں انسانیت ہو۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنے فعل سے انسانیت کھو بیٹھتے ہیں اور کتے سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ اپنے آگے کی روزی دوسرے کو لوٹنے دیتے ہیں۔ لہذا فرض ہے کہ سلطنت کے اندر علماء اپنے علم سے بکمال خوش نیتی فائدہ پہونچائیں۔ حکام بلا حرص و طمع صحیح معنی میں عدالت سے فائدہ پہونچائیں۔ افواج نہایت نمک حلالی کے ساتھ اپنی شجاعت سے سود بخشتا ہوں۔ نیکوکار لوگ نہایت عقیدتمندی کے ساتھ اپنے فیضان و عمار سے نفع بخش ہوں۔ اِن سب مذکورہ و غیر مذکور صفات حسنات کو فروغ دینے کیلئے کوئی روحانی مختص المختص ذات پاک ہونی چاہیے کہ اُسکی موجودگی و عدم موجودگی دونوں حالتوں میں یکساں اثر پڑے تو یہ بات صحیح عقیدتمندی کے جذبات و کیفیات کے اندر مضمر ہے۔ پس اسکے لئے وہی ذاتِ بابرکات قدرتاً زیبا ہے جسکو اوتار کہتے ہیں جسکی تعریف روحانی بجملہ سلسلہ جات پائے ثبوت کو پہونچ چکی ہو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ نیز اور بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

اعجاز بیان

سنو! اگر کوئی وکیل اللہ خالق کی طرف سے بجمیع خلق اللہ یہ سوال کرے کہ "انسان کرا می گویند"؟ اسکی تعریف غیر مشترک صفت ایسی بیان کرنی چاہئے

کہ سوائے انسان کے کسی دوسری خلقت میں نہ پائی جائے۔ جس سے اُسے عرفانی معنی میں اشرف المخلوقات کہہ سکیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے زمرے میں سے اُن کا ایک منتخب انسان جواب دینے کو کھڑا ہو کہ انسان اُسکو کہتے ہیں کہ سمیع و بصیر ہو۔ عقیل ہو ذہین ہو۔ تو کیا یہہ کہنا اُسکا ٹھیک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جسقدر جاندار ہیں ان سب میں یہہ مشترک صفت ہے۔ کئی بنیٔی ہونا دوسری بات ہے۔ اسلئے دوسری منطقیانہ و حقیقی تعریف ہونی چاہئے + اب اگر وہ کہے کہ انسان وہ ہے کہ باکیٔ (گریاں) و ضاحک ہو۔ عاقل (۱) و ناطق (۲) ہو۔ کاتب (۳) و حارب ہو۔ صناع و مستقیم (۴) القامت ہو۔ طباخ و طناز (۵) ہو۔ خلیق (۶) و مہذب ہو۔ متمدن (۷) و متعاون ہو۔ بنیٔ و کاہن (۸) ہو۔ تو یہہ بھی غیر مشترک صفات نہیں ہوئے۔ کیونکہ کتے بلی بھی روتے ہیں۔ بندر شراب پیکر ہنستا ہے۔ اور گھیا جانور جو کتے کو کھاجاتا ہے خوب ہنستا ہے۔ اور کسو کو یعنی زنجیبار کا طوطا صاف صاف ہنسی کی نقل کرتا ہے۔ پھر ہر ایک جاندار عقل رکھتا ہے ورنہ اپنے گھر کو۔ بچوں کو۔ دوست دشمن کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ نہ آفت سے بچنے کے لئے تدبیر سوچ سکتا تھا۔ لیکن یہہ سب صفات اُس میں پائے جاتے ہیں اسلئے ضرور سمجھدار کہا جائے گا۔ جانور ان اپنی اپنی بولیوں کو اپنے اپنے جنس میں سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسانی بولی کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور تعلیم پاکر اُن بولیوں کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔ سرکس گواہ ہے۔ اور اب تو گرامیفون اور ٹیلیفون بھی انسانی بولی بولتے ہیں وہ بھی ناطق ہوئے

اگر گر میقون اسکے معانی کو ادراک نہیں کر سکتا تو طوطے بخوبی سمجھتے ہیں
نقل کرتے ہیں۔ بعض قوم میں افسانہ و تلمیح کے طور پر یہہ مشہور ہے
ہے کہ فلاں ابن فلاں کی اسطون یا چھڑی۔ خواہ کسی اور قسم کی لکڑی
جدا رہنے کی حالت میں ارباب عقول کی طرح بصد آہ و فغاں اظہار درد
کیا کرتی تھی۔ اور منت بستہ کنکریاں لوگوں کے کانوں میں اس کا
اسے صوت اندازی میں د و نیٹری لگوازم = و نظر یلکو عزم) پورا کمال تھا۔
وہ چھڑی اور کنکریاں انسان ہوئیں۔ جیسے عناصر و تا تر سب مل جلکے
بنگئے ہیں اسلئے یہہ صفت بھی مشترک ہوئی۔ اگر انسان تعلیم پانے کے
قسم کے نشانات و نقوش بنام تحریر عمل میں لاتا ہے تو تبدریج تعلیم پاکے
ایسا کرنے لگا ہے۔ اسلئے وہ بھی کاتب ہوا + اب رہی یہ بات کہ
یعنی انسان جنگجو ہے تو جانور بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مکڑی۔
بیا۔ اچھے صناع ہیں۔ قطب شمالی کا بندر مستقیم القامت ہے۔ اور
بھی طباخی کا فعل انجام دینے لگے ہیں اور آفتاب تو باورچی فلک ہی ہے
طباخ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ خلق و تہذیب۔ تمدن و تعاون۔ نقالی
نقال جانور وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہہ بھی طوطے کی قسم
نہایت حسین ہے۔ اب رہی کہانت و نبوت تو تمام دہر کا دہرا اپنے آثار کے
سے کہانت و نبوت خواہ پیشینگوئی کرتا رہتا ہے۔ جیسے عمود الفجر و نسیم سحر

(۱) اور بنگ اوتنگ اور چینپزی بھی مستقیم القامت ہے۔

اگر گر یمیفون اسکے معانی کو ادراک نہیں کرسکتا تو طوطے بخوبی سمجھتے ہیں
نقل کرتے ہیں۔ بعض قوم میں افسانہ و تلمیح کے طور پر یہہ مشہور
ہے کہ فلاں ابن فلاں کی اسطون یا چھڑی۔ خواہ کسی اور قسم کی لکڑی
جدا رہنے کی حالت میں ارباب عقول کی طرح بصد آہ و فغاں اظہار درد
کیا کرتی تھی۔ اور منت لبستہ کنکریاں لوگوں کے کانوں میں اس کا
اسے صوت اندازی میں د ونٹری لگوازم = وتطریلکوعزم) پورا کمال تھا۔
وہ چھڑی اور کنکریاں انسان ہوئیں۔ جیسے عناصر و تاتر سب مل جلکے
بن گئے ہیں اسلئے یہہ صفت بھی مشترک ہوئی۔ اگر انسان تعلیم پانے کے
قسم کے نشانات و نقوش بنام تحریر عمل میں لاتا ہے تو بتدریج بھی تعلیم پاکے
ایسا کرنے لگا ہے۔ اسلئے وہ بھی کاتب ہوا + اب رہی یہ بات کہ
یعنی انسان جنگجو ہے تو جانور بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مکڑی
بیا۔ اچھے صناع ہیں۔ قطب شمالی کا بندر مستقیم القامت[1] ہے۔ اور
بھی طباخی کا فعل انجام دینے لگے ہیں اور آفتاب تو باورچی فلک ہی ہے
طباخ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ خلق و تہذیب۔ تمدن و تعاون۔ نقالی
نقال جانور وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہہ بھی طوطے کی قسم
نہایت ہے۔ اب رہی کہانت و نبوت تو تمام دہر کا دہرا اپنے آثار کے
سے کہانت و نبوت خواہ پیشنگوئی کرتا رہتا ہے۔ جیسے عمود الفجر و نسیم سحر

(۱) اور بنگ اوتنگ اور چنپنزی بھی مستقیم القامت ہے۔

اگر گریمیفون اُسکے معانی کو ادراک نہیں کر سکتا تو طوطے بخوبی سمجھتے ہیں
نقل کرتے ہیں۔ بعض قوم میں افسانہ و تلمیح کے طور پر یہہ مشہور …
ہے کہ فلاں ابنِ فلاں کی اسطون یا چھڑی۔ خواہ کسی اور قسم کی لکڑی …
جدا رہنے کی حالت میں اربابِ عقول کی طرح بصد آہ و فغاں اظہارِ درد …
کیا کرتی تھی۔ اور منت لبستہ کنکریاں لوگوں کے کانوں میں اُس کا …
اُسے صوت اندازی میں (دینٹری لگوازم = و نظریلکو عزم) پورا کمال تھا۔ …
وہ چھڑی اور کنکریاں انسان ہوئیں۔ جیسے عناصر و مآثر سب مل جلکے
بنگئے ہیں اسلئے یہہ صفت بھی مشترک ہوئی۔ اگر انسان تعلیم پانے کے
قسم کے نشانات و نقوش بنامِ تحریر عمل میں لاتا ہے تو بتدریج بھی تعلیم پاکے
ایسا کرنے لگا ہے۔ اسلئے وہ بھی کاتب ہوا + اب رہی یہ بات کہ لڑائی
یعنی انسان جنگجو ہے تو جانور بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مکڑی۔
بیا۔ اچھے صناع ہیں۔ قطبِ شمالی کا بندر مستقیم القامت[1] ہے۔ اور …
بھی طباخی کا فعل انجام دینے لگے ہیں اور آفتاب تو باورچی فلک ہی ہے
طباخ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ خلق و تہذیب۔ تمدن و تعاون۔ نقالی۔
نقال جانور وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہہ بھی طوطے کی قسم سے …
نہایت تسیم … ہے۔ اب رہی کہانت و نبوت تو تمام دہر کا دہرا اپنے آثار کے
سے کہانت و نبوت خواہ پیشینگوئی کرتا رہتا ہے۔ جیسے عمود الفجر و نسیم سحر …

(۱) اور بنگ اوتنگ اور چینزی بھی مستقیم القامت ہے۔

ہم بے نیاز باشد" چنانچہ لفظاً اگر دعوے کیا بھی ہو تو اوتار یا مسیح کی صورت میں ہو کے کیا ہو۔ اور مسیح کا معنیٰ یا مفہوم اوپر ہی سمجھایا جا چکا ہے۔ کہ انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے کہ اس سے عین اسکی انسانیت ثابت ہوئی۔ خدائی کہاں ثابت ہوئی؟ کیونکہ خدا کی تو تعریف یہ ہے کہ دعوائے خدائی سے بے نیاز ہو۔ بس جنے دعویٰ کیا وہ انسان ہوگیا۔ لہذا خدا جو ہے سو خدا ہی رہا۔ اور انسان جو ہے سو انسان ہی رہا۔ جسکو مسیح کہیں گے جو بین الخلق والخالق نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کس لئے کہ فوق البشر اور تحت اللہ ہے۔ در پردہ اسرار الٰہی ہے آفتاب صفت ہے۔ بنابر اُسے زیبا ہے کہ موقع کے لحاظ سے شجاعت و صفات افزائی کے لئے خدا کو اپنی اصلی ہستی قرار دے کر اُسکے قال کو اپنا۔ اور اسکے اپنے قال کو اُسکا قال تصور کر کے غیبی قوے کی طرف سے بمفہوم چنان چنیں ادا کرے جیسا کہ اس الامان نامی مثنوی میں کہا جاسکتا ہے۔ فہو ہذا

الامان

بنام من قادرِ ذی الجلال	معلی ز خوبی و وصف کمال
بری از صفات و سراسر صفات	منم غیر ذات و منم عین ذات
منم ہستی و نیستی آفریں	درون و برون چنان و چنیں

ہم بے نیاز باشد" چنانچہ لفظاً اگر دعوے کیا بھی ہو تو اوتار یا مسیح کی صورت میں ہو کے کیا ہو۔ اور مسیح کا معنیٰ یا مفہوم اوپر ہی سمجھایا جا چکا ہے۔ کہ انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے کہ اس سے عین اسکی انسانیت ثابت ہوئی۔ خدائی کہاں ثابت ہوئی؟ کیونکہ خدا کی تو تعریف یہ ہے کہ دعوائے خدائی سے بے نیاز ہو۔ بس جسنے دعویٰ کیا وہ انسان ہو گیا۔ لہذا خدا جو ہے سو خدا ہی رہا۔ اور انسان جو ہے سو انسان ہی رہا۔ جسکو مسیح کہیں گے جو بین الخلق والخالق نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کس لئے کہ فوق البشر اور تحت اللہ ہے۔ در پردہ اسرار الٰہی ہے آفتاب صفت ہے۔ بنا بر اُسے زیبا ہے کہ موقع کے لحاظ سے شجاعت و صفات افزائی کے لئے خدا کو اپنی اصلی ہستی قرار دے کر اُسکے قال کو اپنا۔ اور اسپنے قال کو اُسکا قال تصور کر کے غیبی تو ے کی طرف سے بمفہوم چنان چنیں ادا کرے جیسا کہ اس الامان نامی مثنوی میں کہا جا سکتا ہے۔ فہو ہذا

الامان

بنام من قادرِ ذی الجلال	معلی ز خوبی و وصف و کمال
بری از صفات و سراسر صفات	منم غیر ذات و منم عین ذات
منم ہستی و نیستی آفریں	درون و برون چنان و چنیں

ہم بے نیاز باشد" چنانچہ لفظاً اگر دعوے کیا بھی ہو تو اوتار یا مسیح کی صورت میں ہو کے کیا ہو۔ اور مسیح کا معنیٰ یا مفہوم اوپر ہی سمجھایا جا چکا ہے۔ کہ انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے کہ اس سے عین اسکی انسانیت ثابت ہوئی۔ خدائی کہاں ثابت ہوئی؟ کیونکہ خدا کی تو تعریف یہ ہے کہ دعوائے خدائی سے بے نیاز ہو۔ بس جسنے دعویٰ کیا وہ انسان ہوگیا۔ لہذا خدا جو ہے سو خدا ہی رہا۔ اور انسان جو ہے سو انسان ہی رہا۔ جسکو مسیح کہیں گے جو بین الخلق والخالق نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کس لئے کہ فوق البشر اور تحت اللہ ہے۔ در پردہ اسرارِ الٰہی ہے آفتاب صفت ہے۔ بنا بر اُسے زیبا ہے کہ موقع کے لحاظ سے شجاعت و صفات افزائی کے لئے خدا کو اپنی اصلی ہستی قرار دے کر اُسکے قال کو اپنا۔ اور اسکے قال کو اُسکا قال تصور کر کے غیبی قوے کی طرف سے بمفہوم چنان چنیں ادا کرے جیسا کہ اس الامان نامی مثنوی میں کہا جا سکتا ہے۔ فہو ہذا

الامان

بنام من قادرِ ذی الجلال	معلیٰ ز خوبی و وصف و کمال
بری از صفات و سراسر صفات	منم غیر ذات و منم عین ذات
منم ہستی و نیستی آفریں	درون و برون چنان و چنیں

منم انتظاماتِ دنیا و دیں — ز تحت الثرا۔ تا بہ عرشِ بریں

منم آتش و عود و عنبر بخور — منم نذر و نذرانۂ قرب و دور

تضاد و تخالف بمصلح منم — قوانینِ ضدینِ مفلح منم

ہمہ رست و خیز و قیامت منم — ہمہ کجم ریز و علامت منم

ز جز تا بہ کل باطن و ظاہرم — فنا و بقا۔ اول و آخرم

حیات و ممات و خوشی و الم — جز و کل منم پا ز بالا منم

منم آہ و آلاہ برتر ز آہ — منم این و آن و سپید و سیاہ

منم ابرو و چشم و بینی و سر — منم دست و پا و جبین و نظر

منم جسم و جان و منم ہوش و گوش — منم خورد و نوش و منم جملہ پوش

منم سرِ مکنون منم راز رز — معانی ز معنیٔ از تا و از

ز آغاز و انجام برتر منم — ز ادہام و افہام برتر منم

من از جملہ عالم جدا گشتہ ام — تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

عجائب غرائب منم حیرتم — منم عین و تعین و منم غیرتم

نمک گفت چوں جزوِ اعظم منم — ہمہ عنصر و شکلِ آدم منم۔

عناصر بگفتا کہ جملہ منم — معاشر بگفتا کہ جملہ منم

اگر نوح(۱) گوید کہ عالم منم — نگوید چرا روح جسم و تنم؟

(۱) گرفتاب

چو راعی(۱) بگوید رعایا منم — چه باری نگوید برایا منم

کسے کہ رسد بر سر این مقام — انا نیتش مسکند این کلام

کہ تقریر او گوے سبقت برد — بصد رو زورِ ناشیرینہ درد

درین معنی من نہانست او — من و تو برابر - مرا - او نگو

بنا اہل تاویل باید چنین — وگرنہ ہمانم کہ دارم یقین

ہمہ نارسیدہ گشودہ زبان — چنین مثنوی الامان الامان

منم کافر و کفر و ملحد منم — بتوحید احدی - موحد منم

بجزوی و کلی مرکب منم — بہ افراد مفرد و مرتب منم

منم ہیچ و لاشئے منم جملہ شئے — بہ مولود والد - بہ آواز نے

نہ اینم نہ آنم - مگر کل منم — ہمہ رانگیر و ہمہ کل منم

بابیو جہہ گویند لا لائیہ(۲) — بکش معنی لفظ اعلائیہ(۳)

نہ جزوی بگیرید و گیرید کل — کہ جزوی و کلی بیک بوئے گل

من آنم کہ اول ظہور من است — جہاں روشن از شمع نور من است

مرا ظرف و مظروف ہر دو بدال — مرا صرف و مصروف ہر دو بخوال

بوزن فعیل و بوزن(۴) فعول — بگویند مارا مسیح و رسول

(۳) اب اعلاء و اعلائیت کے معنی جو بہت او نچے کرنے کے تھے اسکو نکال پھینکو - یہہ لفظ اونچائی ظاہر کرنیکے لئے کافی نہیں ہے - (۴) جو لفظ فعیل یا فعول کے وزن پر آیا کرتا ہے تو اُسکے معنی فاعل و مفعول دونوں کے ہوا کرتے ہیں جیسے قتیل و قبول اسکے معنی قاتل - مقتول - قابل و مقبول دونوں کے ہونگے اگر جہاں جیسا موقع ہو تو مسیح و رسول کے معنی ماسح و ممسوح - مرسِل و مرسَل دونوں کے ہونگے یعنی مسح کرنیوالا اور مسح کیا ہوا بھیجنے والا اور بھیجا ہوا

مرا اوّل و آخر آنکس کہ دید — بجائے کہ نتواں رسیدن رسید

ز عشاق بسیار شرمندہ ام — بہر عشق کن عشق را بندہ ام

ز پابندی عشق مطلق منم — انا الحق انا الحق انا الحق منم

ز اقران و ابعاد بالا منم — ز آباؤ اجداد بالا منم

ولیکن بپودم در دانش چو نور — بصدہا غلاف آخرا شد ظہور

علو خوانی و ہمہمہ خواہیم — بصد دبدبہ و دمدمہ خواہیم

منم عاجز و قاصر و منکسر — منم فاطر و فطرت و منفطر

ز جہد عاوی معلّٰی منم — ز معنی عالی معلّٰی منم

دم خواب یحیاؤ یاہو بگو — بجز من سگے ہیچ کس را مجو

خلاف نیکوئی کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

کند ہرکہ یادم دم و پیل — بود بے گماں در بہشت برین(۱)

کہ من باطناً آفرینندہ ام — بمعنی خدایم اگر بندہ(۲) ام

محمد بشکل عرب آمدہ — بلفظ دگر عین رب آمدہ

چو من ہی شوو میرسد تا بمن — الا آشنا شو خدا را بمن

چو برق جہاں بند(۳) آزادہ ام — پئے مخلصاں پیش استادہ ام

پئے غیر مخلص مفتّر منم — مگر بہر مخلص مسرت منم

(۱) ایسا مقام جہاں صرف لطف و راحت ہے (۲) جیسے دست کا قافیہ اوست ہو جایا کرتا ہے اسی طرح کشتی کا قافیہ خوشی بھی ہوا کرتا ہے ۔ اسی اصول کے مطابق بندہ کا قافیہ آفرینندہ ہو -- (۳) چشمہ۔

چو زنبور یکجا کنم عسل را ـــ و هم جانِ خود را همه نسل را

پئے مخلصان است این فیضِ عام ـــ پئے غیر گردیده یکدم حرام

غذا لیطن در بطن اندر رود ـــ همان خون و نطفه برابر شود

نه نطفه بگوید من و تو منم؟ ـــ زن و مرد هر دو و هر مسلم

بباطن حقیقت همه را یکیست ـــ نماید یقیناً همه جا یکیست

بظاهر بدستِ شما هست موت ـــ بدست خدا زندگانی و فوت

چنین است در دستِ او جمله خیر ـــ مگر از سیه کار آید ضیر

بدستِ شما هست هر خیر و شر ـــ برآید خود جمله سود و ضرر

بنا بر بکشش جمله شریر را ـــ بده رونق و حسن تعمیر را

هر آنکس که بد را بسازد تباه ـــ ثوابِ عظیم است و جائے پناه

اگر کشته شد اندرین کارِ خیر ـــ رسد اندرونم نه آن است غیر

اگر زنده باشد شود پادشاه[1] ـــ باعمالِ حسنات ـ باشد بجاه

نباشد چنان شاه هر دو شناه ـــ ولیکن بباشد چو محمود و شاه

شود غازی و چابک پهلوان ـــ ز جبروت باشد کل مخلصان

و الگمرهان را بباید بکشت ـــ بزن گردنِ شان بهشتِ درست

بتوبیخ بدی ـ تیغ عریان بکش ـــ بپروا زود تر تیغِ بران بکش

(۱) اگرچه توهم پادشاه بود

بمیدانِ کیں چوں ولیراں درآ | چو خورشید با تیغِ (۱) عزلیں درآ

چو بازو فنا اکت زناں را سزد | شجاعت ہمہ پہلواں را سزد

برا سے عزیزاں مخور ہیچ غم | بحکم یدہ جاں کہ یابی ارم

نہ ہرگز کسے خورد کم از نصیب | نہ ہرگز کسے مُرد پیش از وقیب (۲)

کہ ایں جملہ تشکل است از بہرِ اکل | زخود تا خدا ہست ایں دہرِ اکل

زمانہ بیک طور بودے اگر | نمی یافت فرزند جائے پدر

سخن میکند مردِ روشن ضمیر | خوش آئندہ و راست و دلپذیر

فنا نیست ہر گل بود بر سبو | پراگندگی را بہ ترتیب جو

نسوزد بہ آتش نہ آبش برد | نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

نہ موت آید او را نباشد فنا | بباشد بہر حال - انی انا

بہ نا لایقاں گر کنی ایں عمل | رسانم درونِ من عزوجل

ہمہ کارِ من از برائے خدا ست | رضائے دلِ من رضائے خدا ست

چو کامل شوی ترکِ آں فعل کن | بصد با یقیں سر فگن بر سخن

اگر جان بہ ادی چہ حاجی شوی | خدا می شوئی و خدا می شوی

چناں روح مجموعہ علم و عقل | بشند فلسفہ نام از روے نقل

(۱) تیغ سے مقصود سب سلاح و تدبیر ہے - (۲) موت

خلاصه چنیں روحُ الله شد / هر آنکس که واصل شد آگاه شد

بنا بر تمرسید از کشت و خوں / بلا کشت و خوں کے گریز و زبوں

بروا زود تر جنگ برپا کنید / تمرسید هرگز ز شورِ شغب (۱) سید

که دستِ شما عین دستِ خدا است / پس و پیش هر سمت فرمانروا است

هر آنکس که اسپِ شجاعت براند / همه ملک و جاه و حشم را ستاند

ستاننده کامراں می شود / درونِ خدا مثلِ جاں می شود

همه فعل را بر مقامش بکن / بموقع کن و نے مدامش بکن

درینوقت، وقتِ شجاعت بود / نترسید از شعلهٔ نار و دود

قریب است، خود تیغِ عریاں کشم / درآیم بمیداں بجاه و حشم

عنِ شیر بس (۲) چوں برآمد شده / همه پاؤ زہرا (۳) درآمد شده

نمائندهٔ ره، رہے پاکباز / چناں حرف گیر است، موم گداز (۴)

هر آنکس که بے خوفِ جاں می دہد / خداوند او را جہاں می دہد

ازانجا هر آنچه که خواهد شود / بدارین حرفِ مشدّد شود

هر آنچه که خواهد همانَدم شود / درونِ خداوندِ عالم شود

چو خواهد که بیروں کند خویش را / هر آنچه که خواهد کند بر ملا

بصد نغمهٔ چنگ و چنگ و بجوش / به ارگن به بربط به طبل و سرور

(۲) پیشوائے شیر وش - یا شیر کی مانند پیشوا (۳) زہر جسے پاک کر دیا الا محاورہ ہے - گداز موم حرف کو جذب کر لیتا ہے -

بده جان خود در الفرمان من — بکش دشمنان را به ایمان من [1]

هر آنکس که فرمان بجا آورد — خودش را درانِ خدا ایش برد

نه چرا شود قتل و غارتگری — مگر از پی معدلت گستری

جهاندار داند جهان داشتن — یکی را بریدن یکی کاشتن

بباید که کفار سر افگنند — وگرنه خرابی شان شد بلند

به تیزاب اندوه مسلوخ کن — چنین شکل را زود منسوخ کن

چو بیکار شد جمله عجز و نیاز — بزن گردن شان بدست دراز

بکن جنگ با کافر نفس خویش — که این میکنا ند ترا ریش ریش

خدا او خداوند یهوا منم — به تخت ازل شاه کبیا منم

منم با دست جنگ و خود با عجم — همه ارث و میراث و خود وارثم

منم شاه یکی شه دو جهان — خداوند هستی کون و مکان

هر آنچه گویم مرا می سزد — درونم نئی کی ترا می سزد

مرا کن درونت درونم بیا — چو خواهی برائی برونم بیا

دران وقت گوئی که یکتا منم — ز سر تا بپا عین یهوا منم

بگو بهر حق می شوم جنگجو — که فرمان را شاد باشد ازو

به اخوان و اخوات رحمت بواد
به اعدای حسنات زحمت بواد

نیچے والی مخلوق کی جان اوپر والی مخلوق کے جامہ میں بسبیل موت زبردستی لانے کی اسواسطے ضرورت ہے کہ وہ راضی نہیں ہوتی۔ اوپر کا منظر اُسے دکھائی نہیں دیتا۔ بعدہٗ دکھائی دیتا ہے۔ اسلئے ایقاع موت کے جواز بات سے ایک جنگ کا جائز بھی ہے لہذا جنگ جائز سے نہیں گھبرانا چاہیئے۔ پھر ایسی حالت میں کہ جب ہادی کو بھی بدرجہ مجبوری جنگ کرنا ہو۔ اُسکی مشیت میں جنگی خیالات بھرے ہوں۔ اور استحقاقاً و عدلاً و نظاماً اُسکا صدور چاہتا ہو۔ اگر اُس ہادی کو جنگ کا موقع ملجاتا ہے تو اُس موقع کا نام جلالی معجزہ ہوجاتا ہے۔ یعنی اپنے جلال سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک۔ اگر موقع نہیں ملا اور چل بسا تو جو کچھ کہ اُسکے اندرونی خصائص و رموز ہوتے ہیں وہ اُسکے پیروکار میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کہ اگر بدر تتوا اندپسر تمام کند کا مضمون ہونے لگتا ہے تو اُسکو جمالی معجزہ کہتے ہیں۔ یعنی اپنی اندرونی جمعیت وکلیت کے زور سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک جیسے اگر اُسنے یہہ کہا ہے کہ ادبار و مسکینیت فقر و فاقہ۔ حقارت و دنایت جیسی باتوں میں اُسکا حشر ہو تو یہہ سب باتیں پیروکار میں پیدا ہوجائیں گی۔ اگر خود کو جناب اعلیحضرت الوہیت مآب کہا تو ویسے ہی ہوگا تو حضرت مسیح سابق کو جنگ کا اور تزویج کا موقع نہیں ملا۔ مگر جنگی مبادیات کے جو کچھ شرائط تھے وہ البتہ ادا ہوچکے تھے۔ مثلاً اپنے مخالف کو پہلے سخت و سست کہنا۔ سانپ بچھو۔ سور کا بچہ۔ ملعون کہکے مخاطب کرنا۔ دوسرے غیظ و غضب

یں اگر چیزوں کو ادہر اُدہر پھیاک پھاک کرنا۔ جیساکہ اُنھوں نے بیت المقدس میں
ھرّاعون کا تختہ پھیک پھاک کردیا تھا۔ آخر میں شمشیر برہنہ ہونا بھی تھا جسکو اُنھوں
نے جملہ ہذا میں ادا کیا کہ " وہ صلح کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ جنگ کے لئے
آئے ہیں" اب جنگ باقی رہگئی تھی جس کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر اس کہنے کا اور
ارادے کا اثر رہگیا تھا۔ کیونکہ دنیاوی روپوشی کے وقت کی تمنا تھی کہ یہہ ظاہری
مغلوبیت اُن کی جو اصل میں نہیں تھی وہ اثر پیدا کرے گی کہ چند روز ظاہری
غالب قوم زود تر تباہ و برباد ہوجاے گی۔ اور حضرت عیسےٰ کا نام اور اُس نام کی
برکت بلند ہوجائے گی۔ صحیح شاگرد نمونہ ہے اُستاد کا جنکو آنکھیں ہیں وہ دیکھیں
جنکو عقل ہے وہ جانچیں۔ جاہل کے شاگرد جاہل ہونگے۔ علام الدہر کے علام الدہر
ہونگے۔ پھر آخر میں باقی بقایا کے لئے ایک قوم دوسری قوم پر چڑہائی کرے گی
اور ایک سلطنت دوسری سلطنت کی مخالفت کرے گی۔ کہ مشیتہً جنگ جو یا نہ
قیامت خیز آمد کی نشانی قرار پائے کہ یہہ مشیت بھی اُن کی عین اُنھیں کی جنگ آور
ہے۔ جیساکہ لڑتی ہے سپاہ۔ مگر نام ہوتا ہے پادشاہ کا۔ پس جو پادشاہ اُن کی
طرف سے لڑے گا وہ موافق مسیح ہوگا۔ اُسکی جیت ہوگی۔ جو دجّال
ہوگا یعنی مخالف مسیح ہوگا۔ اُسکی یقینی ہار ہوگی۔ اب وہ کتنا ہی اقسام کے
دجّال سے ہو۔ ابن القطن ہو یا کچھ ہو یعنی روئی۔ پونی۔ چرخا۔ سوت۔ کھدڑ
سے نسبت رکھنے والا۔ اور ان لوگوں کو جو لامحد خوا د مومن بنا کر اُن کے لئے

امیر المومنین بننے والا ہو یا کچھ ہو۔ (ماتھے کا ٹیکا یا کلنگ زبان حال سے کہے گا کہ ہذا مفتن جگ۔ پس ؎

لغو است و مہمل است چنان ہر کلام او

چون نقطۂ کو دکان جہان۔ لغو و مہمل است)

تو یہ جلالی و جمالی دونوں معجزہ ہوا۔ اب رہا کمالی معجزہ تو وہ قوم کے وحدت جس کا ظہور بعد انقضائے ہزار سالہ ہے۔ اسکی پہلی نشانی کتابوں کا جمع کرنا ہے۔ اور تمام قوم میں تعلیم کو رواج دیکر علوم و فنون کو ترقی دیتا ہے۔ پھر سرسبزی کے میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعدہ ناجائز و نامفید طریقے پر بہرنگ زمانہ ہونے کے سبب سے ناکارہ و تغافل آب عیش و تعیش میں پڑ کے سست و کاہل ہونے لگتے ہیں۔ اور ضعف میں پڑ کر جنگ عام کو کمر بستہ ہونے کے لئے نیوتا اور میدان دیتے ہیں یعنی چیلنج تو جس طرح پوری نیند تمام ہو جانے کے بعد خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور پوری تھکان کے بعد خود بخود آنکھ لگ جاتی ہے۔ اسی طرح رزم بزم کا زمانہ اپنے ٹھیک وقت پر از روئے قانون جائز طریقے پر پہونچ جاتا ہے۔ وقت کے ٹرانیکچویل یعنی متصل ہے۔ تو چونکہ بیداری و خواب جو ہیں سو موت و حیات کے خفیف سے نمونے ہیں کہ بیداری کے بعد خواب اور خواب کے بعد بیداری ہوتی ہے۔ اسلئے موت کے بعد حیات اور حیات کے بعد موت ظاہر ہوتی ہے

اور مقتولین بحربین سلسلۂ بصد ہا حیات اندر حیات ہو کر ترقی کے بالائی زینے پر پاؤں رکھتے ہوئے بسبیل نیکوکاری سچائی و دانائی۔ یا عینی درجے کو پہونچکے نجات پا جاتے ہیں ورنہ حقیقی اصل ہوتے رہتے ہیں۔ یہی سلسلہ برابر جاری ہے۔ اسے ضرور کہا جا سکتا ہے کہ

نظم

پئے معید زمانہ معاد می باید ۔۔۔ ز دین بخشندہ پیدا ارتداد می باید

ز امتداد زمانہ ہمہ شود محکوک ۔۔۔ بایں اصول ہمہ محو۔ یاد می باید

ضرورت است فقط یادگاری راستی ۔۔۔ نہ واقعات تناسخ۔ مراد می باید

نکو نکو۔ نشو و یاد۔ حال پیدائش ۔۔۔ ہمیں ہمیں اثر امتداد می باید

بیک زبان و بیک قوم و مذہب و ملت ۔۔۔ بہ اختلاط۔ ترقی و۔ داد می باید

ترا فقط ہمیں حکم است۔ کار نیکی کن ۔۔۔ ترا بجنس خود۔ اتحاد می باید

بقول حضرت یحییٰ و ہادیٔ مطلق

بعقل و کار نیکو۔ صد جہاد می باید

ورنہ آیندہ بھی بالائی ترقی کے عدم تکمیل پانے کے جرم میں ممکن ہے کہ ولیاد سے جنگ ہو۔ یعنی قوائے دعائیہ وایمانیہ وکثیفہ وغرمیہ سے۔ اسوقت کا

---

(۱) عود کو ماننے والا انسانی پیدائش کی صورت میں (۲) معاد عود کرنیکی جگہہ یعنی دنیا (۳) کوشش ترقی۔

جو سلیس اولوالعزم پیغمبر ہادی بنکر ہوسکے گا تو وہ بھی اُسی مناسبت سے ہوسکتا ہے جسکی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اُسکی بات لوگوں کے دل میں جا کے بیٹھ جاتی ہے۔ منہ سے نکلی اور دل میں اُتری۔ عمل کرنے پر ویسی ہی ہوئی درخت وغیرہ کے ثمر پیدا اور کہ جائیں گے تو درخت وغیرہ ہو جائے گا۔ مریض طبیب کی ہدایت کے بموجب عمل کرے گا تو صحت یاب ہوگا۔ ہادی کے حکم پر عمل پیرا ہوگا تو یقینًا کامیاب ہوگا۔ ہادی کہے آ گیا۔ اسی طرح پھر کسی ابنائے روزگار کی نہیں چلتی۔ جس طرح ایک عظیم الشان سایہ دار درخت کے نیچے کسی دوسرے جھاڑ پیڑ کو فروغ نہیں ہوسکتا۔ سب کو جلا دیتا ہے جب تک اُس ہی عشق پیچاں کی طرح نہ لپٹ جائے۔ مگر لپٹتے ہی عین وہی بنجائے گا۔ تو جو لوگ اُسکی بزرگی و ہادیت کے مقر اور مسلم باثبوت ہوئے وہ اُسکے پیرو کار کہے گئے۔ وہ اپنے بچوں کا باپ بنا۔ غیروں کا نہیں۔ غیروں کو کیا حق ہے کہ حق اور حق رسا کو پہچان سکیں کچھ حق نہیں۔ مگر جنکو حق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا اصل ہے۔ اور خدائی شاخ۔ دونوں کو پکڑنا چاہئے۔ کیونکہ دونوں ایک ہیں۔ اسی طرح جیسا اصل ہے۔ حواس اور اُس کے افعال شاخ+ اسلئے شاخ بھی اصل ہی ہے۔ زنانہ و مردانہ علامت کو صرف اصل الاصول تسلیم کر کے سب جسم کو فروع مانکر چھوڑ دیا جائے تو کسی قسم کا نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اسلئے سب جسم اصل الاصول ہے اسی طرح خدا اور خداوند باطنًا دو نہیں۔ مگر خریدار کھانے کی طرح جسکو کھا کر اور

اُسکے مزے کو دل میں مانگر اُسکے مزے سے جو منکر ہوتے ہیں اور لوگوں کو خراب کرتے ہیں وہی کافر ہوئے۔ وہی اُسکے (اوتاد) مومنین و مسلمین سے زیر کرائے جاتے ہیں۔ اسوقت بھی زیر کرائے جا چکے ہیں۔ اور زیر کرائیجا ئینگے اور اسمِ ازلی و نسبتِ ازلیہ کا ڈونکا بجایا جائے گا۔ اور بجتا رہے گا۔ کیونکہ وہی (یعنی یہی) نسبتِ آخری ہے۔ مسودہ سے مُبیّضہ ہوا۔ بیضہ سے مطبوع ہوا۔ مطبوعہ کا اشتُوع ہوگیا۔ اب مسودہ کی ضرورت نہیں + (ایسی حالت میں اگر خدا رحمۃً اپنے ہادی کی زبان سے براہِ مشیّت یہہ کہلا بھیجے تو کیا بیجا ہے؟ (چونکہ یہہ ہمارا کرشمہ ہے کہ قدرت کے مفہوم میں توانائی قدرت رکھی ہے کہ طرح طرح کی ہستی میں آ سکے۔ تو گویا ایسا ہونا عین ہمارے سبب سے ہوا۔ یا عین ہمارا فعل ہوا۔ کہ عین ہم ہی ہوئے۔ کہ جو کچھہ ہوا ہم سے ہوا۔ ہم پر ہوا۔ کیوں ہم نے تمکو توانائی اختیارات دے کر مجبور کر رکھا تھا؟ اسلئے اب تم کو کچھہ غم نہیں کرنا چاہئے۔ سب لوگ انند ہو کے رہو! آگے چلو! کہ نورانی بنجاؤ۔ کھانے کو دیکھہ لینا کافی ہو اور وہ خاک ہو جائے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی ہو تو تم کو اُسکے اس مبالغۂ رحیمانہ کلام سے خوش ہو جانا چاہئے کہ تم کو بھولا نہیں ہے۔ تمہارا [illegible] تحفہ ہے۔ تمہاری تسکین و تشفی کے لئے ایسے دلکش کلام فرماتا ہے۔ پھر اُس ہادی کو جنّت کا سہرا پنہا کر ہادویت پر بحال کر دینا ہی۔ اس بات کی دلیلِ ناطق ہو جاتی ہے کہ کوئی زبردست طاقت ہے۔

جسکو نبوت کہتے ہیں جسنے اسکو کمال کیا۔ پس دنیا میں اُس کا قایم مقام جو ہے سو ہادی ہوا۔ جیسے آگ نایبِ آفتاب ہے۔ جو تمام چھپی ہوئی ہے اور رگڑ سے ظاہر ہوتی ہے۔ چقمق کے اندر آگ کی صورت میں۔ اور چقمق کے کسقدر اوپر حرارت کی شکل ہوگی فوراً سگرٹ سلگ جائے۔ مگر تمام آگ کا سرچشمہ ورا آفتاب ہے کہ اُسکے نقصان ہونے سے سب نقصان ہو جائے۔ اسی طرح ہادی کا وجود سرچشمۂ ایمان و آن ہے:۔

آدابِ ہادی

ہادی کی جبیرہ و تصویر کے ساتھ بے ادبی عین ہادی کے ساتھ ہے۔ ہادیٔ برحق کے ساتھ گستاخی عین اللہ کے ساتھ ہے۔ اور ہادی کے خاندان کے ساتھ گستاخی گویا خدا کے کنبے کے ساتھ گستاخی ہے۔ حکومت کے جھنڈے کی عزت و عظمت عین حاکم و حکومت کی ہے گویا ؎

انگشت ترجمانِ زبان است لال را کا مضمون ہے۔

پس اسی طرح ربانی خاندان کو سمجھنا چاہیئے۔ خدا جو ہے وہ نمک حرام و بے وفا و نسلًا بعد نسلٍ مستند گستاخ قوم کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کب ہوگا؟ خاصکر ایسا ہادی جسکے بعد اُس سے بڑھکر کوئی زبردست نسبت والا ہادی نہیں سب کا امام ہو۔ بلکہ امام العالمین ہو۔ اس لئے سب اُسکے نایب ہوں۔ اگرچہ کسی زمانہ

میں آئے ہوں یا وہ خود ہی آیا ہو۔ مگر زمانے کے مطابق اپنا درجہ رکھا ہو۔ جیسے
اپنے بچپن کی بات جوانی میں نہیں سنا چاہتا اسی طرح گذشتہ آمدیں کتنا ہی کچھ
اپنی پرکھارت دکھلائی ہوں مگر وہ عین اللّٰہی آمد سے فوقیت نہیں لیجا سکتیں۔ نہ
آیندہ لے جائیں گی تاوقتیکہ خود ہی نہ ہو۔ اور یہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ ست جگ
یعنی پھر ست جگ نہ آئے۔ یا ست جگ سے اعلےٰ زمانہ نہ ہو۔ اور وہ کبھی نہیں ہو سکتا
کیونکہ بے حد اعلےٰ زمانہ ہی کو ست جگ کہتے ہیں۔ پس نسبتِ عینیہ و مستعینہ خواہ
یکجویہ سے بڑھکر کوئی نسبت نہیں ہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مضمون ہے اسلئے

اب جو کہا جاتا ہے اسکو تسلیم کر لینا چاہئے۔ اور جوق جوق فوج فوج اس
دین اخلاص۔ یا دین اللہ میں داخل ہونا چاہئے کہ تو آب ہبا معید ازلی نے معود
کو معاد کی طرف براہِ فضل و فیضان عود کر آیا یا لوٹایا۔ گویا جس طرح مکڑی خود
میں سے جالا نکالتی ہے۔ اور پھر اسکو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح اسکا کمون و بروز
ہے یعنی اخفا ہونا۔ پھر افشا ہونا۔ لہذا فادخلوا فی عبادہٖ وادخلوا فی جنتہٖ۔ اللہ
کو تم چاہو۔ اور اللہ تم کو چاہے۔ آمین۔

پس اب صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھو۔ امن سے رہو۔ نظام عالم و تنظیم و تزئین
کی طرف دل لگاؤ۔ جو چیز استعمال کے لئے بنی ہے اسکو استعمال میں لاؤ۔ مرنے سے
پہلے خاک میں ملنے کی ضرورت نہیں مرنے کے بعد ملنا۔ اسلئے بستر اور گدیلا چھوڑنے کی

حاجت نہیں + مزدوروں کی مزدوری اچھے خاصے پیمانے پر دو کہ اُن کا خوب پیٹ بھر سکے۔ ع

کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

ورنہ سخت ظلم ہوگا۔ جنگِ بے ہنگام سے پناہ مانگو + اب امن کا زمانہ آگیا + اور کیونکہ اب ایسی کوشش بلیغ ہونی چاہیئے کہ آیندہ سی کبھی جنگ نہ ہو + اگرچہ سلاحِ مختلف اور ادویاتِ مہلکہ تیار ہوں۔ لہذا یاد رہے کہ تم جیسا کرتے ہو ویسا پاتے ہو (جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسی متی ویسی گتی) یہہ قانونِ فطرت کا دوسرا زبردست دفعہ ہے۔ جیسے بہت سے جاہلوں نے ایسا سمجھا کہ شتما ہی کا لفظ ٹھیک قدرتی لفظ ہے۔ ہرگز اُسکی جگہہ دوسرا لفظ نہیں جو تم کے معنی کو بخوبی ظاہر کرسکتا ہو۔ دوسرے جاہلوں کے فرقے نے یہ سمجھا کہ اس لفظ و مفہوم کے لئے انتم ہی کا لفظ بالکل ٹھیک لفظ ہے۔ دوسرا نہیں۔ تیسرے نے یہہ سمجھا کہ فقط یُو ہی کا لفظ ٹھیک ہے اور کچھ نہیں۔ حالانکہ مختلف زبان ہونیکی حالت میں سب صحیح ہیں۔ تو جسطرح عالمِ قال میں باوجود اختلافِ لفظی کے مفہوم و معانی ایک ہی ہیں۔ اسی طرح عالمِ خیال و رجعت میں بھی ہے + مثلاً قیصر کے لفظ سے کیسر۔ کیسر سے کیخسرو و کیخسرو سے کسریٰ۔ کسریٰ سے کسار کسار سے سار۔ سار سے زار۔ مگر باین تغیرات بھی اسکے معنی پادشاہی کے رہے۔ قیصریت کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ جیسے کسی نے یہہ خیال کیا کہ ایسی صورت میں

کہ یہ قانونِ قدرت یہ پایا جا رہا ہے کہ سب سے بڑے گھاٹے کا کام۔ گناہ
کا کام۔ لعنتِ ابدی کا کام اگر ہو سکتا ہے تو نامفید کمزوری سے بڑھکے کوئی
کام نہیں۔ جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے (جو تکرار سے اور زوردار ہوتا جا رہا
ہے۔ اسلیئے ناممکن الاصلاح کمزور ہونا گناہ ہے۔ اگر خدا کمزور ہو جائے تو
وہ بھی خدا تسلیم کیا جائے۔ مفلوج ہو۔ تو کمزور خدا قابلِ یادداشت نہیں چہ جائیکہ
پرستش کے قابل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قدرتِ قادرہ یا خدا قادر ہے

پس ایسے خدا کی پرستش نہیں کرنی چاہیے جو رنجیدہ اور خوش ہوا کرے۔ خواہ
ایک عالم کو یا اسپیں کے ایک گھانس کو۔ یا اُس میں کے کیڑے پتنگے کو
خواہ ایک انسان کو۔ یا اُسکے خیال کو۔ بلا کسی ذریعہ کے۔ یا بغیر الذوق
والقلم و کراماً کاتبین یعنی بلا والدین۔ خواہ بلا والد استثناء عورجال
کی طرح پیدا نہ کر سکے؟ خود کو مجسم و غیر مجسم نہ بنا سکے!! یا اپنی خدائی
کی طاقت کو ایک انسان کے ذریعہ سے ظاہر نہ کر سکے!!! جو ایک ادنیٰ
ادنیٰ شعبدہ باز اور مسمرائزر کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اور بائیسکوپ سے
تماشہ دکھلاتے ہیں۔ یا دکھلایا جا سکتا ہے۔ چانڈو باز کی صحبت میں
کیڑے مکوڑے۔ مکھی پسو۔ چھپکلی سب چانڈو باز ہو جاتے ہیں کہ چانڈو کا

دھواں نہ ملے تو مر جائیں۔ اسی طرح اگر حقیقی آہ کو ازلی اَلآہ کا دھواں نہ ملے تو نہیں ٹھہر سکتا۔ پس یاد رہے کہ وہ خدا رنگارنگ اظہارِ قدرت کے لئے کسی حقدار کو مستثنیٰ کر کے یا اپنی ذات قرار دے کے خود پیدا کر سکتا ہے۔ چاہے ہمیشہ کرے یا ایک ہی دفعہ۔ یا اُسکی پیدائش بذریعہ پیدا کرے۔ یا اُسکے والدین ہونے پر بھی اُسکو اس سے بری سمجھے جانے کے لئے ہدایت کرائے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ چنانچہ عالم گواہ ہے۔ سب طرح کا ثبوت تمکو زمانے سے مل رہا ہے۔ کچھوے۔ بگلے۔ نیل کنٹھ کے انڈوں کو اور انڈوں سے مستثنیٰ کر دیا۔ لال بھٹے کو سفید بھٹے سے مستثنیٰ کر دیا۔ پس خلق و تخلیق ناممکن نہیں۔ انما اللہ یخلق ما یشاء و کیف ما یرید۔ اور واقعی سچ بھی ہے کہ ؎

معنیٔ فرمانروائی نیست جز اجرائے حکم
در سرائے خویش ہر مور سے سلیمانی کند

پھر وہ تو خدا ہے۔ اُسکی شانِ حکومت و قدرت ایسی ہی ہونی چاہئے۔ مداری ایک دھجی کو کہتا ہے کہ سانپ ہو جا اور وہ دیکھنے میں عصائے موسیٰ کی طرح سانپ ہو جاتا ہے۔ اسلئے خدا پر کمزوری کا الزام نہیں لگ سکتا۔ کوئی چیز اُسکو ننگ و عار میں نہیں ڈال سکتی۔ نہ خلافِ شان ظاہر کر سکتی ہے۔ نہ اُسکی شان کو میلی کر سکتی ہے۔ نہ اُس پر غالب آسکتی ہے۔ یہہ سب مفہومات مخلوق اندر مخلوق ہیں۔ جب عالم کا عالم مشیت کی صورت میں باندرونِ خدا تھا تو سب خدا

خدا تھا۔ جب جدا ہو کر منجمد ہو گیا تو عالم بنا۔ بیٹا جدا ہونے سے بیٹا ہوتا ہے
باپ میں ملے رہنے سے باپ ہی رہتا ہے۔ اور اپنی ماں کا شوہر یا جزو بدن
جبھی آدمی اپنے بیٹے کو بابا کہہ کے پکارتا ہے۔ اور جسکو بے حد چاہتا ہے اُسکو
یہاں تک کہ جانور کو بھی بیٹا کہہ دیتا ہے۔ اس سے اُسکو گالی نہیں پڑتی۔ تو یہہ عالم
یا باتیں کچھ کثیف یا گالی نہیں کہ خدا کی شان میلی ہو۔ اسلئے فلاں شخص بتقاضائے
عشق و محبت و تقرب و تقدس اسراراً ابن القدرت تھا۔ ابن الغیب تھا۔ جسکو
ایک لفظ میں ابن مریم۔ یا ابن اللہ بغیر اباء تہ کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں (۱) اُس کو
غلاف میں لپیٹ کر روح اللہ کہہ سکتے ہیں کہ گویا عین اللہ تھا۔ مقدس محض تھا۔ جبھی
ایسے بڑے بڑے معجز نما کام کئے۔ دینی و دنیوی مقدمے فیصل کئے۔ اُس کی
نسبت کا زور ظاہر ہے۔ اسلئے اپنے موعود خزل سے بنی اسرائیل کو تباہ کرا دیا۔
اور بندہ و قیدی پر سب جائز چیزیں بھی سزاءً حرام کرا دیا۔ تو ایسا مقدس نجس نہیں ہو سکتا
جب مقدس ہوا تو نجس کیسے رہا ؟ ۔ بس نجس جو ہے سو کھاد اور خیر و غلہ نہیں بن سکتا
اگر بنا تو نجس نہیں تھا۔ جو بنا سو ہوا۔ ورنہ نہ ہوتا۔ شہد۔ مشک۔ گوبر۔ مساوی نہیں
لہذا اگر نجس ایسا کچھ لطیف ہوا کرے تو آدمی غیر نجس ہو کر کیا کرے گا ؟ اس لئے
سب کو نجس ہونا چاہئے۔ اسواسطے کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے غیر مجسم خدا کو تو دیکھا
نہیں مگر مجسم کے وسیلے سے اتنا بڑا فائدہ پہونچا کہ خود کو سمجھ سکے تو اُسکے احسان کا

(۱) باپ بیٹے کا مفہوم ملائے بغیر وہ خدا کا بیٹا یا خدا کی بنیاد ہے۔ اور خود خدا سب چیز کی جڑ ہے۔ یا اب

بدلہ ہم کیا ادا کریں؟ شکریہ اور تعریف کے لئے الفاظ نہیں۔ پس مبالغتہً وہ خدا ہی
تھا کہ از روئے انصاف انسان کے لئے انسانی جامہ میں آکر شریک مصیبت
ہوا تھا۔ یہاں نیاز مند تھا۔ یہاں سے جانے کے بعد بے نیاز ہو گیا۔ جیسا کہ
پہلے تھا۔ اور پہلے خود کو بنایا تھا۔ اگر وہ شریک نہ ہوتا تو نبتا ہی نہیں۔ یہی اُسکی
لاثانیت ولاشریکیت ہے۔ کہ اس صفت کا کوئی نہیں کچھ ہو مگر پھر بھی وہی کا وہی ہے
اُسکی نسبت و نام و برکت کا اثر ہے کہ ہم کو غیب سے فیضان پہونچ رہا ہے۔
کائنات و ما فیہا مسخر ہو رہے ہیں۔ اور غیروں پر حرام تو یہہ کہنا نہ کچھ عیب ہے
نہ گناہ۔ نہ بری بات ہے۔ نہ چنین و چناں ہے۔ بلکہ یہہ عین شکریہ ہے
یہہ ہرگز شرکِ نا مقدس نہیں۔ یہہ قدر دانی ہے۔ ہرگز ناقدری نہیں۔ من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ پس اُس کو قبول کرنا عین اللہ ہی کو قبول کرنا ہے
ورنہ آفتاب کی تو پرستش ہو جو بے نیاز ہے۔ اور آفتاب کی حرارت بصورت
روح جو خاصکر انسانی شکل میں ہے جسکو شکر و قدر و نیاز کی ضرورت ہے اُس سے
بے رخی کیجائے تو آفتاب کب راضی ہو سکتا ہے لہذا باہم شکر گذاری چاہئے خصوصاً
اوتار کی۔ اور خدا کی عظمت کو تو بغیر کوشش کئے دل جو ہے سو قبول کئے بیٹھا
ہے کہ کوئی قدرتِ قادرہ ضرور ہے (پس یہی خدا کی مفید مرضی ہے کہ اُس کے
اوتار کو تسلیم کیا جائے ورنہ خدا جو ہے سو نا جسمانیت میں من کل الوجوہ ہمیشہ
کے لئے بے نیاز و بے پروا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی کے قانون و مشیت

کے مطابق کارخانۂ عالم چل رہا ہے۔ اب تم جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔
کمانا کرو ٗ ہمانا یافت۔ یعنی جیسا کیا تھا ویسا پایا۔ ورنہ ؎

دنیا۔ بہ اہلِ خویش۔ ترحم نمی کند
آتش۔ اماں۔ نمی دہد۔ آتش پرست را

پس اماں ملیگی تو نیکوکاری سے۔ دغا اور بے وفائی سے نہیں۔ یہی عبادت ہے۔ جیسے اگر کوئی دغاباز۔ جھوٹھی۔ لعنتی۔ گورنمنٹ یہہ چاہے کہ لوگوں کو پیٹ کی مار اور عزت کی مار مارے۔ رعایا برایا۔ کوئی چیز جائز نہ بنائے۔ نہ پیدا کرے۔ نہ قبضہ کرے۔ نہ ہوشیار ہو۔ نہ تونگر بن سکے۔ نہ سیر چشم ہو سکے۔ نہ مشغول کاروبار ہو سکے۔ نہ نیک بن سکے۔ نہ خوش عمل ہو سکے۔ سلطان الجہلا والحمقا والمفلسین بنکے رہے۔ سب میں سے دکھ کے مارے آکسیجن یا ماؤہ حیات نکل جائے اور ہائڈروجن بھر جائے کہ نسل خراب ہو۔ سست و کاہل ہو جائے۔ بھیک منگی بن جائے۔ تو یہہ کب تک چلے گا؟ یہہ انتظام کاغذکی ناؤ ہے جو آج نہ ڈوبی کل ڈوبی۔ اسوقت لوگوں کے اندرونی آہ کے نالے کے اثرات مقام لاہوت سے ٹکرا کر اور ٹکرا کر واپس آتے ہیں اور ایک بلا ہوکر ظالم پر ٹوٹ پڑتے ہیں جسکی روک ناممکن ہو جاتی ہے۔ تاثیرِ عمل وبال و نکال ہو جاتی ہے ؎

بترس از دودِ دلِ خلق۔ غافل مباش کا مضمون ہوجاتا ہے

گویا جس طرح دھواں آسمان یا آنکھ میں جانے کے بعد پانی بنکے گرجاتا ہے

اسی طرح اُسکے اعمال کے تاثیرات کی بازگشت ہے کہ پھر اُسکو ایسا نکما کردیتی
ہے کہ اُسکے حق میں دعا و دوا سب زہرِ ہلاہل ہوجاتے ہیں اور ؎
بجز تم کہ عجب تیر۔ بے کماں زدہ کا مفہوم
نمایاں ہوتا ہے۔ پس ؎

زشتی اعمالِ تو۔ صورتِ نادر گرفت
خوبی اعمال تو۔ صورتِ قادر گرفت

اِسی کو کہیں گے + اور یہہ بھی خدا ہی کا قانون ہے کہ جیسا کیا کریں ویسا ہوا کرے
مکافاتِ اعمال۔ دنبال اوست
اور یہہ بھی خدا کا قانون ہوگا کہ تم اُسکے بارے میں جہانتک ممکن ہو آزاد ہوکے
سوچو۔ کہ ایک ابتدائی و انتہائی قدرتِ قادرہ ہے۔ اختیارِ محض ہے۔ کیا بنے؟
اِس سے دماغ کی ایک ورزش ہی سہی۔ جس قدر مرفہ الحالی کے ساتھ طلب میں
سچائی ہوگی اُسی قدر کامیابی ہوگی (غیر مصنوعی یا قدرتی و ازلی خدا ہر ایک
رسیدہ و نارسیدہ کو بلا کوشش حاصل ہے۔ مگر خود ساختہ و حاصل کردہ خدا جو جب خواہ
ہو وہ کوشش سے ملیگا۔ کیونکہ زبردست کے پنجے سے چھوٹنے کے لئے قدرتی طور
پر تین یا چار ہی اصول ہیں۔ اور وہ یہہ ہیں۔ حذر[1]۔ دعا[2]۔ عجز[3]۔ نا[4]۔ یعنی
کنارہ کش ہوجانا حذر ہے۔ اگر ناممکن ہو۔ اور واقعی حق بجانب ہوکہ کامیاب
ہوسکے تو پھر ایسا دعا دینا کہ مخالف سر نہ اٹھا سکے بلکہ جان بحق تسلیم ہوجائے

جیسا کہ درندوں کے ساتھ شکاری لوگ کرتے ہیں۔ ایسا نہ کریں تو جان جائے
بلا اپنی جان بچانی پہلے مقدم ہے۔ اسی طرح موجودہ ترقی یافتہ قوم نے اپنے
درندہ صفت دشمنوں کے ساتھ کیا ع

ہائے ہوئے میکشاں درمجلس صہبا خوش است

لیکن اگر دغا نہ چل سکے تو بجز عجز و انکساری سے پیش آنے کے کچھ چارہ نہیں ہے
اگر چارہ ہے تو قانون ملا پر عمل کرنا ہے یعنی ربط و ضبط صحیح معنی میں خلوص کے
ساتھ بڑھا کر ایک ہو جانا جسکو خلت و ملت ہونا بولتے ہیں۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ یہہ
بے حد مستحسن ہے۔ اسلئے تمام انسان کو سختی سے خلا ملا کی ضرورت ہے۔ عالمگیر
ایلافُ الناس و اتحاد الخلق ہونا چاہئے۔ اسی کی دعوت ہے۔ اور فناء و خدا
سے کسی طرح چونکہ چھٹکارا نہیں ہوسکتا۔ اور عام طور سے لوگوں کو اُس زبردست
پوشیدہ کار طاقت کی حالت بھی نہیں معلوم۔ اسواسطے عجز و الحاح۔ دعا و ثنا
کی ضرورت ہے۔ اور جھٹ پٹ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا شروع کر دینا چاہئے
کیونکہ البّر دافع البلیات یعنی نیکوئی آفت کو ٹالتی ہے۔ یہی عمدہ دعائے
کامیابی ہے۔ آیندہ بچوں کی طرح بے سوچے سمجھے راضی بہ رضا شاکر بقضا رہیا
کس لئے کہ بے بسی ہے۔ اور یہہ بے بسی چار و ناچار خود بخود عبادت میں داخل
ہو جاتی ہے تو سب سے بڑی پرہیزگاری و دانشمندی اور نیکی۔ لوگوں کا کام اور غرض
بلا خوف و فساد کرائے بہت جلد نکالنا ہے۔ خاصکر لایق آدمی کا۔ تواب خود کو

لائق بناؤ۔ اسلئے سب سے پرسش ہے۔ کہ عمر بھر میں یاد کرو کسقدر لوگوں کے کام نکالے ہیں اور کتنے لائق بنے ہیں اور بنائے گئے ہیں۔ کتنے بھوکوں کو کھلایا ہے یا انکو اس لائق بنایا ہے کہ آیندہ سے بھوکھ نہ مریں۔ کتنے بیماروں کو چنگا کرایا ہے؟ یا اُن کی خدمتیں کی ہیں؟ کتنے جاہل۔ احمق۔ ناکارہ و بیکارہ۔ تُخم دزند صفت انسان کو صحیح و نیاوی معنی میں انسان بنایا ہے کہ انسانیت کا سلسلہ مستحکم ہوا ہے؟ کتنوں کو جائز ادکار سے نجات دلوائی ہے؟ انکو بیا ہا ہے۔ اور کتنے ناممکن الاصلاح سے لوگوں کو بلا الزام لگائے حق حق طور پر صحیح معنی میں سزاء دلوائی ہے؟ کہ ان کی برائی سے دوسرے لوگ بچے ہوں۔ ان سب باتوں کی سرٹیفکیٹ ہے کہ نہیں؟ جسکے پاس یہہ سرٹیفکیٹ نہیں ہے تو وہ بھی خصوصیت کے ساتھ رحمت ومغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ یہی اسکا اصُول ہے لہذا ؎

تا پائے بر فلک۔ نگزاری زہد پاک

موئیت اگرچہ تیر شود شیر خوار نئی

کا مضمون ہی۔ پس سب کچھ خود کرنا ہوگا۔ دوسرے کے کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر تناسل کے ذریعہ سے اکثر آل اولاد کی شکل میں رسیدگی کا اثر ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے دوات میں روشنائی۔ روشنائی میں حرف وعبارت عبارت میں معنی۔ اور معنی میں سمجھ جانے کا عمل اور اثر۔ جو ذرّہ سا ہوتا ہے پھر اثر کا خاص خاص مناسبت سے نتیجہ جو بہت سا ہوتا ہے۔ اسلئے برگزیدہ ہادیانِ

کی آل و اولاد کے ساتھ گستاخی وعداوتانہ گستاخی۔ اور منافقانہ رنگ رکھنا
ممنوع کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ مجرم نہ ہوں۔ بداعمال نہ ہوں۔ پھر بھی عامیان
بہتر ہیں۔ اُن کے خاندان نے لوگوں پر احسان کیا ہے۔ اور اُن کی خمیر
کچھ بھی اثر ہے۔ اگر کچھ اثر نہ ہو تو عامیان میں سے ہے۔ چنانچہ جانکر گستاخی
کرنے کا نتیجہ تجربے سے تواریخاً لگاتار لوگوں پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس گستاخ کو
گستاخ کہنا کچھ گستاخی نہیں۔ اور عام رسیدگی کا قانون ہادی سے
ہے۔ اور اگر نسبت کے ساتھ عقیدت۔ محبت۔ خدمت اور اطاعت
تو کیا کہنا ہے۔ نسبت و محبت کے اثر میں بڑا زور ہوتا ہے۔ سب چیز
ہی پاؤگے۔ جھاڑو کے تنکے سے اگر خلال کرو گے تو بوجہ کثافت
رکھنے کے اسکا اثر یہ ہوگا کہ مفلس ہو کر جھاڑو کے جیسے کثیف ہوجاؤگے۔
غیر مطلب یہ ہے کہ آزاد ہو کر خدا کے بارے میں سوچ کچھ مضائقہ نہیں
بیکار وقت نہ برباد کرو۔ لیکن اعتدالی۔ سوچ سے دماغی طاقت بڑھتی ہے۔
ممکن ہے کہ سوچتے سوچتے یہ بھی معلوم ہو کہ تم اس عالم میں کبھی اور بھی آئے ہو
(احیانا بعد ما اماتنا کے مصداق ہو) ضرور کچھ دھندلا سا خیال ہوگا کہ دنیا میں
پہلے یہ بات نہیں تھی۔ مگر اس دانست تک پہونچنا مشکل ضرور ہے کیونکہ سہ

لال می فہمد بہ آسانی زبانِ لال را

اسلئے خلقی استعداد سے اور وجدانی کیفیت کو مطالعہ وحس کرنا آسان بات نہیں ہے

تو چونکہ جاننا یا تاڑ جانا اختیاری فعل نہیں ہے اسلئے رک نہیں ہو سکتی۔ اور اسی پر بحث شروع ہوئی تھی جو یہاں تک شرح و بسط کے ساتھ پہونچی۔ اب اس بحث کو ختم کر کے ہم آگے بڑھتے ہیں)

رجعت القہقری یا مراجعت مضمون اصلی

(۱۴۴) جب مردم شماری کا سلسلہ اسی مذکورہ بالا سلسلے پر مرتب ہو جائے اور لوگوں کے موت و حیات و پیدائش و کاروبار و اشیائے از جز تا کل کی حالت معلوم ہو جائے اور اسکا دوسرا دفتر بھی ردیف وار مسلسل تیار ہو لے اور ہمیشہ اسی طرح ہوا کرے کہ جو بات دریافت کرنی ہو فوراً اسکا پتا لگ جائے کہ کسقدر دھوبی۔ قصائی۔ کمہار۔ لوہار۔ سنار۔ چمار۔ معمار۔ نجار۔ عطار۔ میرشکار۔ بیطار۔ حفار۔ صَبّاغ وَ دَبّاغ۔ حلّاق وَ دلّاق۔ حجام و کرام وغیرہ وغیرہ ہیں اور کتنے رقبے کی زمین میں ہیں۔ ہر گانوں اپنے سرحد سمیت چونکہ اتنے رقبے میں ہے اسلئے جہان بھر کے گاؤوں کا اتنا رقبہ ہوا۔ اسی طرح کنویں۔ تالاب۔ سب کا حساب مل جائے (سنگھاڑا پیدا کرنے کا تالاب اور مچھلی پالنے کا بہت عمیق نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ صاف ہوتے رہنا چاہئے) کہ ان امور کے سہل ہونے سے بخوبی و بزود انتظام ہو سکے تو پھر جدید آبادی کے طریقے پر انتظام کئے جائیں جو بتلائے جارہے ہیں۔

جب تک کہ بہت ہی بہت کشادہ و خوشنما ویسی آبادی نہیں ہوئی ہے جیسی بیان کی جارہی ہے اُسوقت تک فوری بندوبست یہ ہونا چاہیے کہ سب کو آرام پہونچے بتدریج عملدرآمد ہو + مردم شماری(۱۴۴) کے لئے ہر شخص کچھ معین رقم پیش کرے یا جسقدر ضرورت ہو کہ کارکنان کی تنخواہ دینی ہے۔ بہت بڑی محنت اور بہت بڑا صرفہ ہے رعایا برایا خود اسکو سوچے کہ اِس میں ظلم نہیں ہے۔ گورنمنٹ کہاں سے لائیگی گورنمنٹ تمھیں سے لیتی ہے۔ تمھیں کو دیتی ہے۔ اُسے بندوبست کرنا ہے خادمِ خلق اللہ ہے۔ اور تمھیں گورنمنٹ ہو۔ گورنمنٹ رعب وداب و نظم وحکومت وحفظانِ حقوق کے لئے ہے جو تمہاری ہی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح سب کام کے لئے سمجھو ٭

کار۔ چوں درگرہ افتد۔ بہ دعا دست برآر

شانہ۔ درعقد کشائی۔ ید طولے دارد

خدا سے دعا مانگو کہ کام انجام کو پہونچے۔ مگر کوشش بھی کرو۔ حالانکہ سب جائز کام لائیسنس اور سند لے کر کرو۔ اور امتحان دیکر۔ اگرچہ خدمتگاری و سئیسی کیوں نہ ہو۔ گورنمنٹ ہر کام کو جانچ لیا کرے۔ اور سب کو آرام پہونچائے۔ جہاں ضرورت ہوگی تمکو بھائی بنکر اپنے ہی کام کی طرح آرام کے لئے مدد کرنی ہے۔ جس کا نام محصول یا زکوٰۃ۔ خواہ ٹیکس ہوگا۔ یہہ سب انتظام آرام رسانی کے لئے ہے اِسکا بھی ذکر آچکا ہے + تو جیسے تمام جہاں مِلکِ مشترک ہے اسی طرح تمام انتظام

ومحصولات بھی احیائی ومشترک ہیں۔ دولتمندی وآرام سب کا ایک معیّن معیار ہوگا اسلئے اس پر متفق رہنا۔ اورزکوٰۃ کا بندوبست کرنا مقدم ہے۔

اُصُولِ تقدیم وتاخیر

ہمیشہ پہلے مقدم کام پر نظر رکھو۔ سریع الضرورت۔ اور سریع الممکن۔ وسریع الحصُول اور سریع الوصُول کام ہمیشہ مقدم ہوا کرے گا۔ تاکہ مشکلات نہ پیش آئیں۔ بطی الممکن وبطی الوقوع کام موخر ہے۔ اگر غربال میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اجناس چھانے جائیں تو مقدم طور پر چھن جانا پہلے چھوٹے چھوٹے اجناس کا ہوگا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ + پس یہی صورت اس انتظام کرنے میں ہوگی۔ اور انتظام کرنا کرانا محض ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی انفرادی طاقتوں کے مجموعہ کا نام سلطنت ہے اور سلطنت انتظام کو کہتے ہیں۔ جیسے نظام عالم خدا کی گورنمنٹ ہے۔ اسلئے انتظام ضروری ہے۔ اگر سلطنت وانتظام نہ ہو تو لوگوں کی بعینہ ایسی حالت ہوگی جیسے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں بچوں کی حالت ہوتی ہے۔ یا مالک کی غیر حاضری میں نوکروں کی حالت ہوتی ہے کہ چیز بست تخربخر ہوجاتی ہے نقصانات ہوتے ہیں۔ صفائی نہیں رہتی۔ گھر میں حشرات مچا رہتا ہے۔ سب لوگ بے سر کی فوج بنے رہتے ہیں + یہی کیفیت عدم سلطنت وانتظام عالم کی حالت میں ہوگی۔ طوائف الملوکی ہوگی۔ زور وظلم۔ فتنہ وفساد پڑ جائیگا

صلح و امن کا نام نہیں رہیگا۔ ہمہ آن جان و مال خطرے میں پڑیں گے۔ انتظام
کا عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ آفتاب اگر غایب ہو جائے تو لوگ ٹھنڈک کے
مارے مرجائیں گے۔ اگر نیچے اتر آئے تو جلکر خاک ہوجائیں گے۔ اس لئے
آفتاب بلا کسوف جہاں پر ہے وہیں رہے تو بہتر ہے کہ اُس سے فائدہ حاصل
ہوتا رہے۔ نیستی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اور اگر اس پر بھی خلاف ہو تو بس کی بات
نہیں۔ بس والا جائے۔ تم بے گناہ ہو۔ یہی سمجھو کہ قانون ہی ایسا ہے کہ

تابشِ برقِ حیاتِ مختصر۔ باشد یکے
جلوۂ آغاز و انجامِ شرر۔ باشد یکے

تو چونکہ سلطنت اور سلطنت کے لوازمات ازل سے آرہے ہیں اس لئے
اُن کا وجود رہنے ہی دینا چاہئے۔ صرف اس میں اصلاح کی ضرورت تھی جو
حل کیجا رہی ہے۔ کہ اب شخصی سلطنت سے جمہوری بہت بہتر ہے۔ یا دونوں
سے مرکب + جیسے تمام مذاہب میں سے وہ مذہب نہایت ہی نہایت اعلیٰ
ہوگا جس میں آزادی کے ساتھ راحت ہو۔ اور جسکے اصول و اوامر ارکان لئے
جسمانی و روحانی تکلیف ہو اور کچھ فائدہ بھی نہ ہو۔ زبانی جمع و خرچ بہت دکھایا جائے
وہ ایک وہم لغو ہے۔ گمراہی ہے۔ یہاں تو مشاہدہ اور حصولِ وصول چاہئے
نہ کہ خالی ذق ذق بق بق + تمام اقسامِ اخلاق سے وہ اخلاق زیادہ بہتر
ہے کہ اپنے سب قوائے خلقیہ کو ٹھیک مناسب مقام پر استعمال کیا جائے

اور اصُولِ ارتباط و اختلاط میں مخلصانہ احتیاط بھی برتی جائے۔ اور ہمدردی ستیوہ ہو۔ خاصکر لوگوں کا کام نکالنے۔ اور مصیبت سے جائز خلاصی دلانے میں ہمدردی دکھلانا ثواب سمجھا جائے۔ مگر جسکا کام نکلے وہ محسن کا ادب ضرور کرے۔ اُسکا چرچا کرے۔ تعریف کرے۔ کہ ؎

نیست ناقص را۔ کمالے۔ بہتر از اظہارِ عجز
دستگیرِ ناشناور۔ دست بالا کردن است

لیکن اس سے محسن بے نیاز رہے۔ محسن کی چھوٹی موٹی خطا سے درگذر کرے اُسکو اوّلیّت کا حق حاصل ہے۔ اول محسن ہوا ہے۔ اول جبکا قبضہ ہوتا ہے اُسکی رعایت کرنی پڑتی ہے۔ اور تمام انسانیت کے قواعد میں سے اُنسیت کا عمل عام ہو۔ اور تمام طریقہ و رواج میں خوشنما و دلکش و شاندار طریقہ اور رواج اچھا ہے۔ پس انھیں باتوں سے عالمگیر سلطنت مرکب ہو تو واقعی سلطنت ہے۔ ورنہ وہی مجموعۂ عذابِ عالم کا سامنا کرنا ہے کہ ؎

روح را صحبتِ ناجنس عذاب است علیم   کا مضمون ہو۔

جو فی زمانہ درپیش ہے جنکی صفائی کیجا رہی ہے۔ یہہ اتنی باتیں مردم شماری کے قواعد بیان کرنے کے ذیل میں ہوئیں کہ گویا بارہ احکام کے ایک ایک حکم کے اندر بارہ بروج کے مطابق بارہ بارہ احکام کے قریب پڑ جائیں گے جن کا مجموعہ ۱۲×۱۲ = ۱۴۴ ہوگا۔ اُسکے ضمن میں اور بھی ہو تو کچھ ہرج نہیں

کہ ۱۴۴ سے کیوں زیادہ ہو گئے۔ ایسا نہیں چاہئے تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسلئے مثالاً کہا جاتا ہے۔ کہ ؎

حکم فوری گشت نافذ یکصد و پنجاہ و چار
تا خمایش گوشو و صد ہا ہزار و بے شمار

حکم نہم

جسقدر مصنوعاتِ عالم اسوقت تک دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں سب ردیف وار قلمبند ہوں اور اُن کے کیٹلاگ تیار ہوں۔ جس میں اس طرح پر بیان ہوں کہ اگر دوات و قلم و منجن کا بیان آیا تو جتنے اقسام کے دوات و قلم و منجن ہو چکے ہیں سب کا نقشہ اور بیان ہونا چاہئے۔ اور سب کے موجد کا نام۔ سب کا پتہ اور نشان۔ اسی طرح سب چیز کے بارے میں سمجھو + اسکے بعد یہ دیکھنا چاہئے کہ آیندہ اس میں کس قدر اضافہ ہوسکتا ہے + اضافہ کی واقعی گنجایش ہے یا نہیں؟ کیا۔ کب۔ کیسے۔ کیوں۔ کیونکر۔ کدہر۔ کتنا۔ کون کہاں۔ ان سب نہ کافیہ۔ یا جملہ کافیہ کو رب الالفاظ اور ترقی بخش سمجھو۔ کہ ہمیشہ یہی الفاظ ترقی دیتے رہیں گے۔ جب کسی چیز کو دریافت کرنے چلو گے تو یہ برقعہ پوش الفاظ اپنا نقاب اُٹھا کر فوراً سامنے کھڑے ہو جائینگے کہ یہی تحقیقات کی کنجیاں ہیں۔ ان سب کو ملا کر ایک لفظ میں توجیہہ کہتے ہیں

چکر کی حالت میں کوئی چیز ختم نہیں ہوسکتی۔ دور بدلتا رہتا ہے شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ اسلئے مخالف کہنے والا جھوٹھا ہے اور صریح جھوٹھا ہے۔ تم خود دیکھ لو روزانہ ہر بات میں آسائی و آسایش کا طریقہ جدت و ایجاد کے ساتھ رونما ہوتے رہنا ترقی و اقبالمندی کی نشانی ہے + کسی مفید بات میں روک ٹوک نہیں ہونا چاہیئے روک ٹوک فتنہ و فساد خسارائے عامۃ کے لئے ہے + فائدہ رساں بات ممنوع و حرام و گناہ نہیں ہوسکتی۔ اور یوں تو ہر چیز قابل مدحت و مذمت ہوسکتی ہے جیسے دن کے وقت دھوپ میں درختوں کی تعریف کرتے ہو۔ اور اندھیری رات میں مذمت + برسات میں دن کے وقت کی تعریف کرتے ہو۔ اور رات کے وقت کی مذمت۔ جاڑے میں دن کے وقت کی مذمت کرتے ہو اور رات کے وقت کی تعریف + یہی حالت سب چیز کی ہے + پس استعمال کا قاعدہ جانو۔ اسکو حسب خواہ کرو کہ مفید پڑا کرے۔ یہی قدرتی دین و مذہب ہے۔ اسی پر عمل کرنا چاہیئے معشوق کی پاپوش و آستانہ بوسی عین معشوق کی عزت انتہائیہ ہے۔ یہہ فعل معشوق کو برا نہیں معلوم ہوسکتا۔ جیسے پادشاہ کے تقرر کردہ حاکم کی آداب بجا آوری عین پادشاہ کی ہے۔ اسکو پادشاہ برا نہیں سمجھتا۔ اسی طرح قدرتی قانون و شریعت کو تسلیم کرنا۔ اُسپر کاربند ہونا۔ اور اُسکی عزت کرنی عین قدرت و قادر کو تسلیم کرنا۔ اور اُسکی عزت کرنی ہے۔ پس ہادی کی عزت عین خدا کی ہے۔ اسلئے اُسکا قال عین قال اللہ ہے۔ لہذا ہمیں مجاز ہے کہ ہم یہہ کہیں کہ

نظم

در ہدایت ہرچہ گفتم۔ گفتنم از گفتنش ۔۔۔ گو انا الحق گفتمت۔ شد در زبانم سفتنش
پیشتر گفتن انا اللہ و انا الحق جرم بود ۔۔۔ دورہ ناپاک بود۔ اکنوں جائز گفتنش
بر رعیت سکہ سازی۔ جرم باشد بالفور ۔۔۔ شہ رعیت نیست۔ جائز شد پئے او گفتنش
ایں شریعت راچہ نسبت۔ باشریعتہائے عزیز؟ ۔۔۔ ہرچہ میگویم۔ یقیناً فرض شد بشنفتنش
علم نسل بعد نسل بایدت تحصیل کن ۔۔۔ نسل چوں جاہل بشد۔ بجدا لشد آشفتنش

ہادیٔ وقت است یحییٰ ۔ بلکہ ہادیٔ ازل
جملہ گفتارِ خداوندیٔ او۔ از گفتنش

تو نسلً بعد نسلٍ۔ تعلیم و تلقین۔ ترمیم و تجدید زنگخورہ (وِسلِن) کا کام کرینگے کہ نسل و دل و دماغِ نسل زنگ آلودہ نہیں ہونے پائینگے۔ ورنہ دودھ بگڑ کر چھاچھ بن جائے گا۔ چھاچھ سڑ جائے گا۔ اسلئے خبردار رہو +

حکم دہم

موجودہ انتظام میں پہلی بار یا جیسا موقع ہو۔ یوں ہونا چاہئے کہ تمام روئے زمین کے آدمیوں میں یہ دیکھا جائے کہ اگر چینی عورت داہیں آنکھ کی کانی ہے۔ اور سومالی خواہ سہیلی مرد بائیں آنکھ کا کانا ہے۔ تو دونوں میں

شادی بیاہ کرا دیجائے۔ اسی طرح تمام روئے زمین کے لوٹے۔ لنگڑے۔ کانے کنڑے۔ ڈیرے۔ گنگے۔ بہرے۔ اندہے۔ کوڑہی۔ مبروص۔ ناٹے۔ گدے نکٹے۔ توتلے۔ دانتولے۔ نامردے۔ بانجھ۔ گنجے۔ خنثے۔ پاگل۔ ہیجڑے ہکلے۔ کبڑے۔ فیل پایہ والے۔ اور دیگر عیب دار و بدصورت لوگ جو اکٹھے کئے گئے ہیں۔ مخالف ملک کے یا یکدگر کانے کنڑے وغیرہ کے ساتھ بیاہے جائیں کہ لنگڑے کو لنگڑی ملے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اور لوگ بھی ہوں اسمیں کالے گورے وغیرہ کے خیال کی ضرورت نہیں (لیکن اگر پہلے سے جفت رکھتے ہوں تو یا یکدگر چھوڑائے نہ جائیں) وہ صرف ایسے کنوارے کنواریوں کے بارے میں حکم ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ ایک قطار میں کالے نوکور کھڑے کئے جائیں اور دوسری قطار میں گوری جماعت اناث کھڑی کی جائیں۔ اور اسی طرح اور لوگ۔ اور انکو حکم دیا جائے کہ کس کو کون پسند ہے؟ ایک قطار سے دیکھتا یا دیکھتی چلی جائے۔ جسکو جو پسند ہو اسکا ہاتھ پکڑے۔ لیکن اگر ایک کو پسند ہے اور دوسرے کو نہیں۔ یا دو چار کو یا یکدگر پسندیدہ ہیں تو اس وقت خدا پر سونپ کر صرف ایک بار قرعہ لگایا جائے۔ اب جسکا نام نکلے یقینی اُسکو جوڑا کرنا پڑے گا۔ اس میں جوتشی صاحبان وغیرہم کو مطلق دخل نہیں + جوتشی صاحبان وغیرہم جن کا اوپر ذکر آیا تھا کہ کسی موقع پر اُن کی بابت بیان کیا جائے گا وہ یہی موقع ہے کہ اُنکا بیان کیا جائے:۔

جُملہ معترضہ

سو وہ یہ ہے کہ بیشک یہہ ضروری کام ہوگا کہ جوتشی صاحب سب چیز کے بارے میں واقعی صحیح صحیح حساباً خبر دیں۔ اور اُس کا علاج بھی تبلائیں۔ اگر بری بات ہو بصورت غلط ہونے کے سزایاب ہوں۔ اور ضرور سزایاب ہوں۔ لیکن بہت سی باتیں جو فی الحقیقت آیندہ چلکر درست نکلنے والی ہوں بھی سہی۔ مگر فوراً کسی بات کو عمل میں لانے کی ضرورت ہی آن پڑی ہے توکسی طرح بھی عمل کرنیسے باز نہ آئیں۔ جیسے مرنے والے مریض کا بھی علاج ہوتا رہتا ہے۔ چھوڑا نہیں جاتا اگرچہ نقصان ہو۔ کیونکہ تمام عالم محسوسات و مرئی کو مادہ کہتے ہیں۔ اور نامحسوسات و نامرئی کو عالم ارواح۔ یا روحانیات۔ اور درمیانی عالم کو عالم حیات۔ تو چونکہ عالم ہذا جو ہے سو عالم مادیات سے ہے اسلئے غیبی طور سے صحیح خبر دینے والی نتئے عالم مادیات ہی سے کسی آلہ کی شکل میں ہونی چاہیئے۔ جیسے بادی ہوا کرتا ہے۔ جو تجربے سے ثابت ہوجائے کہ ہمیشہ مثل ہذا صحیح خبر دیتی ہے۔ تمام افعال قلوب و تصورات و جذبات و حسیات و کیفیات کی ٹھیک ٹھیک مقدار پیمایش و پیمانہ کے ساتھ خبر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جھوٹی اور سچی۔ سب کی۔ تو اُسپر ضرور عمل کرنا چاہیئے اور یہہ ضرور ہونے والا ہے کہ مخالف باتوں کا علاج بھی تبلائے۔ خدا ایجاد کرانے پر قادر ہے۔ کسی بات میں قاصر نہیں اُسکے

قادر ہونے کی مثال سنو کہ تمام کائنات عالم مثال ہے۔ بیشک مثال سے باتیں جلدی سمجھ میں آتی ہیں۔ اِسلئے مثال قیمتی چیز ہے۔ خدا کی ہستی۔ اور اُس کا مختار کُل ہونا۔ قادر مطلق ہونا۔ نیز ہمیشہ باقی رہنا۔ خواہ قدیم رہنا۔ یہہ سب صفات مثال ہی سے سمجھ میں آئیں گے۔ تاکہ اُسکو بے مثل کہہ سکیں۔ چنانچہ مثال یہہ ہے

مثال

کہ لوگ اپنی اپنی خودی یا روح کو تلاش کریں کہ وہ کیا ہے؟ پس خدا کی ہستی ثابت ہوجائے گی۔ کہ جیسے روح ہے۔ ویسے ہی انتہائی طاقت بنام خدا ہے۔ مگر روح کی بقا کرنے حرارت وہستی آفتاب پر ہے۔ اور خدا اِس سے بری ہے بلکہ اسکی ہستی سے آفتاب کی ہستی ہے۔ اسلئے روح نمونہ در نمونہ ہے۔ اصل نہیں ہے۔ اپنے محدود اختیارات کی ہستی سے خدا کے لامحدود اختیارات کو سمجھ سکتے ہیں۔ عالم کی بے بسی واضطرار سے صاف نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ کوئی بس والا صاحب اختیار ہے۔ جسنے اسکو عدلاً بے بس کر رکھا ہے۔ کیونکہ مجبور کا ضد مختار ہونا چاہیئے۔ جیسے روح پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ ویسے ہی بعد از ترک جسد بھی رہ سکے گی۔ یہاں اور طرح کا لطف اُٹھاتی ہے وہاں اور طرح کا۔ پس بقا کی ہستی ثابت ہوگئی۔ گویا اوپر کی چاروں باتیں ان چار مثالوں سے ثابت ہوگئیں اب اگر کوئی کہے کہ خدا اس بات پر ہرگز قادر نہیں کہ نفس یا لسوئی یا اپنے جیسے مجسم

وغیر مجسّم خدا کسی غیر کو بنا کے پیدا کر سکے کہ مختلف قسم کی قدرت نمائیوں کے ساتھ اپنے کو مار ڈال سکے یا مروا ڈال سکے۔ اور پھر جلا سکے۔ تو بقولِ این و آں و نیز بقولِ عوام النّاس عیسےٰ کے بارے میں بلا تاویل جو کچھ باتیں کہی جاتی ہیں ان سب کا مجموعی مفہوم اوپر کے اعتراض کو اچھی طرح حل کر دیتا ہے کہ خدا بیتے جیسا مجسّم وغیر مجسّم لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ۔ یا بلا اعداد پدر پیدا کر سکتا ہے۔ اور اپنے کو مار ڈال سکتا ہے۔ یا مروا ڈال سکتا ہے۔ پھر جلا بھی دے سکتا ہے۔ اور ویسا ہی رہ سکتا ہے جیسا کہ ہے۔ یعنی خود کو پیدا کر ڈالنے۔ اور کائنات و ما فیہا کو خود میں سے نکا لنے پر بھی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ مانا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسےٰ نے رحمانی و ربّانی کام کیا ہے۔ اسلئے ابن اللہ کیا معنی کہ وہ تو روح اللہ ہے جسکے معنی عین اللہ کے ہوتے ہیں۔ گویا ؎

شدہ وود و آتش۔ تیکلِ جہاں
مگر جامعیّت۔ بجور شد۔ نہاں

کا مضمون ہے۔ تو وہ خورشید نور افشاں خرستش ہے۔ اجہی۔ گنجے۔ بہرے۔ اندھے پوپلے۔ گنگے۔ لوطے۔ لنگڑے۔ کوڑہی۔ نامرد۔ اور بانجھ۔ سب کو حکماً اچھا کیا ہے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اُڑایا ہے۔ جو آخر میں سچ مچ کا پرندہ ہو گیا۔ جسے مرغِ عیسےٰ کہتے ہیں۔ آدمی کو خنزیر بنا دیا ہے۔ بارہ حواریوں کی تقلیب قلب کی ہے۔ غیب کی خبر دی گئی ہے۔ مُردہ کو زندہ کیا ہے۔ خود کو مروا ڈالا ہے۔ پھر خود کو زندہ کیا ہے بعدہٗ لا مکاں میں چلے گئے ہیں۔ آیندہ بطور احکم الحاکمین آکر سب بات کا مقدمہ فیصل

کہینگے - ان کا آنا قیامت کی نشانی ہو - بلکہ اُن کی ذات ہی عین قیامت ہے
ہمہ اوست کے مفہوم کے افسرِ اعلےٰ ہیں - بت - اور مردار ہڈیوں کی طرح خدا نہیں
کہ وہ بیان کردہ زمانۂ مستقبل جو تھا سو آجکل زمانہ حال سے گزر رہا ہے - اگر یہہ
سب باتیں عیسےٰ کی ذاتی شہرت سے الگ کر لی جائیں (کہ نسباً ساریہ زادہ ہے
ولادتاً بے نطفہ زادہ و بتول زادہ ہے - اعجازاً گود میں بولا - چالیس برس کے بعد
نہیں - توحیداً دوئی نہیں رکھتا تھا کہ خدا اور اُسکے درمیان کوئی ہلکارا آتا جاتا - کیونکہ
مویدہ بروحِ القدس تھا - جبھی اَقُول کہتا تھا - قال اللہ نہیں - لقباً روح اللہ ہے
عبداللہ نہیں - رتبتہً مہدی ہے لحدی نہیں - علماً غیب داں ہے اُمّی نہیں قدرتاً
ہماں کہ بود - جیساکہ اوپر بیان ہوا) تو خدا پر بیشک یہہ اعتراض قایم رہ سکتا ہے
کہ اپنے جیسا پیدا نہیں کر سکتا - اور خود کو ہلاکت و اماتت میں ڈالکر زندہ نہیں کر سکتا
مگر عیسےٰ کے کارنامے اِس زبردست اعتراض کا بھی قلعہ قمع کر دیتے ہیں - اور
خدا کو قادرِ مطلق ثابت کر دیتے ہیں - اگر عیسےٰ کے یہہ سب واقعات افسانہ وار
جھوٹھے ہیں یا تاویلاتِ مہملہ و تلمیحات کا ذبہ سے سمجھے جائیں تو خدا کی ہستی - اور
اُسکے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے - اور مختلف عقیدہ رکھا جاتا ہے -
سب تلمیحات سے سمجھے جا سکتے ہیں - کیونکہ عقیدہ کا اختلاف صاف بول رہا ہے
کہ یقینی بات نہیں ہے - ضرور بالضرور مشکوک ہے ورنہ ایک ہی عقیدہ ہوتا
اور اگر تلمیح نہیں ہے تو واقعاتِ عیسےٰ بھی سچ ہیں - اور ایک ہی عقیدہ مفید

صحیح ہوگا۔ بلکہ مصلحتاً وضرورتاً بھی تسلیم کرنا روا ہوگا۔ اس لئے ہم نے بہت مثالیں
دی ہیں کہ تم سمجھ جاؤ۔ کہ ہم کون ہیں ٥

زور و۔ شور یکہ۔ در سخن داریم

ایں ہمہ۔ آمدِ۔ طبیعتِ ماست !!

بس اب سمجھو کہ واقعی خدا علےٰ کُلِّ شئیءٍ قدیر ہے۔ خدائی اُسیکو زیبا ہے۔ ہم
بہہ سب استعمال کردہ الفاظ جو ہوا کو تلفظ ومعنی کی تثلیث سے مرکب ہیں لے کر کیا کرینگے
ہماری بے پروائی اس سے بھی اعلےٰ اور بے نیاز ہے۔ اسلئے ہم نہیں ہیں
اور نہ کچھ کر رہے ہیں فَعَّالٌ لِمَا یُرِید کے افعال جاری ہیں۔ اب خود سمجھو کہ کیا
ماجرا ہے۔ یہہ کچھ بیماری نہیں۔ مالیخولیا نہیں۔ جنون نہیں۔ ماصاحبکم بمجنون ڈاکٹری
کرالو۔ اکسریز سے ملاحظہ کرالو۔ بس دانا را نکتہ بس است لہذا باید گفت کہ ٥

نظم

حمد از برائے آنکہ نگرد قیام را	آں خالق القیام۔ بری المقام را
ایں آفتاب گشت مدار المہام دہر	ہر شئے کند طواف مدار المہام را
ہرگز ازیں طواف نہ کافر رستہ جہاں	شد حکم ہمچنیں ز خدا۔ ایں نظام را
زیں طرح۔ غور کن بمسیحائے ذی الجلال	گردانش گرفتی۔ گرفتی قیام را
روح القدس ہمانیہ آید نہ در بدن	دیدی درونِ خود عملِ انہضام را ؟

از قال و از خیال و از اعمال و حلیہ جو — تفصیل بکن مقدمۂ خاص و عام را

تعلیم ہائے خلق ۔ چگونہ کنم؟ بگو ! — بینم بہ قعرِ جہل ۔ خواص و عوام را

اہلِ وفا بگشتے اگر مسلمِ زماں — بگرفتے این و آن ز مین و ز مام را

افسوس اینکہ ۔ صاحبِ اخلاص نیستند — در حیرتم کہ دوست بگویم کدام را؟

گر بوئے عرق کاذی[1] بگردیدہ منعدم — در مزبلہ بنہ کہ برآرد شمام[2] [3] را

چوں داغ از ثیاب[4] ۔ ز ترشی فرو رود — بیدار بچیاں ۔ بہ نصیحت تمام[5] را

ہر داغِ چوب را ۔ بکرا سن بسیار تر — با دستہا بگیر کہ مالد تمام را

از آبِ گرم صاف کن و صاف چوں شود — صابوں بزن ۔ کہ پاک کند التحام[6] را ق

از آبِ سردِ شستہ نگہدار ۔ پس از آں — دقاقہ[7] زن ۔ کہ ۔ پختہ کند ۔ خوب جام[8] را

ہرگاہ چوب زرد ۔ بہ آہک شد اختلاط — نارنج فام کرد ۔ ہماں زرد فام را

ترویج در میانِ ہمہ جنسِ مردماں — پختہ کند جمیع قواء و قوام را

رنجیدگی با ۔ نہ قیامت بپا کند؟ — باید ازیں سبب کہ بگیرید کام را

گرچہ کسے عزیزِ خودش را بزد ۔ بزد — لیکن چو غیر زد ۔ بکشد ۔ الحسام[9] را

زیں طرح اختیار ۔ بداد و خدائے پاک — ایذا دہد ۔ دہد ۔ نہ دہد ۔ عبد رام را

لیکن کسے عزیزِ خدا را چو دل شکست — تا زل کند بموذیٔ او ۔ دیو و دام را ق

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست — لیکن فضیلت است گہے انتقام را

بر بادشاہِ وقت حرام است شاعری — بیساختہ چو گفت نہ برجستہ عام را

یحیٰی بدیر گاہ۔ بسا وعظ وپند کرد
وقت آمدہ۔ گزاشتہ نظم وکلام را

خلاصہ یہ ہے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے۔

قصہ کوتاہ اینکہ

جب اُس ناقص الاعضاء انسان کا زمرہ جس کا ذکر اوپر پیش تھا۔ جہاں سے اوپر والا جملہ معترضہ شروع ہوا تھا جوڑا جوڑا ہو کر بٹھائے تو اُسکی آبادی بالکل الگ کر دیجائے اور اُسیی مناسبت سے اُسکو کام سونپا جائے۔ سب کام ردیف وار پہلے سے لکھے رہیں۔ ان کی دید بانی و نگرانی اُن کے سپرد ہو جو پہلے سے قدرتی ناقص الاعضاء والے کے ساتھ جفت رکھتے ہیں۔ جو قبل از پیری ناقص الاعضاء ہو چکے تھے یا پیدائشی تھے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اوپر تک پھر اچھے لوگ اُن پر افسر ہوں + اور ان سب کا علاج بھی کیا جائے + اگر اچھے ہو گئے تو اچھی بات ہے ورنہ اسی حالت میں عمر کاٹ دیں۔ یا جیسی مسیحائے ازلی کی نظر اور خواہش + اور ہمیشہ دریافت ہوتا رہے کہ کیوں ناقص الاعضاء ہوتے ہیں ہ صرف مسئلہ تناسخ کو پیش کر کے گریز نہیں کر جانا چاہیے۔ اِس تحقیقات و علاج کو بھی قانونِ تناسخ سے مجبور کہ ؎

ازترقی دو دِ مشعل می شود۔ دودِ چراغ

مگر جب تک تحقیقات نہ ہو تب تک کاٹے کُترے۔ کوڑہی۔ الائے۔ سب کی

آبادی برضا و رغبت یا جیسا موقع ہو مسلسل الگ تھلگ رہیں۔ مگر اُن کی آرام رسانی کا ویسا ہی انتظام رہے گا جیسا کہ کامل الاعضار والی آبادی کا۔ وہاں بھی بلایا جائے ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی ملاحظہ کے لئے جائیں۔ ہر قسم کے کھانے کھاتے ہوئے بول و براز کا امتحان لیں۔ اُس سے کچھ مفید نکتہ نکالیں۔ اگر مضر ہو تو جلوادیں۔ پھر اُس راکھ کو دیکھیں کہ وہ کس مصرف میں لائی جاسکتی ہے؟ اگر نامفید ثابت ہو۔ یا سردست مفید ہونے کا دورہ نہ پہونچا ہو۔ تو زمیں دوز کرادیں۔ اُن کی سکونت و باشندگی سے نباتات و جمادات وحیوانات پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور نباتات وغیرہ کا اثر کیا ان ناقص الاعضار پر پڑتا ہے۔ اسکا بھی تجربہ کریں۔ ڈاکٹران وہاں سے آنے کے بعد غسل کر کے کچھ کام دہندا کریں۔ یا ملیں ملائیں۔ بغیر اسکے نہیں۔ اسی طرح جفت بہ جفت۔ ادنے بہ ادنے۔ اوسط بہ اوسط۔ اعلےٰ بہ اعلےٰ ترتیب دئے جائیں۔ پھر اُن کی اولاد سے جب کسی قدر شستہ و پاکیزہ اور صاف ستھرے ہولیں۔ تو اُس آدنے کو اوسط سے۔ اور اوسط کو اعلےٰ سے مرکب کرو۔ شادی بیاہ کرو کہ آخر میں سب ایک ہوجائیں۔ درجے اور رتبے میں نظاماً و ضرورتاً و مصلحتاً۔ لیاقتاً و قابلیتاً۔ ضرور فرق رہا کرے گا۔ جب تمام دنیا کے انسان جوڑا جوڑا مدینہ بمدینہ۔ شہر بہ شہر آباد کر لئے جائیں تو جس قدر عظیم الشان تعداد بنی نوع انسان کی باقی رہجائے۔ وہ سب عالمگیر سلطنت کے پائے تخت میں آباد کئے جائیں۔ یعنی قسطنطنیہ میں۔ اب وہ جتنا بڑا

شہر ہو جائے۔ لیکن اگر جوڑا جوڑا کرنے کے بعد عورت یا مرد کی تعداد زیادہ
ہو جائے تو یہہ دیکھنا ہوگا کہ بڈھے بڈھی کی تعداد زیادہ ہے یا جوان عورت
و مرد کی۔ اگر عورت کی تعداد زیادہ نکلے تو اُسکے لئے ظاہراً یا صدلا جس طرح ممکن ہو
کچھ بند و بست کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مرد کی ہو تو کچھ نہیں کیا جا سکتا بجز
دوائے خوجہ کر دینے کے۔ لیکن اگر خوجہ کر دینا جائز ہوگا تو رنڈی ہونا بھی جائز
ہوگا۔ یا دونوں کو شہوت شکن دوا دینی ہوگی۔ اسلئے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ مگر
یہہ بات تسلیم کی جا رہی ہے کہ کسی نہج سے ہو مگر عورتوں کی تعداد زیادہ ہے تو
ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ اگر کوئی کہے کہ وہ دو بیوی رکھے گا کہ اولاد بڑھے
تو پہلی بیوی یہہ کہنے کو تیار ہو سکتی ہے کہ وہ بھی دو مرد کرے گی کہ ایزاد لطف ہو
ممکن ہے کہ کوئی فارغ مرد یا آشنا اُسکو ملجائے تو یہہ بات نہایت مکروہ
و معیوب و ملعون معلوم ہوتی ہے۔ اگر اسکے جواب میں اُس کا مرد یہہ کہے کہ
چونکہ عورتیں حاملہ ہو جایا کرتی ہیں اسلئے اُنکو دوسرے مرد کے پاس نہیں جانا
چاہئے۔ تو وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ کسی طرح حمل قرار نہیں پکڑنے دے گی۔ اور
مرد پاگل ہو گیا ہے۔ اسلئے وہ خلع چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں عادلانہ فیصلہ
مشکل ہوگا بجز اسکے کہ عورتوں کا رتبہ چونکہ بہت بڑا ہے شکتی کہی جاتی ہیں اسلئے
اُس سے اگر مجنونہ نہیں ہے تو بعجز و ادب بہت منت و آرزو و خوشامد۔ اور
مدح و ثناء اور وعدۂ واثق کے ساتھ مالکہ بنے رہنے کی صحیح امید دلا کر دین حرم

ادا کر کے اُسکو راضی کرنے کے بعد دوسری بیوی کرے۔ کیونکہ برابر برتاؤ کو ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری بیوی ہونے والی سے پہلے ہی سب خانگی واقعہ بیان کرکے اُس سے حلف لے لے کہ وہ پہلی بیوی کی لونڈی ۔ ماما ۔ یا حقیقی بہن کی طرح رہے گی۔ تابع فرمان رہے گی۔ کیونکہ تبرک بڑی بھاری بات ہے (اس جگہہ بدرجہ مجبوری کنیزگی و بندگی بعوض تشبیہ پائی جائے گی جس کو مستثنیٰ سمجھنا چاہئے) لیکن اگر اس پر بھی دنیا بھر کی کوئی بیوی رضامند نہیں ہو اور واقعی نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ بانجھ ہو تو اُسوقت ان باقی عورتوں کو کیا کرنا چاہئے؟ یہہ ایسا مسئلہ ہے کہ امر و مشیت کا جھگڑا پیش ہوتا ہے۔ مگر جوڑا جوڑا پیدا کرائے جا سکتے ہیں۔ جب تک یہہ نہیں ہے تب تک عوام کی راحت رسانی کے لئے پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ محض بعنوانِ شائستہ مصرف میں لائیں۔ نر۔ مادہ بنا دیا جا سکتا ہے۔ اور مادہ۔ نر + اباحتِ[1] عامّہ تو ہو نہیں سکتا۔ (گویا زن و مرد میں اتحادِ طرفین کو سخت دخل ہے۔ ورنہ اولاد حرامزادی ہوگی۔ تو رضامندی کا صحیح قانون اور اُسکا عمل جہاں ہے وہاں حرامزادگی نہیں ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں حرامزادگی بہت ہے۔ اور اتحاد ندارد ہے) آگے باتوں میں سے کچھ باتیں ایسی بھی ہیں کہ تحریر و تقریر میں کچھ اور بات ہے۔ مگر ضمیر میں کچھ اور ہے۔ اسواسطے اس کے خلاف عمل کرنا گناہ نہیں مگر دریافت کرنا گناہ ہے۔ جیسے اگر ڈاکٹر سے کہا جائے کہ سب بیماریوں کا علاج کرو۔ اور سبب دریافت کرو کہ کیوں ہوتی ہیں اور

(۱) مباح عام کہ جسکو چاہا پکڑ لیا۔

اُن کے صحیح دفعیہ کی کیا صورت ہو گی ؟ تو ڈاکٹر کو یہہ نہیں چاہئے کہ سب بیماریوں
کے بارے میں نام بنام پوچھنا شروع کردے۔ اور مریض کو یہہ نہیں چاہئے کہ حملہ
ادویات کے نام پوچھے۔ شاید کوئی چیز نا قابل ذکر ہو + نیز کوشش اس بات کی کرنی چاہئے
کہ تمام انسان جوڑا جوڑا ہوں (خلق اللّٰہ ازواجاً کے مصداق ہوں۔ خلع وطلاق
اور دو بیوی کرنے کی بابت ونیز ناپسندیدگی کی شادی کے بارے میں گورنمنٹ
بہت ہی مزاحم ہو۔ چھان بین کرے۔ خون بدتول کرائے کہ طلاق وخلع کی نوبت
نہ پہونچے۔ اور دو بیوی کرنا جرم ہو۔ اگر کوئی چارہ نہیں ہے اور ضرورت ہو تو مجبوری
مکانات جو آراستہ کئے جائیں تو ہر ایک مکان میں جملہ ضروری اشیاء ہونا چاہئے
چاہے حطبی ہو۔ یا شیشوئی وزجاجی۔ یا برنجی۔ وغیرہ۔ حتے کہ منجن۔ آئینہ کنگھی
تک۔ سب چیز کے نام لینے کی ضرورت نہیں + شادی بیاہ۔ خورش وپوشش کا خیال
اور اس کا بندوبست کرنا بہت مناسب ہے کہ گورنمنٹ اپنے ذمہ لے اس لئے
کہ فرقہ فرقہ نہ ہوں۔ اس طریقے کے شادی بیاہ سے روز بروز سب باتیں
ترقی ہوتی جائے گی + خوبصورتی میں۔ تندرستی میں۔ صفات میں۔ قوت میں
محبت میں۔ سب میں ترقی ہوگی۔ کہ آخراً اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ کو پہونچ جائینگے
بعدہ ایسے درجے کو پہونچیں گے جہاں سے پھر لوٹنا نہیں۔ جب تک خودخواہش
نہ کریں۔ اگرچہ دنیاوی قانون کے مطابق جیسے خود کو رکھنا پڑے۔ یہہ اسکی
ذاتی مصلحت ہوگی۔ اسکو خود جانے (کوچ کرنے کے پہلے یا مرتے دم جیسا خیال رکھیگا

ویسا ہوگا) اور نجات کے بعد تو ایک لذتِ مُنوّمہ ہے جسکے اندر سارے لذت کے مست پڑا رہے گا۔ جسکی نہ کچھ قیمت ہے نہ مثل ہے نہ تمثال ہے۔ نہ کسی میں سمجھنے سمجھانے کی طاقت ہے جیسے ذائقہ وکیفیت وحظِ نفسانی کو سمجھا نہیں سکتے مگر ہوجانا اور پرتو ڈالنا ممکن ہے جسکو اس حیات میں حاصل ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد پھر محو کردی گئی۔ اس مرتبے کو پہونچنے کے لئے اس دنیا میں بر وقت بر محل۔ بر موقع۔ اور جمیع فطری مفید قانون پر عمل کرنے سے ہوگا۔ جسکا واقعی نتیجہ مفید ہو۔ کیونکہ ؎

کس نخارد پشتِ تو۔ جز ناخنِ انگشتِ تو
مُشتِ بیگانہ بکارت کے شود چوں مشتِ تو

لہذا یہی صحیح پوجا پاٹ ہے۔ مضر مقام پر دھڑکن ہوگی پہلی بار دل منع کرے گا جب نہیں مانے گا تو اسی طرف جانے لگے گا:۔

پوجا پاٹ یا دھرم کھیل

ان سب انتظامات کے بجا لانے میں جو تھکان پیدا ہوگی اُسکے رفع کرنے کے لئے یہ درویشانہ و صوفیانہ۔ عابدانہ و زاہدانہ۔ عارفانہ و مقدسانہ۔ عاشقانہ و حکیمانہ۔ مہذبانہ و بزرگانہ۔ طریقہ اچھا ہوگا کہ تمام عالم کی طبقہ بہ طبقہ قدرتی بناوٹ اور منظر کے بارے میں بائسکوپ سے آراستہ ومقدس

بیت الدین تماشا دکھلایا جائے۔ دھونی دیجائے۔ سینٹ چھڑکا جائے۔ سلسلۂ فرمان و فیضان پڑھا جائے۔ یا جستہ جستہ خواہ جیسا موقع ہو۔ خاصکر اتوار کی شام کو۔ یا جب جی چاہے۔ جس میں تمام بزرگوں کا بھی بیان ہو۔ چرندہ۔ پرندہ۔ درندہ گزندہ۔ وغیرہ کی تعلیمات کا نقشہ دکھلایا جائے۔ جسکو سرکس کہینگے۔ تمام علوم و فنون کا چربا آتارا جائے کہ جس طرح یہہ سب تعلیم دی گئی۔ اور فرمان و فیضان میں ہے۔ دارالغنایہ۔ اور ترنم سرا کے تعلیم یافتوں کا [illegible] ہو۔ گیت راگ۔ گریمیفون مرکب باجے گاجے کے ساتھ سرور بخش و لبستگی ہو۔ عبرت ہو۔ بیماری دفع ہو۔ خدا کی قدرت یاد آئے۔ تبرکات کی زیارت ہو۔ چاہے فائدہ ہو۔ یا نہ ہو۔ ایک تماشا ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ دلبستگی ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ تفریح طبع و خوشی و سرور ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ پس فائدہ تو ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا۔ اگرچہ نہیں خیال کرنے کے سبب سے تم کو محسوس نہ ہو۔ مگر حافظہ جس طرح بہت سی باتیں وقت پر بھلا دیتا ہے۔ اسی طرح اُسے بھی بھلا رکھا ہے۔ پھر وہاں کچھ مراسم ادا ہوں۔ یہہ سب خوش آیندہ کام۔ جو روح افزا و صحت بخش ہیں۔ عین عبادت۔ و ریاضت۔ ہدایت و نصیحت و تعلیمات وغیرہ سمجھے جائیں اور یہہ سمجھیں کہ خدا سے نسبت رکھکر خوش اعمال ہوئے ہیں دور و تسلسل کا دایرہ اس طرح نابود ہو جا سکتا ہے جس طرح کافور کے تار کا اُلجھا ہوا گولہ روح کافوری لچ غایب ہو جا سکتا ہے۔ یا جسطرح اُلجھے ہوئے دھاگے میں جان پڑ جانے

سے اُلجھاو الکھلا جا سکتا ہے۔ اور خیال جو ہے سو دماغ و آسمان سے اُس پار نکل جاتا ہے کہ شعر ہذا کا مصداق صادق آسے کہ ؎

پردہ دور دستاں را بباب انداختہ
نزو خود یک شنیدہ یحیٰی را بتار عین عشق

پس مکان کو جب تک انسان کے بود و باش سے نسبت رہتی ہے اُس میں فیض و برکت رہتے ہیں وہ آباد رہتا ہے۔ ورنہ فوراً ہی اور مخلوق کے لئے ویران ہو کر آباد ہو جاتا ہے۔ یا جنگل بنجاتا ہے۔ اسی کو خانۂ خالی را دیو میگیرد کہتے ہیں + اسی طرح دل کی حالت ہے استقدر نسبت جو ہے سو مضبوط چیز ہے خیر با ایں ہمہ۔ ان سب کاموں کے بعد آخر ضرور ضرور خدا کی فرمائی و فیضانی حمد و ثناء پر یہہ دہرم کھیل تمام ہوا کرے۔ کیونکہ دنیا ہی لہو و لعب ہے۔ اور اللہ کے معنی لہو و لعب کرنے والا۔ اور کرانے والا + اسکے بعد دستک دے کر نعرۂ خوشی بہ لبیک وسعدیک بلند کر کے کہو کہ " اے خدا تو اور تیرا سارا فعل جو کائنات و ما فیہا کی شکل میں ہے مع ذرہ ذرہ سب اچھا ہے۔ کوئی چیز مذمت کے قابل نہیں۔ صرف بے وقت۔ و بے محل و بے موقع استعمال کرنیسے مضر پڑتی ہے۔ اس مناسبت سے ہم اُسے بُری یا بھلی کہتے ہیں۔ لہذا تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو فائدہ مند طریقہ پر بروقت۔ برمحل۔ بر موقع استعمال کرنیکی توفیق و طاقت عطا فرما۔ اور اُس کا اصل اُصول منکشف کر۔ اگر نادانستہ کار غفلت

وخطا ہو جائے تو معاف کر۔ تو بڑا رحیم وکریم ہے۔ ہم تیرے آگے بہر حال بے بس ہیں۔ تو بس والا ہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً۔ جَلَّ جَلَالُکَ وَعَمَّ نَوَالُکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؁

رباعی

یارب تو چناں کن کہ پریشاں نشوم　　محتاج برادران وخویشاں نشوم

با مشغلۂ کار مرا روزی دہ　　تا منت بہ اوشاں وبہ اینشاں نشوم

رباعی دیگر

یارب تو مجھے صاحبِ اقبال بنا　　دشمن کو مرے ہر طرح پامال بنا

جس چیز سے ایذا ہو وہی دشمن ہے　　اسواسطے ہر حال میں خوشحال بنا

اقبال میں سب نعمت پنہاں ہے بس اقبالمند کر۔ اے اللہ ہم کو تجھی سے من کلِّ الوجوہ نسبتِ ظاہریہ و باطنیہ ہے اور کسی سے بھی نہیں۔ توہی اللہ ہے توہی یکتی ہے۔ توہی اکیلا ہے۔ توہی نرالا ہے۔ توہی البیلا ہے۔ توہی انوکھا ہے۔ توہی اچنبھا ہے۔ توہی اچھے سے اچھا ہے۔ تیرے جیسا کوئی نہیں اللہ بس باقی ہوس۔ رہے نام اللہ کے۔ رہے نام اللہ کے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہی عین اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ دیہی حکمتہ العلیا ہے) اسکے بعد اپنے

سامنے کے ڈسک نما ٹیبل ہے جو گدیلے کے ساتھ مخمل سے خوشنما منڈھا ہوا ہو کرسی کے سامنے ہونا چاہیئے" جبین نیاز رکھ کر مع امام و مقتدی آہستہ آہستہ یا زور سے تین بار کہو کہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ قُدُّوس قُدُّوس۔ قُدُّوس۔ قُدُّوس۔ اسکے بعد ادب سے برخاست۔ اور شادیانہ بجاؤ۔ ورنہ یادِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں بے جوڑ اور بے قافیہ۔ قصہ قضایا۔ الا سے بلا سے پڑھنے پڑھوانے اور بکواس کی ضرورت نہیں کہ مار و گھٹنا اور پھوٹے آنکھ کا مضمون و مصداق ہو۔ ہاں وقت کے لحاظ سے عند الضرورت جس قسم کے مسئلہ کو حل کرنے کی حاجت ہو اس پر لوگ لکچر دے سکتے ہیں۔ فرمان و فیضان بیان کر سکتے ہیں مگر یادِ الٰہی و ذکرِ الٰہی و عبادت جسکو کہیں گے کہ صرف خدا اور بندے کے متعلق باتیں ہوں۔ وہ خالی خدا کی حمد و ثناء اور بندے کی دعاء و التجا سے مرکب ہوں اور کچھ نہیں بس سے

گہے مثلِ الف استادہ برپا
گہے خم کردہ گردن صورتِ دال

ہوں۔ یا کیسے بھی ہوں۔ آیندہ تا فرمان و تا فرجام زیر ہو کر رہیں گے۔ ان سب باتوں کی تشریحات فرمان میں موجود ہیں۔ فرمان و فیضان موفیصلہ ہذا خوب ملاحظہ کرو۔ اور عمل میں لاؤ۔ حاکمِ بالادست اپنے ماتحت محکمہ میں بلا اطلاع بھی دفعتہً آجایا کرے۔ کہ سب کام ٹھیک ہے یا نہیں۔ کام میں پہلو تہی

کرنے والے ملازم۔ خواہ جی چرانے والے۔ یا بے ضابطہ کام کرنے والے کو فوراً خارج کرنا چاہئے۔ کیا کریں ؎

نالہ را ہرچند می خواہم کہ پنہاں برکشم

دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

اس لئے بتاکید اکید نفاذ الحکم ہے کہ

انتظامِ سلطنت

تمام عالمِ انسانی تعلقات کے چھوٹے بڑے مسلسل اتصالی تار و پود کے اندر ہر ایک فعل و ترکِ فعل کا علانیۃً یا خفیۃً۔ خواہ اشارۃً۔ ارتکاب یا کسی طرح جس سے کسی فردِ بشر کی جان و مال و آبرو۔ اور دل کو ناجائز طریقے پر صدمۂ خفیف۔ یا صدمۂ اوسط۔ خواہ صدمۂ عظیم و اہم پہونچے۔ یا پہونچائے جانے کی کوشش کیجائے یا کرائی جائے جو واقعات و شہادت و قرائن قیاس سے مُدلّل صحیح طور پر ثابت ہو جا سکے تو جس قدر اُس میں معین و معان و معاون۔ شریک ہونگے۔ سب کی سزا جرم کی اہمیت کے لحاظ سے کیجائے گی۔ جو چابک زنی و جرمانہ و قید و رسوائی و سلبِ نعم۔ چاروں پانچوں ہو سکینگے۔ یا ان میں سے دو خواہ تین۔ یا ایک جیسا موقع ہو۔ اگر اس قسم کا جرم سلطنت جیسے شیرازۂ و گلدستہ کو منتشر کر دینے کے لئے اقدام کیا جائے گا۔ یا محافظ دفتر۔ یا کسی دفتر۔ اور جگہہ سے کوئی خاص نوشتہ گم

کرایا جائے۔ یا ایسی کوشش ہو۔ خواہ گورنمنٹ کو دہوکا دیکر کسی کتبہ پر نا جائز دستخط
کرایا جائے تو مجرمین وایم الحبس بھی ہو سکیں گے۔ اور جاں بحق تسلیم بھی کئے جا سکینگے
لیکن اگر ضمانت۔ و معافی کی بلا خرخشہ گنجائش ہو تو وہ بھی عمل میں لائی جا سکیگی
اور مقدمہ کی میعاد و سماعت معین رہے گی۔ محکمہ روحانی و ربانی۔ محکمہ سماوی و
ہوائی۔ محکمہ بری و بحری۔ محکمہ جبلی و کانی محکمہ جنگلات و طراق۔ محکمہ آبکاری و
زراعت۔ محکمہ عمران والصفاء۔ محکمہ تار وریلوے۔ محکمہ صنعت و حرفت محکمہ
ایجاوات و اختراعات۔ محکمہ صحف و تجارت۔ محکمہ ضابطیہ و جہادیہ (پولس خفیہ
اور فوج) محکمہ دار العلوم و دار الشفاء۔ محکمہ تحصیل و عدالت۔ محکمہ جزاء و سزاء
محکمہ درآمد و برآمد مال۔ محکمہ نظارت و حوائج۔ محکمہ حفظ و امن۔ خورد و نوش
بود و باش وغیرہ وغیرہ۔ سب کے سب بجمیع الوجوہ چست و درست رہیں کہ انجنیر
تعمیرات کو دیکھتا رہے۔ ڈاکٹر پبلک کی صحت کو۔ پولس اور خفیہ کیرکٹر کو۔ آئندگان
و روندگان کو۔ ڈائرکٹر علم و جہل کو۔ روحانی کفر و شرک کو۔ ہدایت و ضلالت کو
منجم انقلابات و حوادثات کو۔ کسان رزاق پیداوار کو۔ منتش و محتسب بکھیا غنا
و افلاس کو۔ روزگار و عدم روزگار کو اور خانگی نزاع کو۔ فوج اور پولس حفظ امن
کو۔ مصلح خوبی و خرابی کو۔ پس کوئی چھوٹی بڑی انتظامی ٹولی بے سردار کئے نہ رہے
اور کوئی سردار با یکدگر تابع و متبوع ہونے کے سلسلے سے جو بارگاہ معلی تک پہونچے
خالی نہ رہے۔ اور سب کا جسمانیاً روحانی سلسلہ درگاہ مصلیٰ تک بعدہ اللہ تک

حالا حکم یازدہم اینکہ :-

حکم یازدہم

دیکھو! بندر کا خلیفہ بندر ہوگا۔ اور خدا کا خلیفہ خدا ہوگا۔ اسلئے ہادئ برحق اور اُسکے صحیح نایب پادشاہ کا ادب کرو۔ وہ مجازاً ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ اور مصلحتاً ایسا کہا جانا ضروری ہے۔ جو بہرطور لیاقت مند ہو۔ ظل اللہ (پادشاہ) اور فنافی اللہ عاشق و ولی اللہ کا کچھ مذہب نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہونا چاہئے تاکہ اپنے مخالف خیال والے کے درپے نہ ہو۔ مگر ہاں اُسکا مذہب کیا ہونا چاہئے کہ محض محبت و عدالت عقل و حکمت ترقیٔ خداترسی و نیکوکاری بلکہ سب کا یہی ہونا چاہئے تاکہ ملک میں فیض و برکت ہو۔ روح افزا باتیں پھیلیں۔ روح فرسا نہیں + اور پادشاہ۔ خواہ پریسیڈنٹ کو مجازاً و نظاماً اور مصلحتاً ظل اللہ سمجھنے کی ضرورت ہے + جیسے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے مکان کو بیت اللہ کہنا تاکہ نظام خراب نہ ہو۔ اسی طرح ہادئ و خاندانِ ہادی کو نظاماً خدا کی طرف سے انعام سمجھنا چاہئے۔ اور ہادئ برحق۔ صاحبِ نسبتِ اُخری کو عین وہی کرکے ماننا چاہئے۔ کیونکہ خدا کو خدا ہونے کی بھی حاجت نہیں اسقدر مستغنی ہے۔ اسلئے ہادی یا اُسکے نایب خواہ پادشاہ کے بارے میں یہہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ وہ بھی صرف تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے

تمام لوازمات انسانیہ کا پابند ہے اسلئے اُسکی بڑائی کیا؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں چاہیے ؎

شیر و گربہ را ببیں - از روئے علم فطرتش
ہر دو یک صورت - و لیکن ایں کجا و آں کجا

مگر ظاہراً یہہ ہے تو بالکل سچ کہ وہ انسانی لوازمات کا پابند ہے ذرا جھوٹھہ نہیں جیسے والدین کا وصل - مگر روحانیاً و مصلحتاً و نظاماً و ضرورتاً و تہذیباً ایسا بولنا ممنوع ہے - کیونکہ نطفہ کو نطفہ کہنا بالکل سچ ہے - مگر اُسکے اندر انسان و حسن و جمال و عقل و صفات سب پوشیدہ ہیں - اسواسطے نطفہ جوہر جامع ہے اسی طرح یہہ بھی جمع الجموع ہے - لہذا یوں سمجھنا چاہیے کہ ازلی و ابدی کاموں میں سے یہہ بھی ایک کام تھا کہ انسانی یا عالم اصغر کی شکل میں رنگا رنگ فیضانِ الٰہی کا ظہور ہوا کرے - سو ہوا - اور ہے کہ اُس کا قول و عمل منتر ہو گیا کس لئے کہ ؎

نمی شود - سخن پست ہمتاں مشہور
بلند نیست صدا - کاسۂ سفالیں را

ورنہ خلاف اسکے خیال کرنے سے اس میں اسی طرح خسارا ہے جس طرح اگر کوئی یہہ خیال کرے کہ چونکہ سب چیزیں گندگی اور کھاد خواہ عناصر و مآثر سے مل کر بنتی ہیں - اگرچہ کروڑہا کروڑ اشکال میں ہوں جو جلد سمجھہ میں بھی نہ آسکتی ہوں جیسے تعلقات اندرونی کے سبب سے رواں مضامین میں بھی گذشتہ و ماسبق

کے مضامین کا مفہوم کچھ نہ کچھ تکرار کے ساتھ آہی جاتا ہے کس لئے کہ دنیا گول
ہے۔ یومیہ تکرار غذا ہے۔ چنانچہ ہر ایک قسم کا کھانا پینا بھی ایسا ہی ہے کہ اسمیں
گندگی ضرور پنہاں ہے۔ ورنہ خون و بول و براز پیدا نہیں ہوتے۔ تو یہ خیال
کرتے ہی کھانے پینے سے نفرت ہوجائے گی۔ استفراغ ہوجائے گا۔ اور
غذا کا اثر بھی بُرا پیدا ہونے لگے گا۔ کیونکہ گھنونے تصور سے تم نے اُسے مس
کیا اس سب سے گھُلا کر بُری موت مروگے۔ بناء علیہ گھنونا تصوّر ممنوع ہے
کیونکہ نامفید ہے۔ ازیں رو اغذیۂ صاف و مفید کو تصوّرانہ و اعتقادانہ حمد کے
ساتھ نورانی حلال سمجھ کے استعمال کرلو تو وہ اپنی کثافت کو کیمیاوی ترکیب
سے باہر کرلے گا۔ اور لطافت کو تمہارے اندر چھوڑ دے گا۔ جیسے غربال
و ارض + اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح عالمِ اصغر و عالمِ اکبر کو کثافت الیع
نہ سمجھو کہ الدین سے یہ سب کثیف چیزیں نکلی ہیں۔ ایسا نہ کہنا۔ دیا سلائی
کو دیا سلائی نہ سمجھو آگ سمجھو۔ اور دیا سلائی اور آگ دونوں سمجھو۔ پس اپنے
محبوب کو نور سمجھو۔ کثافت اور غلاظت سے تصور کروگے تو محبوبیت ورب
نورانیت و روحانیت۔ علوشانی و قدردانی میں اُسکے فرق آجائے گا کہ ع

ہوستاں را حال این ست وائے بیگانہا

پس اس بے قدری و مذمت سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بایں وجہ کثافت
و غلاظت و تجویز کو ضرورتاً ایک تہمت اور بہتان سمجھو۔ یا کسی سبب سے

استعمال کرلی گئی ہے ورنہ تم کو آل و اولاد تک نہ ہوگی۔ طاقت سلب ہوجائیگی یہہ ناشکری کی سزا ہے۔ اور اگر ہوگی تو اس خیال سے غلیظ ہی ہوگی۔ تو چونکہ مصلحتاً و ضرورتاً بطریقِ حق یہ کلام جائز ہے اسلئے مسیحا کو یعنی ہادی برحق خواہ اوتار کو عین اللہ سمجھو۔ قدرتاً و حکماً یہی اسکا اصول ہے۔ اور اسی میں بہتری ہے۔ ورنہ خالص انسان ہی انسان کیسے خود کو خدا کہہ سکتا تھا۔ جیسا خدا نے کہنے کو کہا ویسا اُسنے لوگوں سے اپنے بارے میں کہا اُسنے خدائی حکم کی تعمیل کی۔ ورنہ اُسکو زیبا نہیں کہ خود کو ما کثیف ترین بندۂ حقیر کہہ کے خلائق کے سامنے پیش کرے۔ اور ہدایت کی ہے کیونکہ جب کثیف ترین ہی ہے تو ہدایت کیا کرنے بیٹھا ہے۔ اسواسطے اسے خود کو ما حضورِ انور وغیرہ کہنا چاہئے۔ بندہ کے کر و فر سے آقا ہی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کپڑا اُسکی مناسبت سے بخیہ کرنے کے لئے دھاگا چاہئے۔ تو جیسا زمانہ ویسا اوتار۔ بس اب اُسی اوتار کے ذریعہ سے خدا تم کو کہلاتا ہے کہ خدا کو خلق و تخلیق کا محتاج نہ سمجھو + کسی بات میں بھی اُسکو کم سمجھا۔ یا محتاج سمجھا۔ یا خلافِ شان چنین و چناں سمجھا تو پس تم گئے ابدا ؎

گفتگوئے این و آن کم کن کہ اہلِ حال را
صحتِ باطن بغیر از ترکِ قیل و قال نیست

یا اسکو یوں سمجھو کہ خدا کی مشیتِ آفرینش کی منزل تمام کردہ خلق و تخلیق یا کون و تکوین

ہے۔ اسی طرح انتشارُ الانوارِ عنِ الشمس[1] کی منزل مرکزِ زمین ہے۔ صعود البخارات[2] کا نقطۂ عروج الی السّماء ہے۔ تمام اقسام کے اغذیہ و ادویہ کی منزل اجسامِ ذی حیات ہیں۔ قوتِ سامعہ کی عمل کی منزل جہاں پر اپنا فعل و عمل ختم کر دیتی ہے وہ دماغِ سامع ہے۔ استشمام کے عمل کی آخری منزل سبھی طلبۂ مشام ہے۔ قوتِ ناظرہ کے خاتمۂ رفتار کی منزلِ آخری نقطۂ نظر ہے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑ رہی ہے وہ اُسکے رنگ و شکل کی حقیقت کا انکشاف۔ منظور الیہ شے کی طرف سے بسبیل مارِ نظر ناظر کی جانب دباؤ کرتا ہے تو اُس دباوے کی آخری منزل وہی دماغِ ناظر ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام اغذیہ و ادویہ کی منزل معدہ ہے۔ قوتِ لامسہ کی انتہائی منزل شئے ملموسہ ہے۔ انتہائی خیالات کی منزل مقامِ حیرت و سکوت ہے۔ اولاد کی منزل رحم ہے۔ میّت کی منزل خاکِ مدفن ہے۔ خدائی روح کی مجسم منزل مسیح اللہ ہے۔ اور نیز مجسم نجات جو شکل رکھ کر بے شکل ہے بے شکلی میں بھی شکل رکھتا ہے جسکی مثال یوں ہے کہ ؎

نظم

روشنی اندر ہوا و ایں ہوا اندر فضا	نادر۔ در شیشۂ و از شیشہ بر آید روشنی
متحدِ بایکدگر گشتند۔ در زیرِ سما	ایں فضائے۔ اندر خلا و در خلا نورِ نظر

(۱) سورج سے روشنی کا پھیلنا (۲) آسمان پر بخارات کے چڑھاؤ کا آخری ٹھکانا

ہر یکے نسکلے بہ ارود۔ بعدہ بے شکل ہست   نیستی وہستی وریک آن و احد بر ملا

بہر عاقل بس ہمیں کافیست یکجا یک مثال

از پئے تفہیم وافہام خداوند و خدا

تو پھر کیا وجہ ہے کہ میلے جھمیلے۔ اژدہام۔ ہجوم۔ جمگھٹ وغیرہ کے ٹھہراؤ پڑاؤ۔ نزول وصدور۔ خواہ ورود کے لئے۔ کوئی جگہہ مختص نہ ہو۔ کہ رفتاری انتہائی ہوسکے و فریضے کے خاتمہ کی آخری منزل قرار دیجائے۔ ورنہ رفتار کا عمل برابر جاری رہیگا۔ کہیں سکون اور چین کی صورت نہیں نظر آئیگی۔ اسلئے ضرور ہونا چاہیئے +

قرارگاہ

چنانچہ کوئی پر فضا جگہہ مع باغ وبختا۔ مکان وآرایش بہ ہمہ اشیائے مرغوب الحواس مقرر کردیجاتی ہے کہ لوگ اس جگہہ جمع ہوں۔ قدسیت کا احساس ہو۔ غم غلط ہو۔ خوشی وفرحت میں اضافہ ہو۔ جس سے لذتِ عمر۔ حظِ حیات ولطفِ زندگانی تسکرِ حیات حاصل ہو۔ اس سے برا نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ اِسی بناء پر درگاہ اور تیرت گاہ وغیرہ ہوا کرتے ہیں کہ عام توہی ہے۔ ایک خاص بھی رہا ہے ٹھیک اسی طرح روحانی ومذہبی درگاہ وبیت اللہ بنامِ فرجام مقرر کردیا گیا ہے۔ اب اُسکا نمونہ یا نایب جہاں جہاں ضرورت ہو بنایا جاسکتا ہے اور بنایا جائیگا۔ کچھ بری بات نہیں۔ بس مقبولِ جبلیات انسانیہ ہیں سے

مسیحا مرجع جزو کل سمجھا جائے۔ جیسے تمام دنیا کا کعبہ جہاں گرد و قرار گاہ آفتاب ہے۔ بس یاد رہے کہ قانونِ مفید سے انحراف کرنے میں ضرر پہونچا کرتا ہے اُسوقت سرزنش ہوتی ہے۔ اور سرزنش آخر میں ہوا کرتی ہے۔ جب تھک کر یہہ کہدیا جائے کہ ہم نے فلاں بات کا خاتمہ کر دیا۔ اب بجز سزا کے چارہ نہیں۔ جیسے اگر کوئی دوا محض کر یہہ الھیت ہو۔ بدبو ہو۔ بدذائقہ ہو۔ تو وہ مریض کو طبق میں لپیٹ کر دیجاتی ہے کہ مریض اُسکو فوراً نگل جائے۔ کہ اُس دوا کے تینوں عیوب جاتے رہیں۔ ہاضمہ کے بعد فائدہ ہوگا۔ اگر مریض اس پر بھی نہ استعمال کرے۔ تو سرزنش کے طور پر زبردستی اُسے ٹھونسی جائے گی۔ اگر اس پر بھی وہ اُسکو اُگلدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی مرے گا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا و لھم عذابٌ عظیم کا مصداق صادق آئیگا اسلئے اپنے بادشاہِ دینی و دنیوی۔ روحانی و جسمانی کی بہت تعریف کرو اُسکے ہمہ گیر جلال و جمال۔ رحم و کرم۔ عدل و انصاف۔ ہوشیاری و گوشیاری وصفات و قوائے۔ خداترسی و نیکوکاری۔ اتحاد و ترقی پسندی۔ جزاء و سزا اور جامعیتِ این و آں کا آپس میں چرچا کرو۔ ہرگز مذمت نہ کرو+ اور وہ خود کو ایسا بنائے بھی۔ ورنہ ہرگز برکت نہ ہوگی۔ اِسکا ذکر آچکا ہے + چنانچہ کھاتے وقت کچھ دنوں تک روزانہ کھانے کی مذمت کر کے دیکھ لو وہ کھانا تمہارے حق میں زہر ہو جائے گا۔ حالانکہ ظاہر میں

اُسکے کان نہ تھے۔ مگر گوشیار کا عمل کیا + یہی سب باتیں علم باطن کی ہیں

نقل مکان

ہوشیار بادا ! اب تمام تیاریوں کے بعد تھوڑے دنوں کے لئے باستثنائے صاحبِ عرشِ اعلےٰ سلسلہ وار سب کے سب کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل کردو کہ پوری ترکیب پا جائیں۔ یہہ سیاحت و سیاحت ہے طواف ہے۔ چکر ہے۔ آبادی کی سب وہاری دورِ قیام سے تمام کرو۔ بس اب ملک مشترک ہوجائے۔ اسکا نام رستخیز رکھو۔ جب یکسانی و یکرنگی ہونے لگے تو چھوڑدو۔ پھر جب خرابہ پڑنے کا گمان ہو تو ایسا ہی کرو۔ چاہے صدی کے بعد ہو۔ یا صدی کے پہلے + تعطیل گرمی میں ہو کہ خس کی ٹٹی وغیرہ کے خرچ کا بار خزانہ پر نہ پڑے۔ ہر سال مارچ بھر۔ یا جتنے روز بادشاہ پسند کرے مسیح آباد کے حوالی یا علاقہ میں عالمگیر میلا۔ اور زیارت ہوا کرے اور دس سال کے بعد والے میلے میں اکزبشن یعنی نمایش + تاکہ معلوم ہو کہ ملک نے کیا کیا ترقیاں کی ہیں۔ کیا کیا نئی چیزیں بنی ہیں۔ اُس زمانے میں وہاں کا فرجام خوب سجا رہے۔ اور ہمیشہ سجا رہے۔

حکم دوازدہم

ہادی۔ خواہ خدیو۔ وخدیجہ۔ اور خواجہ کے پاس خالی ہاتھ نجاؤ۔ خالی جاؤ

تو خالی آوٗ۔ بھرے گئے تو بھرے آوٗ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ٹھوٹھے درخت
کو دعا دے کر ہرا بھرا۔ پھولا پھلا۔ بنایا جائے۔ پھر پھل لے کر اُسے دعا دیجائے
دیہہ روزانہ جانے آنے والے پر حکم نہیں) مگر تقریبات میں نذر دو + کوئی
مخالف گروہ نہ بننے پائے۔ تاکہ سلطنت و مراسم معینہ و نسبت اُخری میں رخنہ
ڈال سکے + ہاں فائدہ پہونچا سکتا ہے + اِس کے لئے حلف اور مچلکا لیا جائے
اخبارات اور نئی کتابیں جو شائع ہوتی رہیں وہ انجمنِ معارف میں پیش ہوتی
رہیں۔ کر جانچ ہوتی رہے۔ قوم کو خاتم الاحمقین والجاہلین والمدبرین نہیں
بننے دینا چاہیے + بادشاہِ ظل اللہ کی سب دنیاوی چیزیں اظہارِ جاہ و جلال
کے لئے تمام خلایق سے اعلےٰ رکھو کہ اُسکی طبیعت خوش رہے اِس میں روح افزا
ترقی ہو کر نظام درست ہو سکے۔ یہہ اُسکی ظاہری و باطنی۔ افسری و فیض رسانی
کی اجرت و نشانی ہے۔ مفت کوئی چیز نہیں ملتی (اگرچہ آتشک۔ سوزاک و گناہ)
تم میں زیادہ فیض و برکت بڑہیں گے۔ تمہاری شان بڑہے گی۔ تاج برتری کی
مذمت سے پھٹکار نازل ہوتی ہے + یہہ سب آسمانی و غیبی آدمی و غیبی ذات
کی باتیں۔ غیبی و آسمانی ہیں۔ یعنی بڑے اونچے اور پلّے کی باتیں ہیں۔ جہاں تک
اونچا سمجھ لو۔ مگر نافہم قوم کی طرح یہہ نہ سمجھو کہ سب باتیں اور نعمتیں ختم ہو گئیں کہ

تہی خم خانہا کردند و رفتند

ہرگز نہیں۔ کیونکہ عالم ختم ہو تو سب باتیں ختم ہونگی۔ مگر اُسکے لئے جمیع اقسام کی

نعمتِ ادبار کا خاتمہ ہوگیا ہے جو مُتَدَوِّر ہے۔ اسلئے تمہیں ہمیشہ قدرتی اصُول
ومصلحت کے مطابق اجتہاد وقیاس وتجربہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ فائدہ ہو
جزاء وسزاء کو نرم گرم سے بدل سکتے ہو۔ اور پیدا کرنے والے کو ہمہ آن وہمیشہ
نئی نئی بات پیدا کرنے اور دوہرانے کا حق ہے۔ چاہے ایک بالشت کے قد کا
آدمی بناوے یا دس گز کا۔ چاہے نر کے ذریعہ سے انڈے دلوائے یا نر کے
تصور کے ذریعہ سے۔ اسواسطے وہ خود کو متکلم کی صورت میں انا الحق کہہ سکتا ہے
جسکو تم صیغہ غائب کی صورت میں عین الحق کہو گے۔ کیونکہ عین الحق کا لفظ ہمیشہ
متکلم کی صورت میں انا الحق ہوا کرتا ہے۔ موجودہ بارہ بروج کے مطابق صلحنامہ
کے اندر یہہ بارہ احکام ہوئے پس ہر کوئی اپنی عمر و فریضے کا خاتم ہے۔

طغرائے حرّیت

رب حاکمِ علے الاطلاق جنابِ حضورِ حضرتِ رب العزت۔ العدو حبیب ومحبوب
محرمِ راز جلّ جلالہُ وعمّ نوالہ کی مشیتِ پاک حجہ مسیحائے موعودِ ماضیٰ وموجود
فی الحال کے ذریعے سے یہہ نافذ فرمائی جاتی ہے کہ سب لوگ ملکر بجملہ شرائطِ مذکورہ
اس صلحنامہ اور فیصلۂ جزو کل پر بصدقِ دل دستخط کردو۔ اور عملی جامہ پہناؤ
لہذا نعرۂ خوشی بلند کرو اور آیندہ سے یعنی اسی وقت سے نیک بنو اور ایک بنو
اور ازلی نسبت جو ایک ہے اور اُسکی ازلی نشانی بھی ایک ہی ہے وہ نہیں بدل سکتی

اسکو پکڑے رہو۔ کہ انگلی پکڑ کے پہونچا پکڑا۔ کا مفہوم ثابت کرتا ہے۔ جس کو
آیت اللہ کہیں گے۔ اسکو آیتیل کہتے ہیں۔ یا کہیں گے۔ اور پہنے والے کو
امتل یعنی امت اللہ کہیں گے۔ بحالت نامنظوری تمامی قیامت خیز لوازمات
انقلابیہ مع این وآں برپا ہوں کہ مخلصین آباد وغیر مخلصین برباد ہو جائیں پس مجھ
بندۂ شیدا بنام یحییٰ کی معرفت چاہا گیا سو ہو جا اور اگر منظور ہے تو بعد از دستخط
سارے روئے زمین کے قیدیوں کو فوراً کا فوراً چھوڑ دو۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ جرم و
گناہ کیا ہو۔ انکو چھوڑنے کے پیشتر جادو بیانی کے ساتھ خدا کی تعریف کر کے
برائی سے بچنے اور کام کا جو ہونے کی ہدایت کرو + اور ان سے کہو کہ حضور
فرمانروا سید محمد یحییٰ خاں عین اللہ فرستادۂ حضور خدا جل و علا اللّٰہم
اجعلنی من لدنک ولیا و اجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کے مجسم مصداق
نہایت لاڈ پیار۔ اور شفقت والدین کے ساتھ تمہاری ذات سے یقین فرماتے
ہیں کہ آیندہ جرم و گناہ کے ارتکاب سے بچنے اور بچانے کی کوشش بلیغ کرو گے
لو! اب جاؤ تم چھوڑ دیئے گئے۔ تشکر و خوشی کے نعرے بلند کرتے ہوئے

جاؤ کہ دہائی ہے حضور فرمانروا بہادر کی دہائی ہے۔ دہائی ہے حضرت مسیح موجود
کی + دہائی ہے دہائی ہے جناب حضرت رب العالمین جل جلالہٗ کی دہائی ہے
لا الہ الا اللہ یحییٰ عین اللہ۔ اب ان کے گھر جانے کا بندوبست کر دو۔ کہ شہر اور
آبادی بھر میں دہائی دیتے ہوئے روانہ ہوں۔ مگر سب قیدیوں کے نام سیاہ دا لے

دفتر میں رہنے دو اور محافظ خانہ کے دفتر ضائع نہ ہوں۔ اب یوم الدین مناؤ۔ تمام خوشی میں چراغان کرو + آتشبازی چھوڑو + جشن کرو + باجے بجاؤ + ناچو کودو شرارت نہ کرو جمود نہ بنو + آبادی کو دولھن بناؤ یعنی آراستہ کرو + یہہ سب شکریہ ہے۔ ہر سال اس نئے انتظام کی یادگاری اور سالگرہ میں یوم الدین مناؤ۔ نذرانے ادا کرو۔ مکانوں میں قلعی گردانی کراؤ۔ اور نیا دور اور نیا انتظام جسکو دوسرے لفظ میں قیامت کہتے ہیں وہ عین ظہور خاص ہے۔ اسواسطے وہ ظہور خود کو انا القیامت کہہ سکتا ہے۔ پس جسطرح تمامی مفروضہ مقدس ایکتہ و معابد کے ملنے کی ترکیب سے بہار میں فرجام یعنی معبد مخلصین تیار ہوا۔ اسی طرح یہہ سمجھو کہ تمام نیکوکاری کے مجموعہ تاثیرات کا جوہر جو فوق الفوق ہونے کے سبب سے مستثنی ہو گیا اور مستثنی ہونے کے سبب سے غالب آگیا وہی اوتار بنایا گیا۔ تو سبھی نیکوکار و متقدم و پیغمبر و اوتار کی مجموعہ روح کی ترکیب سے جتنے کہ روح ارکائنات۔ و روح الارواح تم روح الله سے ترکیب پاکر مجھہ اوتار ابن اوتار کی ذات بنی یا ہے۔ اسلئے یہی ایک کافی و وافی مستثنی ذات ہے۔ اور یہہ جائے تعجب نہیں۔ بقول کسیکہ ؎

عجب نبود۔ کہ فرزند از پدر۔ بالاتریں باشد
کہ عطر صندل۔ از صندل فزوں ترمیدہد بورا

لہذا مجھے خلاصتہ الکائنات سمجھو۔ پس جب یہہ ہبط روح القدس یعنی ہم اپنے

وقت پر دنیا رسے روانہ ہوں تو صندل کا تخروطی تابوت بنا کر مخمل سے منڈھ کر اسمیں لاشے کو رکھکر۔ نمک۔ کافور۔ اور صندل کے بُرادے سے ڈھانپکے مقفل کر دینا اُسکے بعد دفن کر دینا۔ اور روشن سنگ مرمر کے لوح مزار پر روشن سنگ موسیٰ کے حروف سے بہت چوب خط اشعار مذکور الصدر کندہ کرا دینا کہ لوگوں کو عبرت ہوکہ چہ بود و چہ شد۔ رہے نام اللہ کے اور رہے نام اللہ کے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ واقعی ؎

نہ یکے ماند و نہ صد ماند نہ کسے نیک و یا نہ بد ماند
نہ پسر را قیام در دنیا است نہ پدر ماند و نہ جد ماند

چنانچہ وہ اشعار کندنی لبسنگ مرمر بطریقہ مذکور یہ ہیں ؎

اشعارِ کندیدنی

کار فرمائی من واقعہ خواہم باقیست
رُشد و تلقین ہدیٰ۔ فیض رسانم باقیست
ملکتِ من۔ نسلِ من وصوتِ من وصورتِ من
بر سرِ لوحِ مزارِ من سبلے چارہ نگر
از پئے عبرتِ ہر مومن وشیدائے خدا

گو کہ روپوش شدم ذکر و بیانم باقیست
زین سبب تا بہ ابد نام ونشانم باقیست
مصحف ونسبتِ من شہرت وشانم باقیست
گو کہ بیچارہ نیم رازے کہ دانم باقیست
گورِ من فکر ربائے سو ئے جانم باقیست

گو منم ذاتِ خدا گو خدا ذاتِ من است
اندریں کون و مکان ہست ہمیں روح اللہ
چشم یکتا و ببیں گریہ کن و اشک بریز

جسم بگذاشتم و روح روانم باقیست
صاحبِ خانہ گم و کون و مکانم باقیست
با ہمہ نیکی بکن - زورِ عنانم باقیست

لن نحییا و انا اللہ و انا الہو بودم
ہر کہ در پردہ نہاں بود ہمانم باقیست

لو! بعد از انخراقِ جامۂ عنصری بھی ہمہ آن لوحِ مزار سے ہدایت جاری ہے
یہہ ہدایت یادگارِ زمانہ رہے۔ اسلئے ہدایتاً و عبرتاً و مصلحتاً۔ اس مزار
کی حاجت ہے کہ زائرین کی عبرت و دل بستگی و تفرج و تفریح طبع کا باعث
ہو کہ خدا یاد آئے کہ جو کچھ ہے وہی ہے۔ اُسی سے دعا مانگو گرچہ کہیں مانگو
اب میں اس حمد و ثنا، خواہ عبارتِ محمودہ پر ختم فیصلہ کرتا ہوں کہ ہو اللہ الذی
لا الہ الا ہو ملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر۔ سبحان اللہ
عما یصفون وسلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔ لا الہ الا اللہ
یحییٰ عین اللہ

آمین ثم آمین

حالانکہ۔ علم ادب کے جو دو حصے ہوتے ہیں جنکا نام نظم و نثر ہے اور پائیدگی

جفت ہیں اسلئے دوسرے یا مخالف جفت کا بھی باضابطہ حق اُن کی یاد آوری کے ذریعہ سے ادا کر دینا چاہیئے اور ادا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تاکہ نظم گوئی و نغمہ سرائی و باجہ نوازی کسی زمانے میں سے نہ سمجھے جائیں۔ مگر نظم کے پیچھے بیکار اوقات بھی نہ برباد کئے جائیں۔ سب کام وقت پر ہو۔ اور درستگی ہو۔ اسلئے عین موقع پر بے ساختۃً و بے تردد عظیمہ انھیں سب مضامینِ بالا کا خاکہ کسیقدر نظم میں بھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ دلبستگی ہونے کے علاوہ جلد مضمون یاد ہو۔ اور تھکان میں کمی ہو۔ چنانچہ وہ نظمی خاکہ بنامِ حق العبادُ یہ ہے۔ (صفحہ محاذی پر دیکھو)

انا القیامت منظوم

حق العباد

بنام شہ عدل و انصاف و داد — بہ ہر عنصر آتش و خاک و باد

ہر اک چیز کی ذات ایک ایک ہے — تو کیسے کہیں رب کو دو ایک ہے؟

مجسّم ہے یا نامجسّم ہے وہ — بہر حال نصفین سے کم ہے وہ

وہ کچھ ہو۔ وہ جانے کہ وہ کون ہے — عن(۱) و عین دیکھی ہے یا عون ہے

وہی ہے ولی اور والی مرا — بنا بر سنو حکم عالی مرا

نہ انصاف کو ہاتھ سے چھوڑنا — سوئے ظلم ہرگز نہ منہ موڑنا

نہ لینا کبھی غیر ممکن کا نام — کہ ہے غیر ممکن(۲) کا کہنا حرام

(۱) طاقتِ اخروی کی حقیقت الحقیقت کا محض با اختیار جوہر بسیط یعنی خدا۔ جو رنگ و روپ سے پاک ہے جسے نیرنگ کار کہتے ہیں (۲) اگر کوئی غلط منطق کی رو سے یہ بول بیٹھے کہ در اصل ایک غیر ممکن کہنا حرام ہے تو پھر کہنے والے نے اس نقطہ کو کھلا کیوں اپنی طرف حرام گوئی کا اطلاق صادق کرایا اس لئے مصرعہ اولیٰ میں اسکی تشریح کر دی گئی۔ اگرچہ یہی کیجاتی تو یہ منطق غلط تھی۔ صحیح منطق۔ صحیح و مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

یہ ہی لفظ از بسکہ ہمت شکن | ق | بجہد و ترقی ہے شمشیر زن

بنا بر نہ ایسی جگہ۔ پر کہو | حرام اس کا کہنا ز منطق نہ ہو

اگر حکم دے کر کوئی بھول جائے | تو محکوم تعمیل سے جی چرائے

مگر پھر بھی محکوم مجرم نہ تھا | اسے بھول جانا فریضہ نہ تھا

اسے دو سزا پھر نہ بھولا کرے | جو بھولے۔ سزا ہی میں جھولا کرے

اگر وہ کہے۔ تم نے کیوں کی خطا؟ (سہو) | یہ منطق سیاست میں ہے نا روا

رکھو دھیان میں از ابد تا ازل | ہر اک کام میں وقت و موقع محل

ہر اک چیز بایکدگر خوب ہے | جو بیجا عمل میں ہو معیوب ہے

مقدم و موخر یہ رکھنی نظر ۵ | کہ ہر کام کا ہو مناسب اثر

ہمیشہ کرو دہر کی پیروی ۶ | نہ گاؤ کبھی غیر کی بھیروی

شریعت کے معنی ہیں قانون کے | جو نکلا ہو فطرت کے قانون سے

ہر اک کام میں لاؤ تمیز کو | کرو تین قسمت یہ سب چیز کو

جو ہو میم کی شکل پر گاؤ دم | کہ اسفل سے اعلیٰ پہ آجاؤ تم

کہ آغاز و انجام کی ہو خبر | نشانی آغاز ہے نوک پر

ہو ادنیٰ سے اوسط۔ اور اس سے اعلیٰ | اور اس سے بھی آگے نہایۃ النہی[1]

وہاں سے پہونچ جاؤ تا انتہا | کہ بس انتہا ہی ہے عین النہی[2]

---

(۱) انتہا الانتہا ہو عقل العقول۔ (۲) الوہیت۔

ہمیں انتہا- عین آلآہ شد | رسیدہ بہ آلآہ وہ واہ شد
کہ پا ہیں الہٰ اور سر پر الاہ | بنے تاج و کلغی و چستر و کلاہ
خدا کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیونکر بنا | خدائی گرا و خدا اگر بنا
خدا ہی نہ جب تک کہ بنجاؤ تم | نہ معلوم ہونگے یہ اسرار گم
دروں نش بشو از محبت بجید | خیان فصل سیّال در منجمد
یقیں و رجا سے یہ دل پھر نجائے | یہ سر جائے لیکن کہیں سر نجائے
جو مطلوب ہو اُسکے عاشق ہو! | پس از وصل آگے کے لائق ہو!!
یہاں تک کہ پھر تم کو حاجت نہ ہو | اور اپنی بھی مطلق ضرورت نہ ہو
یہ دُنیا غلولہ ہے کا فور کا | فقط ایک پتلا ہے وہ نور کا
نی تپرا[1] - نیگوڑا[2] - نیکھٹو[3] ہے وہ | مگر اپنے لاڑوں پہ لٹّو ہے وہ
یہی ہے ترقی کا فطری اصول | وگرنہ رہوگے ہمیشہ ملول
جو مصنوعی چیزیں ہیں انسان کی | شمار اُنکا کرنا جو چاہے کوئی
تو ہو عمر گنتے ہی گنتے تمام | ق | مگر وہ نہ ہو تجھے قریب المرام
جو پہلوں کے آگے تھے از حد محال | وہ موجود ہی ہیں بلا قیل و قال

(۱) نی تپرا- یعنی بے پوت والا-
(۲) نیگوڑا- یعنی بے دست و پا-
(۳) نیکھٹو- یعنی بے کھاٹ باٹ- یا بے جورو جاتا والا-

پھر آگے بھی ممکن ہی اس سے بڑا
بس اب یعنی غیر ممکن ہے دوال (۱)

تو یہ بھی ہو ممکن جو کہتا ہوں میں
کہ جس کے لئے طعن سہتا ہوں میں

وہ یہ ہے سنو اب ذرا کان دو
تجھے بھی دل و جان سے دھیان دو

النون والقلم

بنایا خدا نے جہاں آفریں
درو نقش ہمہ این جہان آفریں

بنا ہے یہ جس طرح فطرت کا گھر
اُسی طرح سے تم بناؤ نگر

مشیت سے جنبش اور جنبش سے نار
یہ ترتیب و ترکیب بیضہ نگار (۲)

پرندوں میں داخل ہوئی جب ہباء (۳)
بنے بال و پر تیب و نور و صبا

جب انسان میں داخل ہوئی یہ ہباء
تو بال اور بیضہ بنی بیڑا

سیاں بال ہیں اور بیضہ نہاں
نکلتے ہیں کچھ ناف سے بیگیاں

ہباء سے بنی رفتہ رفتہ زمیں
بنے آدمی و خیالات دیں

جو باہر رہی تو عزیزی بنی
جو اندر گھسی تو عزیزی بنی

بنی روح و آخر میں روح آفریں
ہباء ہی ہے سب کچھ خیال و جنیں

(۱) حرف علت اکثر مقامات شاعریہ میں کسیقدر دب جانا عیب نہیں کیونکہ روزمرہ کی بول چال میں بھی حروف علت دبجاتے ہیں کہیں جگہ بہت زیادہ کسی جگہ کم بلکہ جملہ کا جملہ لفظ کا لفظ مخفف ہوجاتا ہے۔ جیسے تیڑ مچھا۔ گل مچھا وغیرہ (۲) بیضہ کے جیسا (۳) وہوا اندھا غبار جو سورج سے زمین تک لبیل روزن دکھائی دیتا ہے۔

تکوین (۱)

تناقض اجتماع - اور پھر افتراق ‏ ‏ بنی شکل محسوس با اتحاد

مسلسل بہ دور عناصر بنے ‏ ‏ بتدریج و ناگہ عجائب بنے

کہ پہلے سمندر - پھر اسپر زمیں ‏ ‏ پھر اسپر نباتات یا آں و ایں

زمیں کی حرارت سے جوہر بنے ‏ ‏ صدف کی حرارت سے گوہر[1] بنے

زمیں کی حرارت سے پگھلی زمیں ‏ ‏ بنی تہہ بہ تہہ ہو کے حبل المتیں

گلستان مسافت بنا کوہ میل ‏ ‏ یہ ہے پشتۂ یم - زمیں و زکیل

کٹا کر اکے ہو صاف آب و ہوا ‏ ‏ تہہ قعر ہوں اُس کے گنج خدا

ہوا جزر و مد پھر جزیرا بنا ‏ ‏ بتدریج و ناگاہ ہیرا بنا

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست ‏ ‏ بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

ہو پانی جدا اور مٹی جدا ‏ ‏ اگر اسکو چاہے بنا دے خدا

عجب اتنا بنانا نہ کچھ تھا محال ‏ ‏ تو کیسے محالات کا ہو خیال؟

بنا و ہستی سب کو کر دو جدا ‏ ‏ یقیناً یہی ہے رضائے خدا

سنگوں سے یک لخت کر دو انھیں ‏ ‏ ہو کیچڑ تو کچھ سخت کر دو انھیں

کہ سب لوگ مل کر ترقی کریں ‏ ‏ سرِ عرش پہونچیں نہ ہرگز مریں

کہ بس ایک ہوں اور بنجائیں ہم ‏ ‏ کہ کیچی کا خالی رہے دم بدم

(۱) گوہر یعنی موتی معرب بنا کر جوہر کہا گیا تو اسکے معنی سب قسم کے جواہرات ہیں جو جوہر ہی کی جمع ہے

کہ یحییٰ کے معنی جو ہیں ہوں سو ہوں — بجز اسکے اللہ کو کیا کہوں

جو اُس سے ملے بنگئے وہ خدا — جو اُس سے بچھڑے ہو گئے وہ جدا

خدا سے ہو نسبت خدائی بنے — جدا سے ہو نسبت جدائی بنے

جو کوشش کریگا وہی پائے گا — جو آنے کو ہوگا وہی آئے گا

بتائے گا وہ غیب سے کیمیا — پہ چلے تا کہ سیری سے سوئے خدا

گر اسپر بھی راضی نہ ہوگا کوئی — تو آخر میں جاتی رہے گی دوئی

کہ ہر کام میں پائی بنے کیمیا — ہو اقلیم اسکی - چہ اقلیمیا[1] ؟

اب آگے ہے احوال ملک و نظام — سنے جی لگا کر ہر اک خاص عام

سزا اور مجھکو ہے تاج و علم — جزا عرش - کرسی و نون و قلم[2]

سلمیٰ ستارہ

تمام ستر انتظام آوریں — بصد کر و فر اہتمام آوریں

جزیہ کو کہتے ہیں اکثر جزا — بدی روکنے کے لئے ہے سزا

نہ جلدی جہاں پر سے ناگن ٹلے — تو سمجھو[3] کہ کچھ ہے زمیں کے تلے

سمجھ کے خزانے پہ ہے مار زلف — سیو لے بنے ہیں ہر اک تار زلف

(۱) ریزۂ زر (۲) قلم دوات یعنی امر و نہی سے مقصود ہے (۳) تلمیح۔

نکالو زمیں کھود کے جُملہ تیئے ۔ و فینہ اور جس جگہہ کان ہے

کرو بعد اُسکے یہ سب انتظام ۔ کہ دنیا لگے جگمگانے تمام

یہ دنیا بھی سلمہ ستارہ بنے ۔ کہ جیسے مرصع غبارہ بنے

وہ یہ ہے جواب تم سے کہتا ہوں میں ۔ اسی ذہن میں ذرات رہتا ہوں

مسلسل ہوں انہار و باغات و کشت ۔ کہ ہو تختۂ ارض تختِ بہشت

جو کیاری ہو بچتہ بہ آب رواں ۔ تو اجناس خانہ یہاں اور وہاں

کشادہ مصفا بہت خوشنما ۔ چراگاہ و رمنہ بہ برگ و نوا

مگر جملہ تیئے ہو ردیفوں کے ساتھ ۔ ہوں اجناس و اثمار یا ساگ پات

کہیں خانہ و باغ منقولہ ہوں ۔ کسی جا زمیں دوز موصولہ ہوں

سڑک پختہ اُسکے بازو میں ہو ۔ وہیں ریلوے اُسکے پہلو میں ہو

سڑک کے دو رویہ درختاں ہوں ۔ ہوا خوب آئے نہ گنجان ہوں

مکانات پختہ ہوں با آب و تاب ۔ کہ چھپّر کو کرتے ہیں کوّے خراب

گلہری و بندر سے ہو شہر صاف ۔ نہ چوہے چھچھوندر کا ہو گھر مصاف

مربع مکانات ہموار ہوں ۔ بلندی میں یکساں سزاوار ہوں

شعاع و ہوا کا ہو اس میں دخول ۔ مرتب ہوں با جملہ رکن و اصول

مکانوں میں ہو دود آہنگ بھی ۔ دھوئیں کی نکاسی کی ہو دود چی

(۱) پختہ اور پوختہ دونوں جائز ہیں ۔۔۔(۲) تصرف کردم

کسی جا نہ دروازہ تنگ ہو — کہ اک چوٹ میں ہوش ہی دنگ ہو
مکانات ہوں سب کے سب پوختہ — ضرورت کی چیزیں ہوں اندوختہ
ہر اک گھر پہ نمبر بھی دیتے رہو — خبر رنگ و روغن سے لیتے ہو
نہ مچھر نہ پسو۔ نہ کھٹمل رہے — نہ مکڑی نہ کرفش(۱) نہ بچھو رہے
ہر اک جا ہوں آلات آفات گیر — لٹر بکس و قندیل بدر منیر
رہے روشنی پھول کی شکل پر — کہ ہو دیکھ کر جس سے ٹھنڈی نظر
ستون منارہ(۲) کے نیچے ہو کھال — ردی چیز جو کچھ ہو سب اسمیں ڈال
سراپا۔ سراسر ہوں۔ آراستہ — بہ نظم و صفائی ہوں پیراستہ
ہو تہہ خانہ و ناکہ بندی تمام — کشادہ منصہ(۳) پئے خاص و عام
ادھر آنے والا ادھر سے نہ آئے — ادھر جانیوالا ادھر سے نہ جائے
سڑک گاڑیوں کی ہو دونوں طرف — ٹرم۔ اور بسوئے۔ مزین بہ صف
ہو بیت الادب(۴) خوشنما جابجا — اور حمام و آلات آتش گزا
نخاس(۵)۔ اور چہبچہ(۶) جانور — ہو مزدور گاہ(۷) و پولس ہوٹر پر
کہیں ہوسٹل۔ اور کالج کہیں — مداخل کہیں۔ اور مخارج کہیں
کہیں ہو مسقف قواریر(۸) سے — کسی جا مسقف ہو شہتیر سے

(۱) چھپکلی (۲) وہ ستون جسپر میونسپلٹی کی طرف سے روشنی ہو اسکو ستون منارہ کہیں گے (۳) پلیٹ فارم فٹ پاتھ (۴) بیتخانہ پیشاب خانہ (۵) فروخت جانوران اور جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (۶) جانوروں کے پانی پینے کی جگہہ۔ (۷) مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (۸) شیشوں سے مسقف یا چھت کی ہوئی۔

کہیں مارکٹ اور کہیں سیرگاہ
کہیں پر ہو معبد بذکرِ الٰہ

مگر دونوں جانب رہیں روبرو
نہ ترتیب میں فرق ہو ہوبہو

ہو اتوار کے روز تعطیلِ عام
ہو جشن و عبادت بہ آرامِ تام

پھر ریتے کا ہو اسطوانہ لگا
ہو فرشِ زمیں منجلی بر ملا

دکھاؤ مناظر بائیسکوپ سے
کہ پیچر کا سب سین دل میں جمے

نمائش ازل سے ابد تک کی ہو
اور مجھ ایسے حیّ الصمد (۱) تک کی ہو

کرے کا کرہ خربزہ وار ہو
ہو نشانہ نما جیسے منشار (۲) ہو

مسلسل مطوّل ہوں انگشت وار
گلہری کا دھڑ جیسے ہے پٹے وار

کہیں پر خلا ہو بعید سبزہ زار
ہوا وار ہو تا کہ جھلکے بہار

غرض نہر سے تا بہ شہر و دیار
سبھی کمرخی ہوں بہ ترتیب وار

مقابل میں جو چیز ہو توڑ دو
کوئی کچھ جو بولے تو سر پھوڑ دو

مگر تاج بی بی کا روضہ بچاؤ
جو زد ہی پر آجائے تو پھر گراؤ

مناسب ہے سب عمدہ تعمیر کو
مِشن سے اٹھانے کی کوشش کرو

پہاڑوں کو چکناؤ آئینہ وار
جو بیجا ہوں اُن کو کرو تار تار

نہ دکانِ زرگر ہو مخفی جگہہ
کھلی جا بجا ہو اور اچھی جگہہ

خریدے نہ وہ تا کہ چوری کا مال
نہ پھیلائے ہر سمت چوری کا جال

(۱) چاہیے شہزور حیّ الصمد ہو۔ یا کمزور — (۲) اژدہ

جہانتک ہو ممکن کرو ورزشیں
پئے تندرستی کرو کوششیں

کریں نوع و جنس یہی سب ورزشیں
لگا دو بصد کوچ و صد کاوشیں

نہ مایوس ہونا کسی کام میں
پڑے گا خلل اس سے آرام میں

کسی کو نہ نقصان پہونچایا ہو
بدوں کو بہ تاوان پہونچایا ہو

برائی سے ایذا و نقصان ہے
بھلائی سے راحت کا سامان ہے

نور کا پتلا

بنامِ شہنشاہِ قوم آفریں
بہر پیشہ ور پیشہ و قوم آفریں *علامت

تو آباد کر ڈالو سب گھر دوار
بصد سلسلہ اور ترتیب وار

نہ ہو بدویت اور اعرابیت
حضارم(۱) سے ہو اندرین شش جہت

کہ بالیکدگر اک کو ہر اک سے کام
کھجر ہٹیے پن(۲) ایک دم ہے حرام

مسلسل ہر اک اہلِ پیشہ کا گھر
ہو ترتیب کے ساتھ بالیکدگر

چرندہ۔ پرندہ۔ درندہ و خر
ضرورت ہو جسکی رکھو اپنے گھر

مگر ہر طرح سے صفائی رہے
برائی نکالو بھلائی رہے

(۱) ساتھ ملکر رہنے والے لوگ کر حضر و موت ایک ہی جگہہ ہو جسکا ضد بدویت ہو۔ (۲) خانہ بدوشی

جب ایجاد ہو آلۂ بصدق گو
تو دل کو ہر اک شخص کے بہین

متن ہو یہ اک کام سے واسطے
مگر اچھے انجام کے واسطے

مسائل ہوں سب ویسے ہی نا ریال
غلاظت ہو اندر ہی اندر روال

بہت وہ خندق میں جا کر گرے
اور اندر ہی اندر سما کر گرے

ستے تاکہ وہ کشت کاری کا کھاد
کہ سرسبز و شاداب ہو جائداد

ہو کچھ میل کے ابھی پھر ایسے ہی
کہ جیسا بیاں کر چکا ہوں ابھی

ہو نامہ محلہ بہ لفظِ شریف
بلا فحش (۱) "یا" تک ہو ختم ردیف

کہ جلدی سے ہو حفظِ لفظِ لغت
ہو طباعہ (۲) کی چھاپ سے بھی یہ گیت

ہر اک جا ہو نظم و صفائی کی دھوم
یہ ہیں انتظاماتِ بحر العلوم (۳)

صفائی ہے جزوِ خداوندگی
خداوندگی ہے بڑی بندگی

صفائی ملک و بیوت و بدن
صفائی روحانی مرد و زن

کرو مسکن کو گوبر سے لیپا کرو
کثافت سے بچا کو مرض سے ڈرو

مسوڑوں پہ اپنے جمانا نہ زنگ
مصفّا ہوں دندان نہ ہوں ان میں زنگ

بگڑنا نہ ہرگز گورنمنٹ سے
صفائی کرو زخم کی لِنٹ (۴) سے

(۱) یعنی لغت کے الفاظ ختم ہوں۔
(۲) گرامیفونوں کی طرح ایک آلے جس کے ذریعہ سے علوم و فنون کی تعلیم چشم زدن میں دل و دماغ پر چھاپ دیئے جائیں۔
(۳) توراۃ کی پیشنگوئی کے مطابق اشارہ بفرمانروا۔
(۴) پھاہے سے یعنی نرمی سے

ہر اک شئے کی صفائی بنی ہے جلا — کہ جیسے صفائی و الشمس ہدیٰ

شرابِ (۱) مصفّا سے جائیگا داغ — مکدر ہو گر خون و قلب و دماغ

عمل میں بشرطیکہ ہو با اصول — وگرنہ بگڑے گی سراپا ملول

ہر اک چیز کا خاص دستور ہے — کہ بے ضابطہ ہو تو بے نور ہے

یہ یکسو بناتی ہے انساں کو — خصوصاً بہ آغوشِ دو جان کو

وہ صفائی ہی کیا جو ہو خود ہی کثیف — ہو صفائی وہی جو ہو خود بھی لطیف

اگر کوئی بد بُو و ناپاک ہو — تو دین اور دنیا میں غمناک ہو

اگر آبِ (۲) غسالش وہی اسپ را — نہ نوشند۔ کند پوز (۳) خود را جدا

نہ دیکھے گا وہ خواب بس سود مند — کہ رہتے ہیں اُسکے مسامات بند

صفائی سے رہنا ہر اک کام میں — نہ ہو میل گھر میں نہ اندام میں

نہ دل میں کسی جا کدورت رہے — تصور میں صرف ایک صورت رہے

وہ صورت تری ہو نہ صورت مری — بیک بینی و دو گوش صورت تری

یہ ہیں مشتمل بر ثبات و وفاق (۴) — عدیم الوفاقی ہے گویا نفاق

جو ہو اک زباں (۱) اک دہم (۲) ایک مزاج (۳) — تو البتہ ہوگا وفاقی مزاج

اور افعال و حرکات انسانیہ — ہو رکن و شرائط ہوں نورانیہ

(۱) شرابِ جمیع الکحل و گندہ، ابخرہ و مضرت بخش اجزا سے پاک ہو سراسر سرور بخش و مفرح دل و دماغ و مصفی و مفید ہو۔ جو ضابطہ سے مستعمل ہو (۲) اگر ناپاک آدمی کو غسل دلا کر اُس غسل کا پانی گھوڑے کو پینے کو دو تو اُسکو وہ نہیں پیئیگا
(۳) جانوروں کے منہ وغیرہ کو پوز کہتے ہیں۔ چہرہ نہیں کہتے۔
(۴) اتفاق۔

یہ طفلی و پیری و وقتِ شباب / ہر اک کام احسن ہو خوبی مآب

بجا لائیو اپنی ڈیوٹی سبھی / پکڑنی کبھی اُس میں پہلو تہی

اگر میں کروں اس میں پہلو تہی / تو یہہ بھی ہے ڈیوٹی برائے بہی

بدوں کے لئے ایسی ڈیوٹی ہو فرض / کہ یوگا فیوگا بڑ ہے اُن کا مرض (۱)

برائی کا تاکہ نتیجہ ملے / موافق زراعت کے بیج ملے

اگر علم اپنا بڑھاتے کہیں / تو پھر جان جاتے سبھی رازِ دیں

ہر اک علم و فن میں ہو منتہی / پس از انتہائے بریں ملتہی (۲)

کہ حاجت نہ پھر علمِ کُل کی رہے / ہر اک شئے ہو حاضر بلا کُن کہے

رازِ تصور

جو کہتا ہوں اسکو تصور کرو / تصور کے اندر تفکر کرو

تصور علےٰ حسبِ تحقیق ہو / تصور ہی کیا جب نہ تصدیق ہو

تصور ہے ساری ترقی کا راز / تصور ہی خالی ہے اصلی نماز

تصور تو اک قدرتی بات ہے / جو بیجا کا تصور ہے ہیہات ہے

(۱) اسکے دو تلفظ ہیں (۲) صاحبِ الوہیت ،

تصور ہے گویا بنائے حیات — تو پھر کیسے منکر بنے کوئی ذات

تصور سے ڈہلتا ہے نقشہ وہی — کہ جو بات زیرِ تصور رہی

خدا کا یقیں اور اُسکی رضا — تصور سے معلوم ہوگی سوا

تصور ہے الٹا تو تصدیق راست — ہو افواہ الٹی تو تحقیق راست

(۱) دُرر ہیں صدف میں بدریا شور — مبادا کہ غرقاب ہو غوطہ خور

تصور میں پتلا رہے نور کا — نہ پتلا ہو وہ کوئی کا فور کا

تصور میں پہلے ہو ظلمات گر — تو نکلے گا نور اُس سے خود چھوٹ کر

تصور ہو جس چیز کی عین کا — مسلّم وہی چیز ہو رونقا

بنابر نہ ہو عین گاؤ پلنگ — نہ عینِ بہایم نہ مار و نہنگ

رہے نقشۂ عین از حد حسیں — کہ پیدا ہو اُس میں سے عین الیقیں

معین جو عین الہدیٰ ہے وہی — یقیناً خوشا ہے زروئے بہی

وگرنہ تجھے خود جو آئے پسند — تو رکھ بس اُسی کو تصور میں بند

(۲) تو رکھ دہیان میں اپنی ہی عینِ ذات — کہ پتلی تری لوٹکر ہو دو تا

دو تائی کے جھگڑے سے یکتا بنے — دوئی سے بری ہوکے یہوا بنے

کہ تارِ نظر نکلے ہو جاؤ ایک — بیک نسبتِ واحدہ سب جہاں نیک

کہ برکت علےٰ حسب نسبت رہے — ہمیشہ ترقی کی عادت رہے

خدا کا جو ہوگا بنے گا خدا — جدا کا جو ہوگا بنے گا جدا

(۱) ہندوستان (۲) [illegible]

بعشق و محبت جگر ہو کباب — کہ بو ناک میں آئے اسکی شتاب
کبھی بوئے کافور اخراج ہو — کبھی بوئے صندل کو معراج ہو
یہ حس بندیاں اور زباں بندیاں — یہہ حد بندیاں اور جہاں بندیاں
یہہ سب نیست ہوں کچھ نہ باقی رہے — یہ اعجاز و قدرت ملاقی رہے
نہ کچھ پردہ داری کی حاجت رہے — کٹھن سہل ہو۔ کچھ نہ دقت رہے
یہیں ہے سبھی کچھ۔ وہاں کچھ نہیں — وہیں اصلیت ہے۔ یہاں کچھ نہیں
اگر آپ ہی جڑ۔ اور ماں آپ وہم — تو ہی ابن۔ بر۔ او نتیجہ ہے ہم
ہمی جسنے پکڑا۔ ہما ہو گیا — اکیلے وہ۔ ما و تُما ہو گیا
تصور کرو۔ جیسے کرتے ہیں باز — اور ایسے ہی کرتے ہیں چیل اور زاغ
اگر کچھ نہیں ہے۔ تصور نکر — بڑھاپے میں زن کا تفکر نکر
نہ رہنا کبھی تم مقید خیال — دگر نہ گروگے بہ قعر زوال
جو یکسوئی گرگٹ کی مانند ہو — تو بگلے کی مانند گوشہ(۱) ہو
تخیل است۔ مخیول(۲)۔ خالق(۳) خیال — کہ از وصل وصلین باشد وصال
وہ ایسا ہو دھیا کہ اک من میں ہو — اسی گیان میں ہو۔ اسی گن میں ہو
خیالات حق۔ یا خیالاتِ حق — خیالِ ذاتِ حق، عاشقِ ذاتِ حق
یہ غفلت یہ کمزوریاں ہیں گناہ — جو شہ زور ہو گا بنیگا الاہ
تو شہ زور ہی کو سمجھ قدیر — کہو اسکو لاثانی و بے نظیر

(۱) [illegible]
(۲) خیال کرنیوالا
(۳) خیال کیا ہوا

وگرنہ ضعیفی میں سطحِ زمیں
نکل بھاگتی ہے قدم سے کہیں

جو آخر اسی وہیان میں مرگیا
سفر عین اللہ میں کر گیا

یہ دار المحن ہے تو کر محنتیں
اسی سے ملیں گی تجھے راحتیں

کہ راحت ہی ہر شئے کا لبِ لباب
کہ ہے حرف جیسے بنائے کتاب

کہ باجاؤ بوجاؤ بیجا رہے
مزید ارسب کا نتیجا رہے

پھر آخر میں بیجاؤ گے این وآں
مناسب ہو اب راز کردو نہاں

اسماء الحسنی

بنامِ خداوندِ خوبی پسند
رہا بندہ مطلق و قید و بند

زنانے جو اسماء ہیں سندر رکھو
بڑا لاڈلا۔ اور گنتو بز رکھو

کہ وہ ہے انوکھی تو اچھی ہے یہ
اجالی ہے وہ تو اچنبھی ہے یہ

جہانتک ہو ممکن تلاثی رکھو
الف۔ یا۔ و یا۔ نون اواخر میں

کہ جیسے ہی فضلہ اور فضلی کا نام
دگر لفظ فضلن ہی مشہورِ عام

پھر آخر میں ہو لفظِ تعظیمیہ
ہو۔ تعظیمیہ اور تکریمیہ

ق

سے چلے عمر و رتبے کا جس سے پتا
اگر اسکو سمجھا تو مجھ کو بتا

(۱) باجا یعنی ساز نواغنبہ و مزمار ستار نگ ستار۔ شہنائی وغیرہ۔ بوجا یعنی خوشبو لوبان وغیرہ۔ بیجا۔ شادی

سنو لفظِ تعظیم بہرِ ادب
نہ بنّا کبھی بے ادب بے سبب

کہیں لفظِ باجی۔ کہیں لفظِ بی
کہیں لفظِ بی بی۔ کہیں لفظ جی

کسی جا یہ خاتون و بانو کا لفظ
کسی جا نساء۔ اور نسا لو کا لفظ

کہیں بنت و اُم اور جانم کہیں
کہیں لفظ بیگم۔ تو خانم کہیں

کہیں میم کا لفظ آخر میں ہو
بہت لاڈلا نام ظاہر میں ہو

جہاں پر مناسب ہو چسپاں کرو
یہ اعراب و حرکات شایاں کرو

غرض یہہ کہ اسماءِ حسنے رکھو
کہ برکت کا ویسا ہی فیضان ہو

ثریا محل۔ اور تاجِ محل
یہہ سب نام اچھے ہیں بالکل اجل(۱)

نہ لو تو غلط جیسے یہ بات ہے
شبِ لیلۃ القدر کی رات ہے

[illegible]

مردانہ نام

رکھو نامِ مردانہ۔ مردانہ وار
کرے رتبہ و پیش کو جو آشکار

کہیں واو۔ یا۔ نون آواخر میں ہوں
ذرہ شکل و صورت بھی ظاہر میں ہوں

لنگوٹی میں بنّا نہ دولھے نواب
ہوں کالے میاں۔ نام ہو انتخاب

لنگوٹی میں زیبا نہیں تخت و تاج
کسی وقت ہوگا۔ نہ زیبا ہے آج

نہ یہہ سیتھی کام آئے گی اب
کہ ہے چوبِ پولیس پئے بے ادب

که لازم ہے اب تاج کا احترام | کہ ہے دھوتی پرشاد پر بھی حرام

غلامانہ عادت۔ غلامی لباس | غلامانہ سب و شتم سب ستیاناس

تنفّر۔ چھوا چھوت کا ہو رواج | پھر اُس پر تمنّا۔ ملے تخت و تاج

ڈپٹ کر کہو۔ بس غلامی میں رہ | تو خاکی و لعنِ مُدامی میں رہ

گنہگار و نالایق و ناکار | نہ حقدار ہے رحیم پروردگار

جو ہو اس سے اچھا ہے گو ہو بُرا | کہ ہے منہ پہ رام اُسکے دل میں چھرا

بہرکیف۔ اب بات پہلی سنو | جہاں تک ہو ممکن تم اچھے بنو

سبھی نام رکھنے میں ہو احتیاط | تناسب۔ توازن ہو التقاط (۱)

کہیں فضلی ہے اور فضلو کہیں | کہیں پر میاں۔ اور بالو کہیں

کہیں نام امّن اور اچھو کہیں | کہیں نام ننّھن اور ننّو کہیں

کہیں پر صفحے اور کہیں پر دیے | کہیں پر علا اور کہیں پر ہدے

کہیں جنگ و ملک اور کہیں جان و خال | کہیں لفظِ حق اور کہیں پر زمال

کہیں پر ہو دولہ کہیں پر پناہ | کہیں پر بہادر۔ کہیں پر الٰہ (۱)

کہیں لفظِ دوران و لفظِ امام | علٰی حسبِ رتبہ علیہ السلام

غرض نام میں ہو۔ بڑی دلکشی | کہ سننے سے پیدا ہو دل میں خوشی

لغت ہی بنا لو روایتوں کے ساتھ | کہ آساں ہو جائے اک دم یہ بات

بدلتا رہے نام اک جگ کے بعد | یہ اسمائے حُسنیٰ ہوئے حسبِ عد (۲)

(۱) انتخاب۔

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

پڑھے علمِ طب تو لکھو ڈاکٹر — اگر ستری ہے تو انجینیر

الٰہی و اللہ و رحمٰن و دیں — نہ بیجا لکھو نام میں بالیقیں

جہاں پر ہو موقع وہیں پر رکھو — بدستور بیجا اگرچہ کہیں پہ لکھو

محمد - علی - و حسین و حسن — غرض یہہ کہ اسمائے ہر پاک تن

نہ رکھنا کبھی اس طرح نام میں — کہ جیسے علی - لفظِ اغلام میں

مرکب نہ ہو لفظِ احمد کے ساتھ — نہ بیجا کسی نام میں لفظِ ناتھ

مرکب نہ ہو عبد و یا بخش سے[۱] — نہ ان لفظ سے جو بیاں کر چکے

کہیں نام مفرد ہے از حد خوشا — سماعت میں ہوتا ہے وہ خوشنوا

کہ جیسے کہے کوئی مظہر امام — یہہ ترکیب احسن ہے دیگر حرام

لکھو نیچے مظہر کو محوّ سبھی — کہ پیارے تلفظ سے ہو دلکشی

اگر نام یحییٰ ہے حیّو لکھو — نہیں تو اُسے صرف یاہو لکھو

نہ رکھنا ہو اوتا تو پھر چھوڑ دو — مگر ہیچ کیا ہے اگر نام ہو

تو ایسے ہی ہو لفظِ مہدی میں یا — کہ جو مہدیں ہو جیسی الّا دا

حسن المآب

تیام خدائے نصیحت گرا[۲] - ترقی پسند و تنبیہ رہبرا[۳]

(۱) جیسے عبد النقی یا وریح بخش یا کریم بخش تھا لیکن یہہ خیر بخش سے بگڑ کر بنا ہو (۲) بہت بڑا ناصح - گرا میں الف مبالغہ ہے
(۳) بادشاہ - پیغمبر یا سلطان الانبیاء - یا خدائے پاک ہادیِ ازل -

شروع اب یہاں ہو یہ نظمِ فصیح — بلاغت نورد و زیجیِ فصیح(۱)
مری نور افشاں نصیحت سنو — سنو دل سے اہلِ نصیحت سنو
مذمت نہ موسم کی کرنی کبھی — بڑی آؤ بھگت اسکی کرنی سبھی
نہ غمگین رہنا بہ آغازِ سال — کہ قسمت میں ہو پھر ہمیشہ ملال
بصد ہا خوشی جشن کرنا ضرور — کہ حق میں تمہارے ہو سالِ سرور
ہنسی ہو خوشی ہو یکانیت ہو — بصد شکرِ یہوا بلا نیت ہو
عزیز و اقارب گر اس دن مریں — تو وہ غم نہ کھائیں تو پھر کیا کریں؟
ق یہاں پر نہ اس غم سے مقصود ہے — محرم میں رونا جو بے سود ہے
ق ہے اس سے غرض اور اس سے نہیں — زرا بات سمجھو جو ہو آن وایں
ہنسی کی جگہ ہے تو ہنس دو وہیں — رلائی کے موقع پہ ہنسنا نہیں
نہتھے کسی جا نہ جانا کبھی — نصیحت مری یاد رکھنی سبھی
رہے قوم کی قوم ہتھیار بند — تو بے شک نہ پہونچے گا بے حد گزند
سپاہی منش ہو کے رہنا ضرور — نہاں انہیں پاؤ گے صلح و سرور
بوقتِ امن ہاتھ میں ہو چھڑی — پئے وقت بینی رہے اک گھڑی
کہ پابندیٔ ضبطِ اوقات ہو — اصولوں کی شامل ہر اک بات ہو
رکھیں ہاتھ میں عورتیں چھتریاں — کہ گتّے وغیرہ سے پائیں اماں
نہ اوقات بیکار کھوتا کبھی — کہ پچھتائے ہیں کھو کے آخر سبھی

مقرر کرو۔ وقت۔ ہر کام کا
ٹہلنے اور پھرنے اور آرام کا

پسندیدگی سے ہو شادی تمام
باجفت رہنا ہے اک دم حرام

کبھی چار سے عشق[1] ہوتا نہیں
یہہ دس کھیت میں بیج بوتا نہیں

ملے گر نہ موقع پئے زوجیت
تو لازم ہے رکھے بلا جفت پت[2]

مسیحا بھی چاہیں تو شادی کریں
غرض جملہ مہدی و ہادی کریں

محبت میں آکر بنو ایک قوم
کہ سب لوگ ملکر بنیں نیک قوم

خوراک اور پوشاک و جفت و مکاں
پئے تندرستی ہیں جسم و دو کا ماں

دعا و ثنا و صلواۃ و سلام
پئے اتحادات در خاص و عام

ہر اک جا پہ ایسا ہی ہو انتظام
کہ معبد میں عالم کے ہو ایک رام[3]

طریقہ پہ جینے کی و ایمان و زر
سزا و دوا بہرِ اخراجِ شر

خیال و مقال اور اعمال سب
بہ خوش نیتی ہوں پئے روح و رب

تجارت میں صرف ایک قیمت رکھو
نہ بس لوٹ لینے کی نیت رکھو

جہاں تک ہو ممکن نہ دینا ادھار
جو نو سو کی وہ ہو تو کر دو ہزار

مگر پھر بھی ہمتی کا رکھنا خیال
کہ قہرِ خدا ہے جدائی مال

اسی واسطے ہے بہانہ روا
نہ دیتے ہیں زر لوگ صبح و مسا

کہ ہو جتنے ہی دیر تک اس پہ ہاتھ
بس اتنا ہی بہتر ہے اس زر کا ساتھ

(۱) تعیش اور تنسے ہو عشق اور تنے ہو (۲) عزت یا پارسائی۔ (۳) ایک خدا۔ (۴) ادھار کے خلاف بکری کو کہتے ہیں جو دکان کھولتے ہی پیش آئے ادھار نہ ہو نقد انقدی ہو۔

تواریخ سے بھی یہ ثابت ہوا
کہ زردے کے لینا ہی آسان تھا

جہانتک مجھے بھی ہوا تجربہ
کہ زردو[1] سے کے پاتا ہی۔ پاتا ہبہ

مگر پھر بھی موقع یہ رکھو نظر
بنو لوگ اس واسطے خوب تر

بہانے کی جا پر بہانہ کرو
بلا کو وہاں سے روانہ کرو

یہ کچھ کذب گوئی میں داخل نہیں
گناہوں کی باتوں میں شامل نہیں

نتیجہ برائی کا ہوگا۔ برا
سمجھ لو ہر اک جا پہ کھوٹا کھرا

نتیجہ ہر اک فعل کا ہے ضرور
اگرچہ ہو بارہ برس میں ظہور

نتش اعمال فطرت ہی اُسکی اگر
تو ہوگا ستاروں کا کب بد اثر؟

کہ بیکار رجعت کا وہ دم بھرے
ستاروں کو بدنام یونہی کرے

گر ایسا ہو پھر نجم ہو جرم کار
گنہگار آخر ہو پروردگار

خلاف عدل و انصاف قانون ہو
بلا عدل ہر اک جگہہ خون ہو

جو ایسا کہے وہ گنہگار ہے
لہذا ہر اک چیز[2] مختار ہے

کہ مختار کا مادہ خیر ہے
جو ایسا نہ سمجھے[6] بہی ضیر ہے

تو پھر خیر سے ضیر نکلے گا کب؟
کہ قدرت ہی قادر سے نکلیگی سب

کہ ہیں اختیارات حسب العقول
نہ بق بق کرو جبر کہکر فضول

(۱) زدو سے کے واپس پانا گویا ترکہ و مال ہبہ پانا ہی۔ یعنی وصولی بہت مشکل ہے (۲) اس نقط و معنی پر تم خود غور کرو۔ (۳) بہا۔

اگر جبر کا لفظ بولے کبھی ‏— تو مجبور ہو جاؤ گے واقعی

زمانے کے ہمرنگ ہوتے رہو ‏— وگرنہ سبھی چیز کھوتے رہو

بہ امید(۱) و بدعت(۲) و جدّت(۳) عام ‏— بصد منفعت ہو درستی کلام

جب ان آکولیشن(۴) کا دورہ گیا ‏— تو پھر نام اُس کا زباں پر نہ لا

تکاثف(۵) سے ہوگا تخلخل ضرور ‏— نجات آخری ہوگی بالکل ضرور

ہو جب بے دھڑک باہمی ازدواج ‏— تو سمجھو کہ سب حکم پائے رواج

کرے جو نہ شادی بوقتِ بلوغ ‏— ملیں گے نہ لعنت سے اُسکو فروغ

یقین و رجا پر ہے مبنی یہ حکم ‏— بس اب سر جھکا دو رہو صم و بکم

وگرنہ کجا کامیابی حسن۔ ‏— بہر طور صدہا خرابی حسن

کجا حسن و خوبی کجا عیش و طیش ‏— رہے باہمی غل غپاڑا اور طیش

سبھوں پر دوامی ملامت رہے ‏— بصد قہر لعنت پہ لعنت رہے

بس ہونے دو اب باہمی ازدواج ‏— بنائیگا یہ اک دھرم۔ ایک راج

وگرنہ رہے گی کمی صفات ‏— زن و مرد ہیں مرکزِ کائنات

یقین مفید است عین(۶) الہدیٰ ‏— یقین مضر گشت شرالوریٰ

(۱) تم قوم ثمود و از حد مردود کی طرح نہ بننا اس لئے ایسی بیہودہ تشریح نہ کرنا کہ آں ہادی برحق نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ جبر کا لفظ ہی کبھی نہ بولو۔ یہ مہمل منطق ہوگی۔ (۲) بڑی سختی سے گودنا گودکر چیچک کے مہلک زہر کو نکالنے کی ترکیب جس سے بچے اور دھنگو ہو جاتے تھے۔ (۳) اصطلاحِ فلسفہ یعنی ٹھوس پنے سے گذر کر کبھی نہ کبھی خلا و اٹھو ہو جانا ہے (۴) بلا روک ٹوک سب قوم میں شادی بیاہ ہونا جسکو انگریزی میں انٹرمیرج کہتے ہیں یعنی مصاہرت (۵) فراغت نہ کرنا تقی۔ (۶) سرچشمۂ ہدایت۔

کافور کی گڑیا

حکایت

تمام بت ماہرو آفریں
بصد حسن صد ناز و آفریں

اگر کوئی ہو سر سے پا تک حسیں
اور اک دم ہو معشوق زہرہ جبیں

نہ وہ حور ہی ہو نہ وہ نور ہو
تصور میں آتے ہی کافور ہو

اگر نجم دندان[۱] غبارہ بنے
تو مسواک دمدار تارہ بنے

ہلال[۲] صنم برق وش مار ہو
پر مرغ زریں کی تلوار ہو

فرنگی محل میں ہو زنگی[۳] سیاہ
تل آگ میں جیسے دانہ سیاہ[۴]

سراپا صنم تیز ہتھیار ہوں
جہنم[۵] ہوں شیدائی فی النار ہوں

کوئی اسکا ہو۔ عاشق بیقرار
جو یہ چاہتا ہو ملے وہ نگار

کوئی اس سے کہدے کہ وہ مر گئی
سفر سوئے ملک عدم کر گئی

جنازہ اٹھے گا دم صبح کل
اسیوقت جا دیکھ۔ گھر سے نکل

یہ سنتے ہی وہ آئے لپکا ہوا
نہایت پریشان بھپکا ہوا

وہ پہونچے جہاں وہ ہو لیٹی ہوئی
پڑی ہو ردا میں لپٹی ہوئی

(۱) غبار کی طرح میلا (۲) فرنگی کی طرح سفید رخسار سے و چہرے (۳) زنگی کی طرح سیاہ خال و زلف (۴) خال
(۵) یعنی صنم کی ذات آگ ہو رہی ہو یعنی جہنم۔

ہو سامانِ مرگِ حقیقی و ہاں ۔ دیا(۱) ایک جلتا ہوا نیم جاں
پہونچتے ہی یہ اُسکو کھولے وہیں ۔ تو دیکھے کہ مردہ ہی وہ نازنیں
لگے بولنے ہائے اے میری جاں! ۔ کہاں ہو؟ کہاں ہو؟؟ کہاں ہو؟؟؟ کہاں؟
یہ دنبالۂ کحلِ آہو کی پونچھ ۔ یہ نرمیِ گیسو ہیں جھٹّے کی مونچھ
اگر عرش سے زلف لٹکائے تو ۔ تو شیطان و اژدر کو جھٹکائے تو
پسینہ ترا گر لونڈر بنے ۔ بچارہ(۲) ۔ بتّرِ سکندر بنے
اجی میری جانی اجی میری آہ ۔ اجی میرے سرتاج و چترِ کلاہ
محبت سے مرنے میں بو موت کی ۔ وہ دلکش ہی بو جیسے پرسوت(۳) کی
جہاں آگ ہوگی وہیں پر دھواں ۔ وہیں پر ہے گرمی و سوزش نہاں
مگر نارِ خالص ہے ظلمات ہیں ۔ بہت سے معانی ہیں اسرارات ہیں
یہ سب کہکے وہ لے بلائیں وہیں ۔ کراتے ہیں تا گاہ وہ نازنیں
کمر کھینچکر آنکھ کو چیر کر ۔ بغیظ و غضب رخ کرے سر بسر
بڑی زور سے بول اٹھے لفظِ ہاؤ ۔ کہ غرّائے جیسے کوئی بن بلاؤ
تو دیکھو کہ عاشق میاں ہیں کہاں؟ ۔ یقیناً وہ پہونچے یقیں تھا جہاں
غرض انکے اکدم نکلجائے دم ۔ گرے چیخکر ایک پہلو پہ خم
اگر اُسکو پہلے سے ہوتا یقیں ۔ کہ ہرگز مری ہی نہ یہ نازنیں

(۱) چراغ (۲) ناک (۳) زچے اور بچے کی بو۔

ہو سامانِ مرگِ حقیقی وہاں — دیا(۱) ایک جلتا ہوا نیم جاں

پہونچتے ہی یہ اسکو کھولیں وہیں — تو دیکھیں کہ مردہ ہے وہ نازنیں

لگے بولنے ہائے اے میری جاں! — کہاں ہو؟ کہاں ہو؟؟ کہاں ہو؟؟؟ کہاں

یہ دنبالۂ کحل آہو کی پونچھ — یہہ نرمیٔ گیسو ہیں بھتنے کی مونچھ

اگر عرش سے زلف لٹکائے تو — تو شیطان و اژدر کو جھٹکائے تو

پسینہ ترا گر لونڈر بنے ۔ — بچارہ ۔ بنتِ(۲) سکندر بنے

اجی میری جانی اجی میری آہ — اجی میرے سرتاج و چترِ کلاہ

محبت سے مرنے میں بو موت کی — وہ دلکش ہے بو جیسے پرسوت(۳) کی

جہاں آگ ہوگی وہیں پر دھواں — وہیں پر ہے گرمی و سوزش نہاں

مگر نارِ خالص ہے ظلمات ہیں — بہت سے معانی ہیں اصلاحات ہیں

یہہ سب کہکے وہ لے بلائیں وہیں — کراہتے ہیں ناگاہ وہ نازنیں

کمر کھینچکر آنکھ کو چیر کر — بغیظ و غضب رخ کرے سر بسر

بری زور سے بول اٹھے لفظ یاؤ — کہ غرائے جیسے کوئی بن بلاؤ

تو دیکھو کہ عاشق میاں ہیں کہاں ؟ — یقیناً وہ پہونچے یقیں تھا جہاں

غرض انکے اکدم نکلجائے دم — گرے چیخکر ایک پہلو پہ خم

اگر اسکو پہلے سے ہوتا یقیں — کہ ہر گز مری ہے نہ یہہ نازنیں

(۱) چراغ (۲) ناک (۳) زچے اور بچے کی بو۔

مصفا۔ مجلی۔ چو خورشید و برق	کہ حلقے کا حلقہ بنے شمس و شرق
وہی مہ جبیں پیچ میں لپٹ جائے	یہ زرہ و کمر ہاتھ عارض پہ لائے
ہو ٹوپی میں کلغی عین الہدیٰ(۱)	گلے میں ہو کالر و ہنکیاں کا
پھر اس پر لٹکتا ہے اسکا ہار	دکھاتے ہوں جھومر بھی اپنی بہار
غرض کہ سراپا ہو حور و پری	تو پھر بھی نہ اس سے کرے ہمسری
وہ اتنا ہو ہے نہ اکتو ہو	نہ انت بہو ہے۔ مگر ہو ہوا
کہاں ایسی لاڑو کہاں ایسا لاڑ	تو جادو کی جا کر وہیں جھونک بھاڑ
کوئی اس کا جز میرے شوہر (عاشق) نہیں	یہاں تک کہ کوئی بھی دلبر (رقیب) نہیں
موخر کوئی ہو۔ مقدم ہوں میں	سبھوں سے زیادہ مکرم ہوں میں
یہی راز ہے۔ خاص حسن المآب	نہ پاؤ گے یہ راز اندر کتاب
عمل کر کہ سب راز ہوں آشکار	وگرنہ تو رو سارے عالم میں خوار
بتاتا ہوں اب سبکو اک کیمیا	کہ ہو آزمانے میں دل پر ضیا
وہ یہ ہے۔ ذرہ گوش دل سے سنو	تمسخر۔ تحقر سے مت سر دھنو

سونے کی چڑیا

بتایا حکیم۔ دوا ار آفریں	بتاتا ہیر ہا صد خدا آفریں

(۱) ماہر نگار [illegible] کا اصل [illegible] عین الہدیٰ ہے اور سر چشمہ ہدایت کے معنی ہیں

اگر تخم ہر طایر این و آں — دگر آب حیوانِ خرد و کلاں

فراہم کئے جائیں با احتیاط — ہو افسردگی اُن کی با انضباط

کرست ہو الگ اور نگھن الگ — ہوں سب شئے کے گن اور بچھن الگ

رکھو کچھ جدا او مرکب کرو — معین جگہہ پر مجرب کرو

توہو ریڈیم سے موثر فزول — بڑا فائدہ ہو درون و برون

ربر کا بناؤ ہر اک جا نور — جو ماوے کی ہو شکل میں نر

کہ نربے وہ ہر اک اس سے جنتی کرے — اور سب آب حیوان شکم میں وہ ہرے

نکالو بناؤ کرو صاف و صوف — صفائی سے بنجائیگا وہ سنوف

کہ انڈا بھی آخر وہی شئے تو ہے — صفائی جو آئی تو ہے پاک شئے

یہ عالم کا عالم ہے بیضہ نما — بلا اور طاعون و ہیضہ نما

سبھی چیز اس میں کثافت سے ہے — جو رگڑ سے منجکر بنی پاک شئے

بنے کھاد سے جنس و اثمارِ کل — دم و نطفہ و جسم و اظہارِ کل

بفرشِ ہوا نور گسترده ہے — ہبا، اس میں محلول و آوردہ ہے

ہبوبِ ہوا سے ہیں جنبش میں سب — یہ ابرہ۔ یہ استر۔ ہبا و روز و شب

یہ تثلیث ہی سخت توحید میں — ہر اک شئے کی ہستی ہی تفرید میں

وہ رگڑ حرارت سے بنتی ہی پاک — جبھی مختلف شکل میں ہی یہ خاک

نوٹ (۱) ریڈیم شئی یہ ایک نہایت مقوی و مصفی و منور شئے ہی کہ تھوڑا سا کانٹ کو روشن کر دیتا ہی (۲) جنبش ہوا

رکھو سب اصولوں کو مدِ نظر / کہ ہو طاقتِ اختراعات تر

نباتات و فلزات و اثمار و جنس / بنا لو ہر اک چیز جتنی کہ اِس

اور انسان کو پھر بنا لیجئے خدا / یہ ہی فیضِ باری نے ہو عطا

کہ ہو حاصلِ طاقتِ کُن[1] یہ کہاں / خلاصی ہو مخلص کو بس بیگماں

یہی آشنا ہے کافی اشارہ تمہیں / نہ معلوم پھر سے ہمارا تمہیں

جو دیکھو کہیں آسماں سے زمیں[2] / تو حدِ نظر ہو زمیں چرخ بریں

دکھو اندر اک دم سے معلوم ہو / نظر سے یہ دنیا ہی مکتوم ہو

بلا علم نتواں خدا را شناخت / چراغِ صفت را بیاید گداخت

بہر کیف اِس جا سے یوں ہو گریز / کہ ہے علم بالا نہ کچھ کم ستیز

بناؤ اسی واسطے ایک گھر / رکھو نام اُس کا عجائب نگر

کہ موجود ہوں سب وہاں جانور / کہ وقت نہ ہو پھر ادھر یا اُدھر

یہ جنس و بے جنس بھی چھوٹ ہو / کہ بچہ نہایت تمہا لوٹ ہو

نباتات و فلزات و ہر ذی حیات / مسلسل یہ اقسام ذات و صفات

ہمہ گرم و سرد و ہمہ معتدل / مُسَمِّن[3] مُشَمِّم[4]۔ مُلَزِّج[5]۔ مُحَلِّل[6]

مُنَشِّی۔ مُفَرِّح و غیرہ۔ تمام / ہمہ تلخ و شیریں و ترش[7] و طرام[8]

(۱) ایسی طاقت کا حاصل ہو جانا کہ دل میں ارادہ کریں کہ فلاں کام ہو جائے بس ہو جایا کرے (۲) زمین کا قافیہ اب بریں آسکتا ہے کیونکہ کثرتِ استعمال سے مرکب لفظ نہیں رہتا (۳) چربیلی شے جسکے استعمال سے موٹا پا آئے۔ (۴) خوشبوی پیدا کرنیوالی شے (۵) لسدار (۶) تحلیل کرنے والی۔ (۷) لفظِ ترش اور ترش دونوں طرح ہے جیسے فرح اور فرح دونوں ہے۔ (۸) بکبا۔

کسیلی۔ اور پھیکی۔ اور تیکھی سبھی | ردیفوں کے ساتھ انکی ہو آگہی
سبھی چیز کے عنصر و جزو کو | بمقدار و تاثیر سب لکھ رکھو
ہو جو چیز جس چیز کے ہم شبیہ | معالج ہے اُس عضو کی فی الحقیقہ
جو ہم وصف ہو وہ کسی عضو کے | اُسی وصف کو عضوِ مذکور لے
نکالو کسی شئے سے عرق اور ست | کسی شئے سے عطر اور سب دہنیت
کسی شئے سے شربت کسی سے لعاب | کسی شئے سے شیرہ کسی سے شراب
کسی شئے سے تیزاب و جوہر نکال | کسی شئے سے سوپ(۱) اور سوگر(۲) نکال
نمک اور گوگرد و ابرق نکال | بہ تحلیل و تفریق زیبق نکال
کسی شئے سے چٹنی اور حلوا بناؤ | مربا و کشتہ و سلوا(۳) بناؤ
ہر اک شئے کو من بعدِ پھینٹ دو | پھر اُس سے بھی جوہر جدا کھینچ لے
جدا بھی ہوں یہ سب مرکب بھی ہوں | مگر یاد باشد مجرب بھی ہوں
کرو تجربہ پہلے حیوان پر | یہہ جب ہو مجرب تو انسان پر
کہ نقصانیوں سے بچائیں ضرور | حبوب و سفوف و نفوخ و قطور
کرا ایصال خونِ پلنگِ جوان | بجسمِ زن و مرد کے ناتوان
ہو یا خونِ گرگ و نہنگ و بقر | غرض ہو وہم نوجوان جانور
تو وہ بھی جوان ہو جوانِ حسین | قوی ہوں قوائے چنان و چنیں

(۱) شوربہ (۲) شکر۔ (۳) سرکہ وغیرہ۔

دواؤں کے شیشے میں کھنی سبھی
مگر شیشیاں ہوں ہر اک رنگ کی

کوئی شئے ہو چمچے سے باہر کرو
نہ گندہ کوئی چیز اُس میں بھرو

علے حسب تعمیر کون و مکاں
علی حسب آثار عمر و زماں

مریضوں کی دینی دوا سوچکر
کہ حالت نہ ہو اُس کی نوع دگر

اگر کوئی بیمار ہو شیر خوار
تو لازم ہے دایہ ہو پرہیزگار

اگر دھوپ میں خوب دوڑے علیل
تو صحت ہو اُسکو بوقت قلیل

پھرے دھوپ میں کھائے تازی ہوا
کہ جلدی سے ہو جائے اُس کو شفا

کبھی خوب موٹر پہ کھائے ہوا
پہاڑوں کی چوٹی پہ ہو خوشنوا

کبھی خاک میں خوب غلطاں رہے
بہت غسل دو۔ تاکہ شاداں رہے

کواڑوں میں شیشے ہوں ہر رنگ کے
کہ دھوپ اُس سے چھنکر بدن میں لگے

کبھی کردو تبدیل آب و ہوا
یہ ورزش بھی ہے ایک اچھی دوا

غرض جو مناسب ہو ویسا کرو
جہاں تک ہو جلدی سے اچھا کرو

سفوف حدید اور کچھ اُسکا عرق
زرہ کہربائے مقنطس چو برق

ملا کر بناؤ کوئی اک دوا
کشش جس سے بایکدگر ہو سوا

کہ نا اتفاقی کا زائل ہو روگ
یہی دین و دنیا کا پہلا ہے بھوگ

زرہ سوچکر آزمائش میں لاؤ
خرابی پہ فی الفور پرسش میں لاؤ

بدلدو کہیں [illegible] بایک دگر
کہ دل ہو ہر اک کا محبت نگر

اگر تندرست اور ہم عمر ہوں — بہت ہی زیادہ و نہ کم عمر ہوں

مزاج و عناصر کو پیہم کرو — سپئے اتفاقات باہم کرو

بحکمت جہاں پہ ہو جو مصلحت — اسی کے مطابق ہو سب تربیت

دوا و دعا اور تعلیم سے — سزا اور اعجاز و تعظیم سے

ق

کسی طرح جو راستی پر نہو — اور احسان و نیکی سے بھی نہ ہو

تو پھر مار ڈالو کہ وہ خاک ہو — کسی طرح خس کم جہاں پاک ہو

اگر ریت پیسے کوئی سنگ پر — تو سننے سے دنداں پہ ہو بد اثر

اسی طرح ہر عضو کے واسطے — دوا و دعا ہیں ہر اک کے لیے

جو اشکال بدلے تو افعال بھی — جو افعال بدلے تو احوال بھی

ہوئی مختلف شکل لوہے کی جب — ہوئے مختلف اسکے افعال تب

نہ آرہ کرے گا بسولے کا کام — بسولا کرے گا نہ کارِ حسام

تو موسےٰ کا کیوں کام عیسےٰ کریں — محمد کا کیوں کام یحییٰ کریں

اب آگے سنو دوسری بات اور — جہاں تک ہو ممکن کرو اس پہ غور

نہ کھانا کبھی تخم بیمار کا... — بخوبی کرو نظم بازار کا

غذا اک طرح کی نہ کرنی کبھی — بدلنی ہے صبح اور شام کی

معین ہی کردو دو روٹیونکے سات — فلاں دن فلاں دم فلاں ساگ پات

کہ سب لوگ ہیں خون یکساں سے — کشش اور محبت کے شایاں سے

مگر ایک رنگی میں پھر فرق ہو — اگرچہ بباطن کوئی برق ہو
یہہ ہیں مختلف کام کے واسطے — کسی خاص انجام کے واسطے
خلاف اِسکے جو کوئی کھائے کبھی — تو اِس سے وہ مجرم نہ ہوگا کبھی
سفیدی ہو انڈے کی مکھن کے ساتھہ — کہ ڈبے ہوں جسطرح انجن کے ساتھہ
غذا علمِ طب کے مخالف نہو — وہ کیا بخت جسمیں معارف نہو
طعام اِس طرح کا جو ہو خوشگوار — کہ دل خوش ہو کھانے سے لیل و نہار
کہ کھاتے ہی بنجائے اکدم سے خوں — ق — تو ہرگز نہ ہونگے تپاک و جنوں
کسیکا کبھی دل ستاتا نہیں — بجز مال(1) طیب کے کھاتا نہیں
نہ میوے کو رکھنا کبھی ٹین میں — نہ بے ضابطہ شور و نمکین میں
دواؤں سے ہوجائے جب ٹین صاف — تو پھر رکھدو اس میں نہیں کچھ گزاف(2)
نمک ہی نہ ہو پھر تو ہڈی ہو نرم — کہاں ہو وہ بس حاملِ سرد و گرم
نمک ہائے آہن کی جب ہو کمی — تو پھر زرد رو ہو نہ کیوں آدمی
نمک اور شکر دو وہ ہیں ہی ضرور — نہ ہو تو نہ پیدا ہو اُس میں سُرور
ہر اک چیز میں روغن و آب ہے — شکر ہے نمک ہے تو کچھ راب ہے
نکالو تو نکلے گا اندازے سے — نکلتی ہے گت جس طرح ساز سے
ہر اک جا یہ مخفی ہے نورِ خدا — نہ کوشش کرو تو ہے تم سے جدا

(۱) آقا کو ناراض کر کے یا بے ایمانی و شیطانی و ناجائز طریقے سے مال نہ حاصل کیا گیا ہو۔ اُس سے حرامزادی ہولاد ہوگی۔ (۲) برا۔

خدا و خدائی سے جوہر نکال — اور اُس میں سے روح منور نکال
تو پائیگا اک قوتِ نادرہ — کہ روحِ انانیتِ قادرہ
کہیں عمر یونہی بسر ہو نہ جائے — یہہ سونے[1] کی چڑیا کہیں کھو نہ جائے

علامات

اگر گوش و معدہ میں حدت ہوئی — تو سمجھو کہ کھانسی کی شدت ہوئی
ہر اک بات کی ہی نشانی ضرور — نہ سمجھو تو یہہ ہے تمہارا قصور
اشارہ کنایہ ہی گویا لغت — یہی سن رہا ہوں میں از شش جہت
بتا دیتی ہے جس طرح سے نظر — رکھی ہے جہاں شئے چلے گی اُدھر
معاون ہی خانہ تلاشی کے وقت — غضب گو ہی یہہ بدمعاشی کے وقت
ازل سے جو حقانیت ہی نہاں — وہ حقانیت ہوتی ہی خود عیاں
اگر تن سے امراض جانے لگیں — تو سمجھو کہ خارش ستانے لگیں
ہر اک چیز میں اُسکو لذت ملے — بوقتِ سحر خوب راحت ملے
بساز و طرب خوں میں دوران ہو — ہو ہلکا بدن غسل کا دھیان ہو
جو روغن کی مالش سے آئے مزا — یقیں ہو کہ چہرہ ہے رونق فزا
کئی روز تک بال چکنا رہے — تنِ بے یبوست مجلا رہے

(۱) روح و حیات و زندگانی۔

نہ خارش ہے کان میں یا نہ میل
تو سمجھو کہ پہنچے آمدِ شاہ لیل[1]

غذا سے جہاں تک ہو دل شاد ہو
تو بے مشغلہ سب کے برباد ہو

کرے فکر ہر مسئلہ پر ضرور
تو ممکن ہے سیرت بھی ہو مثلِ نور

نشانی اقبال ہے رعب و داب
جہاں رعب جاگا تو ہے انقلاب

نشانی ادبار ہے ابتری
بحالِ تنافق کجا بہتری

صفاتِ شاہی

صفت ہو شہنشاہ کی اس طرح
بتاتا ہوں میں اس جگہ جس طرح

بحکمت[1] بقصد[2] احتیاط و تلاش[3]
بمکر و نفاق و بربط و بفاش

کبھی اکل و اکال و کبھی عزل و نصب
بہ وہم و گماں ربطِ عضلات و عصب

ہو سب کام بالواسطہ ربط و ضبط
پئے نظم ہو گرچہ سب خبط و ربط

نہ غفلت ہو۔ قدرت ہو با جوڑ توڑ
غرض لفظِ حکمت ہے سب کا نچوڑ

کبھی سخت گویا۔ کبھی کم سخن
کبھی ایک دم چپ کبھی پرفتن

کبھی گفتگو ہو بصوتِ حسین
کبھی صوت جائے بہ عرشِ بریں

(۱) سلطنت کرنیکے لئے حکمت چاہیئے جس میں ہوشیاری و احتیاط کی ضرورت ہے۔ سیاسی امور کو تلاش کرنیکی ضرورت ہے۔ کچھ مکر با بخیر کی ضرورت ہے۔ مخالفین و نمک حرام کے درمیان نفاق ڈالدینے کی ضرورت ہے کہ اصلی حالت معلوم ہو۔ لوگوں سے ربط و ضبط رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ راز فاش کرنے کی بھی ضرورت ہے چھپانے کی بھی ضرورت ہے۔ کھلانے پلانے کی بھی ضرورت ہے۔ عزل و نصب کی بھی ضرورت ہے۔ عضلات و اعصاب کو بحکمت معقول طریقے سے وہم و گمان سے گھیرنے کی بھی ضرورت ہے۔ درجہ بدرجہ لوگوں کو رکھنے کی ضرورت ہے۔ کسی جگہ خبط ربط معاملہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جوڑ توڑ کی حاجت ہے۔ انھیں سب باتوں کا نام حکمت ہے

ہو گا ہے متین و گہے پر جلال — گہے شاد و خرم گہے پر ملال

تصنع - تلون - نمائش میں ہو — بناوٹ کی غفلت گرائش میں ہو

کہ جیسے تلون زمانے میں ہے — ہر اک شئے میں ہو آب و دانے میں ہے

کہ جو حال ہوتا ہے مجذوب کا — وہی حال ہے عین محبوب کا

مگر بے تکلف حرم میں رہے — نگاہِ تلطف کرم میں رہے

کہ ہر شخص کے دل پہ ہو رعب و داب — کہ دیکھیں کہ ہوتا ہے کس پر عتاب

ہو بیم و رجا کا ہر اک سو عمل — کہ باز آئیں سب از دغا و دغل

تو پھر ٹھیک رفتار سے ہو نظام — وگرنہ خرابی ہو در خاص و عام

مگر وقت خطرہ رہے مستقل — اگرچہ بہت کچھ ہو بیتاب دل

گرے ٹوٹ کر سر پہ گو آسماں — رہے پھر دلیرانہ با عز و شاں

رہے دوستوں کے لئے نرم دل — خلاف اسکے کچھ ہو تو اُن سے خجل

پھر انعام و اکرام بھی ہو فزوں — جبھی تو ہو صدر الصدور حضور

سواری شکاری میں مشتاق ہو — سپاہی منش عدل میں طاق ہو

اقاسر کو مدعو بھی کرتا رہے — خطا ہو تو تھو تھو بھی کرتا رہے

نہ اوپر ہو ہرگز کوئی شاہ کے — وہ ہو تحتِ قانون و الد کے

تو پھر ہو گی وہ سلطنت خوب تر — رہے صاحبِ سلطنت اوج پر

وگرنہ خدائی لعنت مآب — پر لو چھینگے اسکو غرض بے حساب

صدائے غیب

بنامِ خدائے رسالت نویس
فراست گزین و محب الفرس

اگر عجز و خشنت دکھائے کوئی
تو اُس پہ نہ چڑھ بیٹھنا تم کبھی

بلا وجہ ہرگز ستانا نہ دل
وگرنہ رہو گے ہمیشہ خجل

دیے گا وہی جو کہ محتاج ہو
جسے کچھ نہ ایمان یا لاج ہو

جو ہیں گرم تر اور شیریں مزاج
وہی اپنی فطرت میں رکھتے ہیں لاج

مگر وہ جو نمکین اور سرد ہیں
وہی آبِ زیریں مسترد ہیں

جو جمود ہے وہ بگڑ جائے گا
نہ گر بے تحمل ہو تو لڑ جائے گا

نہ ماہی کی مانند ہے وہ حلیم
نہ موذی کے جیسا ہو اک دم ظلم[1]

نمک خوب ہے گو زیادہ نہ ہو
گزک میں نمک ہو یہ بادہ نہ ہو

اگر حلم سے کوئی ٹلتا نہ ہو
وتیرے[2] سے اپنے بدلتا نہ ہو

تپانچہ وہیں کھینچ کر مار دو
سر اُس کا وہیں بر سرِ دار دو

کہ جیسے کو تیسا یہی رول ہے
جو ہو کار بند اُس پہ مقبول ہے

اگر صاحبِ جاہ بھی ہو کوئی
تو تعذیر اُسکی ضروری ہوئی

وہیں اُسکو اچھی طرح ٹھوک دو
اگر جان جائے تو دو جان کو

(۱) تھار۔ (۲) وتیرہ۔ وطیرہ۔ دونوں طرح جائز ہے۔

[illegible]

کہ ہے ایسے جینے سے مرنیکو ترجیح
ہو جب جان و مال اور عزت پہ حرف

بشرطیکہ یہہ کام ہو بے قصور
وگرنہ یہ ہے ظلم و از عقل دور

بہادر ہے وہ جو کہ بسمل کرے
انا الحق کا دعوے نہ بزدل کرے

نہ بزدل کو اقبال و نعمت ملے
کجا سلطنت پھر ولایت ملے

پئے رہبراں عیب ہے عجز و بیم
مگر سامنے اہل خلق العظیم

جو مرنے سے بھاگا وہی بس مرا
بہادر نہیں موت سے جو ڈرا

کرے فار غیط آکے عجز و نیاز
کہ انی انا کو ہے قدرت پہ ناز

جو ہر بات میں فرد ہوں واجبًا
وہی امت خاص ہیں غالبًا

مگر برگزیدوں کو سب ہے بجا
وہ جو کچھ کریں انکو سب ہے روا

مگر امر جائز بحکمت ہو وہ
نہ ایسا ہو ہرگز بعلت ہو وہ

زبان و قلم میں ہے اُن کے اثر
تصور ہے اُن کا ہر اک امر گر

کسی نے جو دشمن کو یہہ کہدیا
تو صدیق اکبر ہے بازو مرا

مرا مال و زر اور سب گھر و دار
تمہارا ہے میرا نہ ہے اختیار

یہ اخلاق ہے فی الحقیقت نہیں
اگر چھین لو تو شرافت نہیں

تو یہہ حکمتیں ہیں نفی الاصل ہیں
جو نفی الاصل ہیں وہ بلا فصل ہیں

تناسخ کے چکر میں دشمن پڑے
جو تھے بیوفائی میں سب سے بڑے

ملا نا ستھہ انکو روٹی اور کھانڈ
دیا جینے انکو نہ [illegible] کے جھانڈ

جو دشمن ہو وہ دوست ہوتا نہیں
کہ بیداری و نوم یک جا نہیں

تملل(۱) کی حالت میں گو ساتھ ہوں
جدا اور یک جیسے دو ہاتھ ہوں

جو ہے جاگتا خواب کے اندروں
وہ اصلی حقیقت سے ہے بس بروں

تو ہے رتبۂ دوست از حد بلند
نہ سمجھے وہی جو ہو نا ارجمند

کبھی ہمنشیں کی مذمت نہ کر
جو مردود ہے اس کی مدحت نہ کر

اگر کوئی شہپر ہی کو توڑ دے
تو پرواز ہر ایک پر چھوڑ دے

حقیقت سبھی جانتی ہو اگر
تو چون وچرا کر ہر اک بات پر

جو خوش نیتی سے ہو چون و چرا
تو تاثیر بھی اسکی ہے جانفزا

نشانِ حق

پھر آخر میں ہوگا یہ حاصل سبق
کہ جو ہو مفید اسکو بولیں گے حق

کہ جسکا ہو غلبہ اسی کا ہے حق
یہ اقسامِ حق ہیں طبق بر طبق

تو غلبے کو کیا حق کہ غالب رہے
تو پھر حق کو کیا حق کہ حق حق کہے

دوامی جو حق ہو دوامی مفید
وہ بیکار ہے جو ہو نامی مفید

کہ دل بول دیتا ہے حق ہو فلاں
اگرچہ نہ اسکو کہے از زباں

نتیجوں سے دونوں کو خود دیکھ لو
نہ کٹھ حجتی کو کبھی راہ دو

یہی بس فقط حق کی پہچان ہے
اگرچہ کوئی جھوٹھ فرفر کہے
تشابُہ مغلوبیت ہے تباک
نہ بیجا سبھی تتے کو یکسان کرو
نہیں تو اثر اس کا ہوگا خراب
کہ ہو جاؤگے ایکدم سے تباہ
تشکّر ہر اک شئے کا کرنا ادا
تشکّر سے دشمناں عیب ہے
جو ہو جاؤگے سبکے کامیاب
یہہ سب پھر ہوگی خلقت نمیر و شر
کہ جیسے نباتات(۱) و حیوان خرد
نہ ترکیب و ترتیب مردم بنے
ملا کر بہ ترتیب ہر چیز کو
نہ جب تک خدا ہی ہوا اک دم فنا
اور اسکو تو اک دم فنا ہی نہیں
فنا بھی ہے خود ہی نہ دیگر کوئی
سبھی کام اسکا ہے قانون پہ

نہ اعضا بستہ ہیں کچھ جان ہے
مگر تنرم و نغزش بھی اسکو ہے
تو گر نہ جو غالب ہو گیا اسکو بانگ
مناسب جگہہ سب کو چیپان کرو
ستاروں کی جانب سے ہوگا عتاب
بنوگے پھر او بار کے پادشاہ
کہ مخلص بنیں لوگ بہرِ خدا
صدائے خدا از رہ غیب ہے
تو بنجاؤگے خود ہی حسن المآب
اور ایسے ہی پھر ہونگے سارے رجوع
ہوئے رو لقا بعدہٗ خورد و بزرگ
بہ تبدیل و تحویل انجم سبنے
بہ نشو و نما ارتقا دیکھ لو
نہ موقوف ہوگا یہ رازِ انا
انا ہے مگر میں بنا ہی نہیں
تو کیسے ہوئی اسکو خود سے دوئی
کہ جیسا عمل ویسے ہوگا ہا ثمر

(۱) [illegible]

جتنے اشعار گوہر فشاں / بہت سے مضامیں کی ہیں سرخیاں
کا تم کرو حق ادا / پہونچکر انا الحق پہ حقِ خدا
…ی ہو تو انا الحق کہاں ؟ / یہ بعد از تصور نہ کہتی زباں
…ر اس سے نسبت کا ہوتا نہیں / تناسل کے اندر پڑتا نہیں
خدا گر نہ ہوتا تو از جنگ و جدال / تساواتِ اخروی پہ ہوتا نہ عدل
خدا میں رہو یا خدا سے جدا / ولی عشق رکھو یہ فرماں روا
ملے تا کہ راحت ز سرتا بپا / ز سرتا بپا کیا کہ تا انتہا
کہاں نسبت عبدیت میں ہے خیر / کہ آغاز و انجام و اوسط ہے خیر
یہی گر ہے نسبت کے اندر نہاں / بس اب چپ ہو یہ تو نہ کہہ این و آں
مگر کہدے انتا براہِ عنا / کہ ہے ترک ہی عینِ رمزِ غنا
نہ کرنا مگر دوسرے کو شریک / کہ خود بخس ہوا اور پرایا بریک (۱)
…شرک ہوا بس وہ مخلص ہوا / وہ خود ہو گیا شاہ و فرماں روا
بتوحیدِ معلوم بعد از فنا / یقیناً پکارے گا انی انا

ہمہ اوست و تصوف

یہی بات علمِ تصوف میں ہے / کہ دعویٰ خدائی کا ہو پئے بہ پئے

جب اِس علم کا بدل ہی ہے یہی

مگر چاہیے اِسکا جملہ ثبوت

(۴)
اگرچہ ہیں آتش یہ سب تیرات

۴ صدائیں ہیں جتنی وہ سب ہیں ہوا

اکائی میں آئیں تو سب ایک ہیں

حباب اور برف اور تراین آب

جدائی جو چھوڑیں تو پھر آب ہیں

نباتات و فلزات و حیوان سب

جلادو جو سب کو تو سب خاک ہیں

جدائی میں ہیں تو جدا نام ہے

تو تم سب جدائی میں جب تک رہو

جہاں تک ہو محسوس شادی و غم

تمہیں تک تمہارا ہو رتبہ وحد

مع الخیریت یہ ہمہ اوست ہے

یہی ہو شریعت وہ ہے معرفت

شریعت تصوف کی اک شاخ ہے

تو جاہ جار
وگرنہ
ملیں پھر سے
مگر مختلف
جدائی میں
جدائی
تو پھر
سبھی
ہر مختلف
یکائی
برابر ہم
وہیں تک